تاج المحدثین عمدة المحققین حضرت علامہ مفتی ارشاد حسین رام پوری مجددی رحمۃ اللہ علیہ

کی نوک قلم سے نکلنے والا تقریباً ایک صدی کے بعد شائع ہونے والا پاکستان میں پہلی بار

منظر عام پر آنے والا نادر و نایاب

حصہ اوّل

فتاویٰ ارشادیہ

تالیف حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الغفار خان نقشبندی رام پوری

تقدیم مفتی محمد اطہر نعیمی چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان

ترتیب نو: ابو الطاہر غلام عباس باروی مجددی

زیر اہتمام

ابو الساجد محمد اقبال باروی

ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

دار العلوم طاہر آباد نواں کوٹ تحصیل چوبارہ ضلع لیہ

جامع مسجد بسم اللہ شیرپاؤ

کالونی لانڈھی کراچی

نحمده و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

صلی اللہ علی النبی الامی و علیٰ الہ واصحابہ وسلم تسلیما

فتاویٰ ارشادیہ

O ...... ناشر ....O

غلام عباس بادوی مجددی ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مرکزی دفتر

مسوم عباسیہ بادویہ طاہر آباد موضع نواں کوٹ تحصیل چوبارہ ضلع لیہ

خط و کتابت کے لئے: جامع مسجد بسم اللہ شیر پاؤ کالونی گلی نمبر ۴ لانڈھی کراچی

نام کتاب	:	فتاویٰ ارشادیہ
مصنف	:	تاج المحدثین مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوریؒ
مرتب	:	حضرت علامہ عبدالغفار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب نو	:	غلام عباس باروی نقشبندی
اہتمام	:	علامہ محمد اقبال باروی
اشاعت	:	ایک ہزار
طابع	:	محمد ابراہیم عباس
پاکستان میں بار اول	:	یکم اپریل ۲۰۰۰ء

O .... ملنے کا پتہ .... O

قاری دلشاد احمد نقشبندی مدرسہ بیت النور لانڈھی نمبر ۶، کراچی۔

فون: 5046057

مکتبہ غوثیہ ہول سیل سبزی منڈی کراچی۔ فون: 429946

مولانا راغ علی رضوی سنی رضوی کتب خانہ گلشن کالونی

فیصل آباد۔ فون: 628319

سید محمد احمد یوسف نعیمی جامعہ مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی

(نوٹ)..... فتاویٰ ارشادیہ کو بغیر ردوبدل کے شائع کیا جارہا ہے۔

کتاب کیسے چھپی

عرض ناشر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا بے حد شکر واحسان اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حد درود وسلام جن کے فیضان رحمت سے خالق کائنات روؤف رحیم کی توفیق خاص ہوئی کہ نادر ونایاب کتب کو شائع کرنے کا موقع ملا۔

میرے دل میں یہ تمنا تھی کہ کچھ نایاب کتابیں شائع کی جائیں اس سلسلے پاکستان کے اکثر مدارس میں علمائے کرام سے ملاقاتیں ہوئیں تو اس سلسلہ میں جامعہ حامدیہ رضویہ گلشن رضا کراچی حاضر ہوا تو شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام نبی فخری مدظلہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ کوئی نایاب کتاب ہو تو عطا فرمائیں تاکہ اس کو شائع کیا جائے تو علامہ صاحب نے فرمایا کہ علامہ رضاء النبی صاحب نائب مہتم دارالعلوم حذا سے ملاقات کریں تو ملاقات ہوئی میں نے عرض کیا فرمانے لگے فتاویٰ ارشادیہ شائع کرائیں تو آپ نے فتاویٰ ارشادیہ حصہ اول ودوم کی فوٹو اسٹیٹ عطا فرمائی۔ علامہ رضاء النبی صاحب نے فرمایا کہ اس کی اصل کاپی استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد جمیل احمد نعیمی کے پاس ہے تو میں جامعہ نعیمیہ کراچی حاضر ہوا تو مفتی علامہ محمد اطہر نعیمی اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ چیئرمین ہلال کمیٹی پاکستان سے ملاقات ہوئی تو میں نے کتاب کے لئے عرض کیا تو آپ نے اصل کتاب عطا فرمائی پھر علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ بہت خوش ہوئے ایسا کام ضرور کرو اور انہوں نے بہت دعائیں دیں اور آپ کی (علامہ ارشاد حسین مجددی احمدی زندگی کے بارے میں حالات لکھنے کے لئے تیار ہو گئے اور یہ طریقہ ... مقصد ...

قادری ، حضرت علامہ مولانا جان محمد نعیمی صاحب ، حضرت علامہ مولانا محمد اعظم سعیدی صاحب ، حضرت علامہ مولانا منیب الرحمن صاحب اور حضرت علامہ شیخ الحدیث التفسیر حضرت خالد محمود بانی جامعہ معارف القرآن کراچی۔ کتاب چھاپنے میں بھرپور ساتھ دیا۔

علامہ ارشاد حسین احمدی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات کے لئے میں نے اکثر علمائے سے رابطے کئے تو علامہ بشیر القادری صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مبارکباد دی کہ آپ کو میں تحفہ دوں گا۔ میں نے بے چینی میں پوچھا حضور کیا تحفہ ہے تو انہوں نے جواب دیا جو آپ کا کام تھا حل ہو گیا یعنی علامہ ارشاد حسین احمدی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی پر کتاب مل گئی۔ انہوں نے مجھے عطا کی گویا دنیا کی ہر چیز مل گئی جس وقت سے کتاب میرے پاس آئی تو بہت زیادہ سکون محسوس ہوا ہوتا بھی کیوں نہ جس شخصیت کے لئے پیارے آقا نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے مرشد کامل کو فرمائیں ارشاد حسین کو رام پور بھیج دو تاکہ دین کی خدمت کریں ان کی کتاب پڑھ کر سکون ہی سکون ہے۔

پھر علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کے پاس حاضر ہوا تو آپ کو کتاب دکھائی تو آپ نے بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا فرمانے لگے اگر کوئی مجھے کوئی کثیر رقم دیتا تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس کتاب کو دیکھ کر ہوئی ہے گویا مفتی اعظم حضرت علامہ ارشاد حسین احمدی مجددی رحمتہ اللہ علیہ براہ راست فیض عطا فرما رہے ہوں۔

حضرت علامہ مولانا رضاء النبی صاحب نائب مہتمم دار العلوم جامعہ بانی مکتبہ فخریہ کراچی اور الحافظ الحاجی خلیل احمد نورانی کا تہہ دل متشکر جنہوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ اور کراچی میں مرکز کے لئے حاجی محمد نواز بلوچ، محمد نثار، محمد عنصر علی جو کہ بسم اللہ جامع مسجد شیر پاؤ لانڈھی کراچی کے ٹرسٹی ہیں انہوں نے فرمایا ایک اللہ کا نیک بندہ ہماری مسجد کو بنوا رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کے علم میں، عمل میں اضافہ فرمائے تو ہماری نایاب کتابیں چھاپنے کے لئے مرکز بنائیں۔

مجھے اپنی علمی بے بضاعتی وکم مائیگی کا اعتراف ہے مگر اپنے پیر و مرشد ولی کامل خواجہ الحاج فقیر محمد الباروی سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیر بارو شریف لیہ کی نگاہ کرم استاذ العلماء الحاج قاری محمد دین نعیمی مصنف الخطیب فیصل آباد کی تربیت والد مکرم صوفی فتح شیر قادری کی شفقت سے ناچیز اس قابل ہوا۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا سید شاہد علی رضوی جمالی شیخ الحدیث الجامعہ الاسلامیہ قدیم گنج رام پور شریف انڈیا کی کتاب حیات خدمات نظریات حضرت علامہ مولانا مفتی ارشاد حسین مجددی رحمتہ اللہ علیہ کے کچھ صفحات فتاویٰ ارشادیہ سے قبل دیئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ موصوف کے علم و عمل میں ترقی عطا فرمائے۔

آخر میں ان دوستوں کا متشکر ہوں جنہوں نے کتاب کے سلسلے میں ہر موقع پر سرپرستی فرمائی خصوصاً حضرت علامہ مولانا باغ رضوی مہتمم جامع شیخ الحدیث فیصل آباد علامہ مولانا محمد اقبال باروی ، محمد مرسلین دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے علامہ موصوف ودیگر علمائے اہلسنت کی نایاب کتب شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

ooo

غلام عباس باروی مجددی دارالعلوم عباسیہ بارویہ
طاہر آباد لیہ
جنرل سکریٹری ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف
ثانی رحمتہ اللہ علیہ
۸/اپریل ۲۰۰۰

فہرست فتاویٰ ارشادیہ جلد ا

استاذالعلماء حضرت علامہ مفتی ابن مفتی محمد جان نعیمی
دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر، کراچی

باسم رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شیخ الاسلام شاہ محمد ارشاد حسین مجددی رام پوری خلیفہ اجل حضرت شیخ محی السنتہ شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ العزیز اپنے زمانہ کے عظیم عبقری تھے۔

جس پر ان کی علمی تخلیقات و تحقیقات شاہد اور زمانہ خود گواہ ہے ان کا علمی مقام بہت بلند ہے۔ فضائل وکمالات کے ایسے جامع تھے جن کے سامنے بڑے سے بڑا ہیچ ہے ان کی فضیلت کا یقین دشمن و دوست دونوں کو ہے۔ مختلف مقامات سے فتاویٰ ارشادیہ کا جائزہ لینے کے بعد یہ محسوس ہوا کہ صاحب کتاب اپنے وقت کے امام ابن ھمام تھے۔

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

میں فاضل نوجواں حضرت مولانا غلام عباس نقشبندی زید مجد ھم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے ایک نادر و نایاب کتاب کو شائع کرایا۔ یقیناً یہ اہل علم پر احسان ہے اللہ رب العالمین اس کاوش سعید کو قبول فرمائے اور سرمایہ دارین بنائے آمین۔

الفقیر الی غفور ربہ الکریم
عبدہ محمد جان نعیمی عفی عنہ
۲۴ ذوالحج ۱۴۲۰ھ

تقدیم

اس دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو مطلب برآری کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیتے ہیں ایسے لوگوں کے مثبت اور قابل قدر ہونے کی وجہ سے ان کی قدر دانی ضروری ہو جاتی ہے۔ تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے یہ عرض کروں کہ گزشتہ دنوں ایک صاحب تشریف لائے انتہائی خلوص و محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ میں نے تعارف چاہا تو پتہ چلا کہ موصوف کا نام مولوی غلام عباس باروجی ہے۔ خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہیں معروفیت کی وجہ سے تفصیلی گفتگو نہ ہو سکی۔ کچھ دن کے بعد پھر تشریف لائے اور مجھ سے کہا میرے علم میں آیا ہے کہ آپ کے پاس فتاویٰ ارشادیہ (اس کے بارے میں موصوف نے عرض ناشر میں لکھ بھی دیا ہے) میں نے بتایا کہ دارالعلوم کے کتب خانہ میں حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری کے فتاویٰ کی پہلی جلد اور حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کا رسالہ جو مفقود الخبر کے سلسلہ میں ہے موجود ہیں لیکن فتاویٰ ارشادیہ کی دوسری جلد کی فوٹو کاپی عزیزم جناب لطافت یار خان سے ملی ہے جو جناب مولانا اکرام حسین صاحب مرحوم کے فرزند نسبتی ہیں۔ مولانا اکرام حسین صاحب مرحوم کا تعلق اسی خانوادہ سے ہے جن کی علمی خدمات کو اجاگر کرنے اور ملت مسلمہ کے ارباب علم کے استفادہ کے لئے یہ مجموعہ فتاویٰ شائع کیا جارہا ہے۔ گو ضخامت کے اعتبار سے یہ مجموعہ فتاویٰ مختصر ہے لیکن بقول شیخ سعدی علیہ الرحمتہ "بقامت کہتر بقیمت بہتر" یہاں اس امر کا اظہار ضروری خیال کرتا ہوں کہ اس مجموعہ فتاویٰ کے سلسلہ میں کچھ لکھنے کا مجھ پر حق بھی ہے کیونکہ میرا تعلق مراد آباد سے ہے صاحب فتاویٰ حضرت مولانا ارشاد حسین رحمتہ اللہ علیہ صاحب مصطفیٰ آباد مشہور بہ رامپور سے متعلق اور ان دو جگہوں کا فاصلہ تقریباً اٹھارہ انیس

میل اور آج کل (وقت تحریر سطور ہذا) یہ آبادیاں تقریباً متصل ہو رہی ہیں اگر آبادی کی یہی حالت رہی تو مراد آباد اور رامپور میں کوئی فصل نہ رہے گا کچھ لکھنا چاہتا تھا لیکن جب مولانا غلام عباس نے مجھے مولانا شاہد علی صاحب رضوی کی وہ کتاب دکھائی جو موصوف نے حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں لکھی ہے تو میں نے انہیں مشورہ دیا کہ اس کتاب کے کچھ حصہ کو شامل مجموعہ فتاویٰ کر دیا جائے تاکہ ناظرین کو حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی فقہاہت کے ساتھ ان کی عملی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل ہوں یہاں میں اس امر کا اظہار بھی کر دوں کہ حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر خیر میں اپنے استاذ محترم صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور اپنے والد محترم تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ سے سنتا رہا ہوں۔ اس کے علاوہ مولانا عنایت اللہ خان صاحب رامپوری مرحوم کا مرتب کردہ مطبوعہ رسالہ (بزبان فارسی) مقامات ارشادیہ جو عزیزم لطافت یار خان صاحب ہی سے ملا ہے اس کا بھی جستہ جستہ مطالعہ کرتا رہا ہوں اس کے مطالعہ سے بھی مولانا رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت کا یہ پہلو نظر آیا کہ حضرت مولانا اپنے دور کے شریعت وطریقت کا مجمع البحرین تھے جن کی مثال مشکل سے ملے گی۔ میں مولانا شاہد علی صاحب کی اس قلمی کاوش کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مستقبل کے ارباب علم کو راستہ دکھا دیا ہے کہ وہ حضرت مولانا کے بارے میں مزید تحقیق فرمائیں۔ میں دعا گو ہوں کہ رب کریم اس مجموعہ فتاویٰ سے ہمیں استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے اور اس کتاب کی اشاعت میں جن جن حضرات نے جس حیثیت سے بھی حصہ لیا ان کی خدمات کو قبولیت کے ساتھ ساتھ علمی خدمات کی مزید توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد اطہر نعیمی

[illegible] جامع مسجد آرام باغ کراچی

حضرت علامہ مولانا محمد اعظم سعیدی
چیئرمین عالمی تنظیم خیر الامہ پاکستان

سچے لفظ

فقیہ العصر، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ، واقف نکات اصلیہ حضرت مولانا ارشاد حسین رام پوری قدس سرہ کی عظیم المرتبت شخصیت کہ جنہیں امام اہلسنت مجدد مائتہ رفتہ مولانا احمد رضا خان کفل الفقیہ میں **من کبار علماء الھند** اور فاضل کامل لکھیں ...... مولانا شیخ ابو الخیر مکی ہدیہ احمدیہ میں جنہیں فاضل و محقق کامل لکھیں ...... حافظ محمد حسین مراد آبادی انوار العارفین میں جنہیں مفسر، محدث، مدرس فقہ واصول، فہمندہ دقائق معقول لکھیں ...... مولانا عبد الاول جونپوری مفید المفتی میں جنہیں جامع العلوم کہیں ...... مولانا عبد السمیع بیدل رام پوری انوار ساطعہ میں جنہیں **القمقام والنحر الھمھام الادیب المصقع المتکلم النبیہ** لکھیں ...... مولانا شاہ محمد مظہر مجددی مدنی جنہیں **قدوۃ اھل التحقیق والتدقیق وفصیح مقبول** قرار دیں ...... مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی تعلیق المحلی میں جنہیں محدث نبیہ اور فقیہ وجیہ لکھیں ...... صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی جن کی تعریف و تحسین میں رطب اللسان ہوں ...... مولانا نور الحسین فاروقی طرب الکرام میں جنہیں شیخ فخام، قدوۃ الانام امام الھمام تحریر کریں، ...... بقیتہ النحاۃ مولانا سید شاہ حسین گردیزی جن علوم صوری و معنوی کے کمالات کا بکثرت ذکر کرتے ہوئے جنہیں متبحر فقیہ کہیں ...... برادر محترم خواجہ رضی حیدر جن کا تذکرہ، تذکرہ محدث سورتی میں کرتے ہوں ...... ایسی نابغہ ویگانہ روزگار شخصیت کہ جن کی تعریف وتوصیف اور تحسین میں اکابر جبال العلم کے کلک قلم سے مرصع تہنیتی وتبجیکی کلمات وجود پارہے ہوں اور اصحاب علم وفضل جن کے گن گاتے ہوں وہاں

ریگ را با صحرائے علم .... مجھے اپنی علمی بے بضاعتی وکم مائیگی کا اعتراف ہے، مگر فاضل عزیز مولانا غلام عباس مجددی ناروری کے حسن ظن کی پاسداری کرتے ہوئے اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ بریلی، لکھنو، کان پور، حیدرآباد دکن، دہلی، پیلی بھیت، جمشید پور کے نامور علمی قلعہ ہائے معلیٰ کی موجودگی میں یکدم نمودار ہونا اور اپنے علم و فضل کو منوانا مولانا ارشاد حسین کے کمال علمیت کی روشن دلیل ہے جبکہ فتاویٰ ارشادیہ حضرت مولانا ارشاد حسین کی علمی فقاہت وثقاہت کی اظہر من الشمس تصدیق ہے، میرے نزدیک یہ فتاویٰ ارشادیہ مسلمانوں کے معتقدات کی اعلیٰ توضیح وتشریح ہے اور اس میں بعض ایسے ادق مسائل کی عمدہ تفسیر ہے جو ہر عہد میں اہم اور نشابر رہے ہیں جیسے (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کلمہ کن سے پہلے ہوئی یا بعد میں؟ (۲) احیاء ابوین شریفین (یعنی حضور علیہ السلام کے والدین گرامی کا زندہ کیا جانا اور کلمہ پڑھوانا) یہ مسئلہ اس لئے اہم ہے کہ دنیا میں ہی دو بار حیات کا تصور ابھرتا ہے؟ کیونکہ انسان عدم سے وجود میں آیا تو اس کی اولین حیات دنیائے بطن مادر کی ہے پھر عالم شکم سے انتقال اور دنیا میں آمد یہ دوسری دنیاوی حیات ہے پھر دنیا سے انتقال اور عالم برزخ میں جانا یہ تیسری برزخی حیات ہے پھر قیامت کے بعد چوتھی اور ابدی حیات ہے، جس طرح برزخی حیات سے ابدی حیات کے درمیان موت کا وقفہ ہے یا نہیں ایک لا ینحل معمہ ہے اسی طرح دنیا سے برزخ کی طرف انتقال اور پھر برزخ سے واپسی اسی دنیا میں دوسری حیات اور پھر دوسری موت ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جس پر مولانا ارشاد حسین رامپوری نے بڑی جرأت مندانہ اور دقیق فقیہانہ گفتگو فرمائی ہے (۳) بعد انتقال انبیائے کرام سے معجزات کا صدور (۴) کلام نفسی اور کلام لفظی کی تحقیق (۵) حیات کی جنس سے کسی نبی کا ہونا (۶) سماع بامزامیر (۷) ماضی کی متعدد قسموں۔ حال کی قسم اور مستقبل کے لئے کھائی گئی قسموں کا کفارہ (۸) بعد نماز عیدین معانقہ اور بعد نماز عصر ومغرب مصافحہ (۹) مولانا شبلی نعمانی کے دو اہم سوالوں کے جواب (۱۰) شرعی گز کی لمبائی کا بیان (۱۱) حیدرآباد دکن کے ڈپٹی کمشنر کا سوال دربارۂ احتساب کی شرعی وتاریخی

توضیح (۱۲) جاہل کو قائم مقام سلطان بنانا (۱۳) سود کی مختلف اقسام وشکلیں (۱۴) وکیل کے توسط سے اخذ ربا (۱۵) بتوں کے نام منسوب ومعنون جانوروں کو اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنا (۱۶) حقے اور تمبا کو کا استعمال وغیرہ۔

غرض کہ فتاویٰ ارشادیہ کے حصہ اول میں دو سو کے قریب اس طرح کے اہم ترین مسائل شامل ہیں جن سے حضرت مولانا ارشاد حسین رامپوری رحمتہ اللہ علیہ کا تبحر علمی آشکارا ہوتا ہے اور آپ کی فقاہت پر سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے نیز آپ کی علمی عظمت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ رام پور ریاست کے والی نواب کلب علی خاں آپ کی علمی جلالت سے ہی متاثر ہو کر عقائد امامیہ ترک کر کے سنی حنفی مجددی ہوئے تھے اور جب اسی نواب کلب علی خاں نے سنن ابو داؤد شریف کا انتہائی خوشنما مطلٰی ومذہب نسخہ لکھوایا تو اس کی تصحیح مولانا ارشاد حسین اور محدث وقت مولانا سید حسن شاہ سے کروائی تھی چنانچہ محدث عصر سید حسن شاہ صاحب آپ کی جلالت علمی کے پیش نظر آپ کے دولت کدہ پر روزانہ تشریف لاتے اور دونوں حضرات مل کر ابو داؤد شریف کے نسخے کی تصحیح فرماتے تھے۔

عزیزم محترم فاضل مکرم مولانا غلام عباس مجددی نے فتاویٰ ارشادیہ کی اشاعت کا جو بیڑا اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو ان کے مشن میں کامیابی عطا فرمائے اور علماء عوام اہلسنت کو اس فتاویٰ سے مستفید و مستفیض ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد اعظم سعیدی بقلم خود
چیئرمین عالمی تنظیم خیر الامہ پاکستان
سرپرست سرائیکی ادبی سنگت پاکستان کراچی
فون : 8117740

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاج الفقہا حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ محمد ارشاد حسین مجددی رام پوری خلیفۂ اجل حضرت علامہ مفتی شاہ احمد سعید مجددی رام پوری ثم المدنی نور اللہ مرقدہما تیرہویں صدی ہجری کے بزرگ ترین عالمِ دین اور محدث کامل ہیں۔ آپ کے بزرگوں کا وطن اصلی خطۂ مقدسہ سرہند شریف تھا۔ سکھوں کے تسلط اور تعدی کے بعد آپ کے بزرگ حضرت مولانا مرشد میاں مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ ترکِ وطن کر کے بریلی شریف آگئے۔ کافی عرصے کے بعد والیٔ رام پور نواب فیض اللہ خاں قادری جمالی حضرت مولانا مرشد میاں مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عارف باللہ سلطان الاولیا حضرت سید حافظ شاہ جمال اللہ نقشبندی قادری قدس سرہٗ کی تحریک پر ڈھائی سو افراد کے قافلے کے ساتھ مصطفیٰ آباد عرف رام پور لائے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد حضرت مولانا محمد مرشد میاں مجددی اور قطب ارشاد حضرت سید حافظ شاہ جمال اللہ نقشبندی مجددی قادری قدس سرہما کی تحریک و دعوت پر حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کے جدامجد جناب غلام محی الدین مجددی رام پور تشریف لائے اور محلہ گھیر سیف الدین خاں میں سیف الدین خاں کے مکانات میں سے ایک محل چار ہزار روپے میں خرید کر رام پور میں مستقل قیام پذیر ہو گئے۔ جناب غلام محی الدین مجددی کی سرہند شریف میں شہادت کے بعد ان کی والدہ ماجدہ نے گھیر سیف الدین خاں کا مکان فروخت کر کے محلہ پیلا تالاب پر اپنے ملکیے میں قیام فرمایا اور وہیں حکیم احمد حسین مجددی کی ولادت ہوئی۔ [1]

---

[1] حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرۂ کاملانِ رام پور ص ۳۰

ولادت: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کی ولادتِ باسعادت ۲۰؍صفر المظفر ۱۲۴۸ھ محلہ میلا تالاب شہر مصطفیٰ آباد عرف رام پور۔یو۔پی (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کا نام محمد ارشاد حسین رکھا گیا۔ اور علماءِ اہلِ سنت وجماعت نے آپ کو تاج المحدثین، سند المحدثین، سراج الفقہاء، شیخ العلماء، الراسخین اور قطب ارشاد جیسے القاب سے نوازا۔

نسب: مولانا ارشاد حسین بن مولانا حکیم احمد حسین بن غلام محی الدین بن فیض احمد بن شاہ کمال الدین بن شیخ درویش احمد بن شیخ زین العابدین عرف میاں فقیر اللہ بن حضرت خواجہ محمد یحییٰ بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ [1]

حلیہ: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا قد میانہ، سر پُر شکوہ، پیشانی کشادہ، آنکھیں سیاہ مائل بہ سُرخی، بھویں لمبی ایک دوسرے سے جدا وکشادہ، ناک معتدل، سفید عمامہ سر پر باندھتے، کرتہ جس کا گریبان سینے پر ہوتا پہنتے، تسبیح وعصا ہاتھ میں رکھتے تھے۔ [2]

اخلاق: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی خوش لباسی، خوش اوقاتی اور خوش اخلاقی سے زندگی بسر کرتے۔ ہر شخص کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے، عہد کو پورا کرتے، محتاجوں کو بخشش وکرم سے نوازتے اور امیروں سے بے نیاز رہتے تھے۔ ہم عقیدہ مسلمانوں پر شفقت وعنایت فرماتے اور باطل پرستوں سے شدید نفرت کرتے تھے۔ شہر اور اہلِ شہر پر خاص اثر تھا۔

تعلیم: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے فارسی کی کتابیں اپنے والد مولوی

---

[1] (الف) حکیم عبد الحئی لکھنوی: نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۴۹ (ب) شیخ ابو الخیر مکی: بدیۃ احمدیہ انفس ص ۹۲ تا ۹۴

حکیم احمد حسین مجددی، اپنے بھائی مولوی امداد حسین مجددی، شیخ احمد علی[1] اور شیخ دائم علی[2] سے پڑھیں - یہ حضرات علم فارسی میں بہت ملکہ رکھتے تھے اس کے بعد نحو، صرف وغیرہ علوم عربیہ کی تعلیم مولوی حافظ غلام نبی[3] مولوی جلال الدین اور مولوی نصیر الدین خاں سے حاصل کی - اس کے بعد علمائے لکھنؤ سے علوم نقلیہ کی تکمیل کی - پھر وہاں سے علامۂ زماں مولانا محمد نواب افغانی نقشبندی کی خدمت میں علوم عقلیہ کے استفادہ کے لیے رام پور تشریف لائے اور باقی ماندہ کتب معقول وغیرہ کا درس علامۂ زماں ملا محمد نواب افغانی نقشبندی مجددی سے لیا -

تاثیرِ صحبت: اس زمانے میں ملا محمد نواب افغانی نقشبندی نواب کلب علی خاں کی تعلیم پر مامور تھے - لہذا مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا نواب کلب علی خاں کی مجلسِ استفادہ میں بھی جانے کا اتفاق ہوتا تھا اور ان کے ساتھ صحبت رہتی تھی -

نواب کلب علی خاں کو مذہب امامیہ کی تعلیم کے لیے ان کے دادا نواب محمد سعید خاں والیِ ریاست رام پور نے دو شیعہ مجتہد مقرر کیے تھے - وہ مجتہد جس قدر عقایدِ امامیہ کی تعلیم نواب کلب علی خاں کو دیتے تھے اسے حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نواب کلب علی خاں کے صفحۂ خاطر سے محو کرا دیتے تھے - اس طرح مجتہدوں کی کوشش رائیگاں جاتی تھی - مجتہدوں نے اس کی شکایت نواب محمد سعید خاں سے کی جس کے نتیجے میں نواب کلب علی خاں آپ کی صحبتِ کیمیا اثر سے محروم کر دیئے گئے -[4] مگر آپ کے فیضِ صحبت سے نواب کلب علی خاں کے قلب پر حق بیانی اور حق پسندی کے

---

[1] حافظ: احمد علی خاں شوق - تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۰
[2] مولانا حامد علی خاں نقشبندی مجددی - معارفِ عنایتیہ ص 115
[3] (الف) مولانا حامد علی خاں - معارفِ عنایتیہ ص 116

جو نقوش ثبت ہو گئے تھے ان کو کوئی مجتہد محو نہ کر سکا اور بالآخر نواب کالب علی خاں شیعیت سے تائب ہو کر متصلب سُنّی حنفی نقشبندی مجددی ہو گئے — اس واقعہ کے بعد ملّا محمد نواب افغانی دہلی تشریف لے گئے۔ استادِ گرامی کے ہمراہ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی بھی رام پور سے تعلق منقطع کر کے دہلی تشریف لے گئے اور وہاں بدستور سابق ملا محمد نواب افغانی سے علمی استفادہ کرتے رہے حتیٰ کہ تعلیم سے فراغت پائی اور شہرتِ عام کے مالک ہوئے۔

بیعت و خلافت: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے تعلیم سے فراغت پاکر استادِ گرامی ملّا محمد نواب افغانی کی رہنمائی سے عارفِ کامل حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور اور شیخ کامل کی خدمت میں رہ کر تصوف، حقائق و اسرار اور حدیث و تفسیر کی کتابیں پڑھیں اور تھوڑے عرصے میں محبوبیت و مرادیت کا بلند مقام پاکر اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔[1]

حالات کی ابتری، ملک پر انگریزی اقتدار اور غلبہ کی وجہ سے غدر کے زمانے میں حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی ہجرت فرما کر مکہ معظمہ روانہ ہوئے آپ بھی پانی پت تک ہمراہ تشریف لے گئے۔ پانی پت سے شیخ طریقت نے آپ کو رام پور رخصت کیا۔

حج و زیارت: کچھ عرصہ بعد آپ اپنے خادم خاص محمد موسیٰ بخاری کو ہمراہ لے کر حج و زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔ آٹھ ماہ میں پیدل یہ سفر ختم کیا۔[2] حج بیت اللہ شریف سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہو کر روضۂ اطہر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ زیر سایۂ روضۂ مبارک

---

[1] معارف عنایتیہ ص ۱۶؛

[2] [illegible]

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی کی خدمت میں رہ کر ایک سال تک تکمیلِ سلوک کیا اور منصبِ قطبیت پر فائز ہوئے۔ جب ایک سال کامل گزر گیا تو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہٗ کو خواب میں حکم فرمایا کہ ارشاد حسین کو رام پور بھیج دو۔[۱۵]

حاجی صاحب کی پیشین گوئی: ادھر عارف باللہ حضرت حاجی محمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جن کا مزارِ پاک توپ خانہ روڈ رام پور میں مرجعِ خلائق ہے) نے حضرت مولانا حافظ عنایت اللہ خاں مجددی رام پوری سے ان کے اصرارِ بیعت پر ایک روز ارشاد فرمایا "تم ابھی ٹھہرو، ایک قطبِ وقت کا ظہور ہونے والا ہے، اس سے تم کو نصیب کامل ملے گا۔"[۱۶]

رام پور تشریف آوری: چنانچہ شیخِ طریقت نے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانِ عالی کے مطابق مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کو رام پور جانے کا حکم دیا۔ آپ حضرت حاجی محمدی قدس سرہٗ کی پیشین گوئی کے مطابق منصبِ قطبیت سے سرفراز ہو کر رام پور تشریف لائے اور عارف باللہ مولانا عبدالکریم عرف ملّا فقیر اخوند قادری چشتی کی خانقاہ کے حجرے میں قیام فرمایا۔

حفظِ قرآنِ کریم: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے اس حجرے میں قیام کے دوران ۹ ماہ میں قرآنِ کریم حفظ کیا اور سنتِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے گھیر کنٹہ باز خاں میں ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا۔[۱۷]

---

۱۵ مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۸

۱۶ الیضاً ص ۲۰

صبر و توکّل: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نہایت صبر و توکّل، زہد و قناعت اور تسلیم و رضا کے ساتھ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ ہفتہ میں فاقے کی نوبت ہوتی تھی اور امراض و عوارض میں اس سے بھی زیادہ مگر کمال استقامت کا حال یہ تھا کہ کسی پر مصیبتوں کے آثار ظاہر نہ ہونے دیتے تھے۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وردِ زبان رہتا تھا اور مَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا لہ (الآیہ) دل نشیں تھا اور کسی سے کوئی غرض نہ تھی۔ چنانچہ اسی دوران نواب کلب علی خاں نقشبندی مجددی والیٔ رام پور نے اپنی بیماری کے ایام میں محمد عثمان خاں کارگزار ریاست کے توسط سے کچھ روپے آپ کے پاس بھیجے آپ نے رد کر دیئے اور فرمایا کہ "صدقہ مسکینوں کا حق ہے۔ ہم ان کی صحت کے لیے حَسْبُنَا اللّٰہُ دعا کرتے ہیں۔"

یہ جواب سُن کر نواب کلب علی خاں نے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں تحریر تھا کہ:

"بے شک میں فسق و فجور میں مبتلا ہوں لیکن اہل اللہ کی عقیدت اخلاص سے محروم نہیں ہوں۔"

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ
لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

میں نیکوں کو دوست رکھتا ہوں حالانکہ میں خود ان میں سے نہیں ہوں۔

(اس امید پر کہ) شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو نیکی کی توفیق دے۔"

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے دعا فرمائی اور قبولیت کا اثر ظاہر ہوا کہ وہ خلافِ شرع کاموں سے بیزار ہو گئے اور صالحین میں شمار ہوئے۔ لہ

لہ اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ سورۂ ہود پ۱۲، آیت ۶ (کنز الایمان)

تصانیف:

(۱) انتصار الحق، صفحات ۲۱۷ - مطبوعہ
(۲) ترجمہ کتاب الجمیل عالمگیری (اردو) صفحات ۱۳۶ غیر مطبوعہ
(۳) فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل - صفحات ۱۴۰ مطبوعہ
(۴) فتاویٰ ارشادیہ جلد دوم صفحات ۱۸۴ مطبوعہ
(۵) ارشاد الصرف، صفحات ۲۸۰ مطبوعہ

ارشاد العلوم: اس مدرسہ کو بیت الارشاد اور دار الارشاد بھی کہا جاتا تھا۔ یہ مدرسہ محلہ کھاری کنواں (چاہ شور) پر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی نے اپنے مکان میں ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۷ء میں قائم کیا تھا۔ اس وقت مدرسہ میں مولانا محمد ارشاد حسین مجددی خود پڑھاتے تھے اور دُور دراز مقامات سے آئے ہوئے سیکڑوں طلبہ اس مدرسہ سے فیضیاب ہو کر جاتے تھے۔ [1]

۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۹ء میں مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے اس مدرسہ کو باضابطہ قائم کیا اور ۱۰ ر مارچ ۱۸۹۰ء کو حضرت مولانا میاں سیّد خواجہ احمد قادری رامپوری کو اس مدرسہ کا مہتمم بنایا۔

تدریس: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا حلقۂ درس بہت وسیع تھا۔ دور و دراز مقامات سے تشنگانِ علوم دینیہ رام پور آکر آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے۔ آپ دو وقت پڑھاتے تھے۔ صبح میں طلوعِ آفتاب کے بعد اوراد و وظائف، دُعائے حزب البحر، نمازِ اشراق، نمازِ استخارہ اور ختمِ حضرتِ امامِ ربّانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے فارغ ہو کر درس و تدریس میں مشغول رہتے۔ یہ مجلس دوپہر تک گرم رہتی۔

سہ پہر میں نمازِ عصر سے فارغ ہو کر مغرب تک کتبِ تصوف مثلاً مثنوی مولانا رُوم، مکتوباتِ امامِ ربّانی، عوارف المعارف، احیاء العلوم اور قصیدۂ فارضیہ پڑھاتے تھے۔ منگل اور جمعرات کا دن فتاویٰ لکھنے کے لیے مقرر تھا، اس لیے اِن دو دِنوں میں طلبہ کا سبق نہیں ہوتا تھا۔ [2]

افتاء: مولانا ارشاد حسین مجددی ہفتہ میں دو روز منگل اور جمعرات کو فتاویٰ تحریر کرتے تھے۔ آپ نے اپنی عمر شریف میں کثیر تعداد میں فتاویٰ لکھے۔

نقل کی مہلت نہیں ملتی تھی اس لیے آپ کے فتاویٰ محفوظ نہیں رہ سکے بعض احباء نے نقل بھی کیے لیکن وہ بہت قلیل تھے۔ تقریباً ڈھائی سو (۲۵۰) فتاویٰ دستیاب ہو سکے جن کو دو جلدوں میں مرتب کر کے مولانا مفتی عبدالغفار خاں رام پوری نے طبع کرایا۔

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی فتویٰ لکھنے میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ اسی بنا پر بعض جاہل، نادان افغانوں نے ابتدائً سرکشی بھی کی لیکن آپ نے قطعاً اُن کی پروا نہیں کی۔ آخر کار سب تابع و فرماں بردار ہوئے۔

ایک روز صاحبزادہ مہدی علی خاں، نواب احمد علی خاں کے داماد، جو شیعہ مذہب تھے، نے بہ نیتِ فساد ــــ شیعہ سنی نکاح کے متعلق فتویٰ طلب کیا۔ مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی نے اپنے ایک شاگرد سے جواب لکھوا دیا کہ:

"حنفیہ کے نزدیک درست نہیں۔"

اس فتوے کی زد نواب کلب علی خاں پر بھی پڑتی تھی۔ اس لیے اس فتوے کو نواب کلب علی خاں کے سامنے پیش کیا گیا۔ نواب کلب علی خاں بغیر کچھ سمجھے بوجھے سنجیدہ ہوئے مگر بردباری اور ہوشیاری سے کام لیا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ جواب مولانا کے قلم کا نہیں۔ اس کے بعد ایک روز نواب کلب علی خاں نے مہدی علی خاں کے سامنے مسئلۂ مذکورہ کا ذکر کر کے حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی سے عرض کیا کہ:

"ایسے مسائل کے جواب میں تامل سے کام لینا چاہیے۔"

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو کچھ لکھا گیا وہ حق ہے اور اس کا چھپانا شرعاً ممنوع ہے، امورِ شرعیہ میں کسی کی رعایت جائز نہیں۔"

اتنا فرمایا اور فوراً اُٹھ کر چل دیے اور دولت خانے پر آتے ہی خاہ بجھا نیور کے ارادے

سے فرمایا کہ:

"متعلقین اور لواحقین کو اپنے ساتھ لے کر شاہجہانپور آئیں!"

جب یہ خبر نواب کلب علی خاں والیِ رام پور کو معلوم ہوئی تو بے تاب و بے قرار ہو گئے اور ارکینِ ریاست کو حکم دیا کہ:

"جلد سے جلد راستے میں آپ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی پگڑیاں قدموں پر رکھ کر میری جانب سے عرض کریں کہ:

"میں اپنی تقصیر و بے ادبی کی معافی کا طلب ہوں اور اپنی خطا پر شرم سار۔ آیندہ احکام شرعیہ میں کبھی بے جا مداخلت نہیں کروں گا۔"

الغرض موضع دھمورہ کے قریب یہ تمام امور طے ہو گئے اور مولانا محمد ارشاد حسین مجددی واپس رام پور تشریف لے آئے۔ ابھی تسبیح خانے میں پہنچے ہی تھے کہ نواب کلب علی خاں خود بھی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عہد و پیمان از سر نو مضبوط ہو گیا اس کے بعد کوئی امر خلاف ظہور میں نہیں آیا۔

چنانچہ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نواب کلب علی خاں کی بیماری کے دوران اپیل خاص کے مقدمات کا فیصلہ فرماتے تھے اور رعایا کے فائدہ کے پیشِ نظر سرکاری نقصان بھی ہوتا تھا مگر کبھی حرفِ شکایت نواب کلب علی خاں کی زبان پر نہیں آیا۔ لے

وصال: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی ۸ رجمادی الاخری ۱۳۱۱ھ کو بخار میں مبتلا ہوئے روز بروز اس میں تیزی ہوتی گئی۔ اسی حالت مرض میں تمام امانتیں واپس

کیں اور باوجود شدّتِ تپ کے اوقاتِ نماز میں فرق نہ ہوا۔ پانچوں وقت کی نماز باقاعدہ تیمم کرکے جماعت سے پڑھتے تھے اور وِرد و وظائف اور دس پارے قرآنِ کریم کے تلاوت فرماتے تھے۔ ۱۵ رجمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ پیر کا دن گزار کر شب میں عشاء کے بعد تلخیِ سکرات معلوم ہوئی اور صبح کاذب میں جامِ وصال نوش فرمایا۔ وقتِ وصال آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی جس میں تیس سال تعلیم و ارشاد میں گزارے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے وصال کی خبر پاکر سارا شہر نمازِ جنازہ کے لیے امڈ آیا۔ عید گاہ کے میدان میں نمازِ جنازہ ہوئی اور اپنی مسجد کے متصل جانبِ مشرق آپ کی مملوکہ زمین میں آپ کو دفن کیا گیا۔

اولادِ امجاد: حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے پانچ بیٹے مولانا احسان حسین مجددی، جناب عرفان حسین مجددی (صغر سنی میں انتقال کر گئے)، مولانا معوان حسین مجددی، جناب رضوان حسین مجددی (دس سال کی عمر میں انتقال کر گئے)؛ مولانا ریحان حسین مجددی اور دو بیٹیاں تھیں۔[۱]

مذکورہ صاحبزادگان میں سے اب کوئی موجود نہیں ہے۔ البتہ مولوی احسان حسین

مجددی علیہ الرحمہ کی اولاد میں ابو المکارم ذکاء الاسلام مولوی سجاد حسین مجددی ایڈوکیٹ اور جناب منشی جواد حسین مجددی محلہ کھاری کنواں، رام پور میں بقیدِ حیات ہیں۔

تلامذہ: حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ ان میں سے چند مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:

- مولانا احسان حسین مجددی فرزندِ اکبر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی۔[۲]
- مولانا سید ارشد علی رام پوری۔
- مولانا اعجاز حسین مجددی رام پوری۔
- مولانا [illegible] نقشبندی مجددی۔ [illegible]

مولانا امداد حسین مجددی رام پوری برادر اکبر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی

مولانا حامد حسن رامپوری مدرس منظر اسلام بریلی۔ استاذ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری۔ ھ

امیر ملت مولانا پیر سید شاہ جماعت علی محدث علی پوری ھ

مولانا حامد حسین نقشبندی مجددی ساکن آگا شاہ پور ضلع مراد آباد مدرس مدرسہ

ارشاد العلوم کھاری کنواں رام پور۔ ھ

مولانا حکیم حسین رضا خاں قادری برکاتی بریلوی۔ ھ

مولانا حشمت اللہ خاں رام پوری گوجر نالہ ناظم آباد کراچی (پاکستان) ھ

مولانا حفیظ اللہ خاں رام پوری قاضی القضاۃ۔ ھ

مولانا سید میاں خواجہ احمد قادری رام پوری مہتمم اول مدرسہ ارشاد العلوم۔ ھ

مولانا مفتی سید محمد دیدار علی قادری رضوی محدث الوری امیر مرکزی انجمن

حزب الاحناف لاہور (پاکستان) ھ

مولانا ریاست علی خاں شاہجہاں پوری۔ ھ

مولانا سراج الدین احمد خاں رام پوری نائب مجسٹریٹ جے پور۔ ھ

سراج الفقہاء مولانا مفتی ابو اللہ کا ... سراج الدین محمد سلامت اللہ نقشبندی

مجددی رام پوری ناظم مدرسہ ارشاد العلوم۔ کھاری کنواں رام پور۔ ھ

مولوی شبلی نعمانی مؤلف سیرت النبی ھ

مولانا سید شجاعت علی رام پوری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم۔ ھ

مولانا محمد طیب عرب مکی پرنسپل مدرسہ عالیہ رام پور۔ ھ

مولانا عبد الغفار خاں نقشبندی مجددی رام پوری مرتب فتاویٰ ارشادیہ

جلد اوّل و دوم۔ ھ

مولانا عبد القادر خاں نقشبندی مجددی۔ ھ

مولانا عبد القادر خاں کابلی مفتی عدالت ریاست رام پور۔ ھ

مولانا شیخ ابوالخیر مکی مؤلف ہدیۂ احمدیہ رقم طراز ہیں:

"حضرت مولانا ارشاد حسین مرحوم فاضل و محقق کامل تھے" ۱؎

امام اہل سنت مولانا مفتی احمد رضا خاں قادری برکاتی فاضل بریلوی

"اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا مجدد مأۃ حاضرہ آپ کے علم و فضل کے بڑے مداح تھے" ۲؎

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اپنی تحریروں میں اکثر مقامات پر مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا ہے۔ چنانچہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف لطیف "کفل الفقیہ الفاہم" میں آپ کا ذکر ان القاب و آداب سے کیا ہے:

"و اقتضی علیہ ناس من کبار علماء الهند کالفاضل الکامل محمد ارشاد حسین الرامفوری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ" ۳؎

مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی رام پوری ثم المدنی

ایک روز مرشد زادگان اور آپ کے درمیان کچھ اختلاف ہوا۔ آپ نے بہ پاسِ ادب شیخ طریقت کی خدمت میں رخصت ہونے کی درخواست پیش کی اور اجازت کے لیے اصرار کیا۔ شیخ طریقت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

"کوئی شخص اپنے دل و جان سے دوری اور آنکھوں سے مہجوری

۱؎ مولانا شیخ ابوالخیر۔ ہدیۂ احمدیہ ص ۹۳، ۹۴

۲؎ مولانا محمود احمد قادری۔ تذکرہ علماء اہل سنت ص ۲۵

۳؎ مولانا شاہ محمد احمد رضا فاضل بریلوی۔ فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۱۶۱

کیسے گوارہ کر سکتا ہے، یہ خیال چھوڑ دو اور شیر و شکر ہو کر رہو۔"[۵۱]

حافظ احمد علی خاں شوق مؤلف "تذکرہ کاملانِ رام پور"

"مولانا ارشاد حسین مجددی ـــ حافظِ کلام ربّانی، محدث، مفسر، فقیہ، درویش، مدبر غرض کہ ظاہری و باطنی کوئی ایسا کمال نہیں ہے جو آپ کی ذات میں موجود نہ ہو۔"[۵۲]

مولانا محمد حسن نقشبندی مؤلف "مشائخِ نقشبندیہ مجددیہ"

"حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی، آپ کی خوش استعدادی کی نہایت مدح فرمایا کرتے اور آپ کے حال پر اس قدر عنایت اور نظر رکھتے تھے کہ حضرت کے صاحبزادگان کو بھی آپ پر رشک آتا تھا۔ چند سال حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوکِ مجددیہ تمام و کمال حاصل کیا۔ آپ کا ادراک نہایت عمدہ اور نسبت بہت قوی تھی ـــ کمترین راقم الحروف نے بھی چند مرتبہ آپ کی زیارت کی ہے، عجب جامع الکمالات ظاہری و باطنی و کوہِ استقامت و متخلق باخلاقِ نبویہ تھے۔"[۵۳]

حافظ محمد حسین مراد آبادی ۔ مؤلف "انوار العارفین" (فارسی)

"مولوی ارشاد حسین ـــــ حافظِ آیاتِ قرآنی، واقفِ اسرارِ ربّانی، مفسرِ کلامِ رب العالمین، محدثِ حدیثِ سید المرسلین، مدرسِ فقہ و اصول، فہمندۂ دقائقِ معقول عالم اند، متقی و متورع اکثر اوقات خود را بہ درس و تدریس می گذارند و عمل بر عزیمت۔"[۵۴]

---

[۵۱] مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۶

[۵۲] حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۰

[۵۳] مولانا محمد حسن نقشبندی۔ مشائخِ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۴۸

خواجہ رضی حیدر ۔۔۔ تذکرہ محدث سورتی :

"مولانا ارشاد حسین رام پوری کو ان کے تقریباً تمام معاصرین علماء نہایت محترم رکھتے تھے!" ؎۱

مولانا عبدالاوّل جونپوری مؤلف "مفید المفتی"

"مولانا محمد ارشاد حسین رام پوری جامع العلوم!" ؎۲

مولانا عبدالسمیع بیدل رام پوری مصنف "انوار ساطعہ"

حضرت مولانا عبدالسمیع انصاری رام پوری قدس سرہٗ کو آپ کے علوم ظاہری و معنوی کے کمالات کا اعتراف تھا۔ موصوف آپ کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف "انوار ساطعہ" میں ایک مقام پر رقم طراز ہیں :

"الفھّامة النحریر الھمام، تاج المحدثین، سراج المتفقھین، الادیب المصقع، المتکلم النبیه، العارف المحدث المفتی جامع الشریعة والطریقة، مجمع البحرین مولانا ارشاد حسین صانه عن کل شین" ؎۳

مولانا شاہ محمد مظہر مجددی مدنی شہزادہ و سجادہ نشین حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی

(الف) حضرت مولانا ارشاد حسین ــــ حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب کے اکابر اصحاب اور اجلہ خلفاء میں کامیاب ہوتے ہیں۔

؎۱ خواجہ رضی حیدر : تذکرہ محدث سورتی ص ۳۰۵

؎۲ عبدالاوّل : مفید المفتی ص ۱۴۴

انھوں نے مراتبِ سلوک کو جیسا کہ چاہیے طے فرمایا ہے حضرت قبلہ مولانا کے علومِ صوری و معنوی کے کمالات کا ذکر اکثر فرمایا کرتے تھے۔" [1]

حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے ایک فتویٰ کی تصدیق میں رقم طراز ہیں:

"مولینا المجیب، قدوۃ اھل التحقیق والتدقیق، فصیلح مقبول" [2]

مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی بانی مدرسہ "مدرسۃ الحدیث" پیلی بھیت

حضرت محدث سورتی کو مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری کی ذات سے ایک خاص تعلق تھا چنانچہ اکثر و بیشتر رام پور تشریف لے جاتے اور حضرت مولانا سے نیاز حاصل کرتے — دختر زادہ حضرت محدث سورتی قبلہ حسن میاں نے راقم الحروف کے نام ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ مولانا جب کبھی پیلی بھیت تشریف لے جاتے تو حضرت محدث سورتی کے مہمان ہوتے۔ محدث سورتی نے اپنی تحریروں میں اکثر مقامات پر مولانا ارشاد حسین صاحب رام پوری کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا ہے۔ چنانچہ منیۃ المصلی کی شرح "التعلیق المجلی" کے صفحہ ۱۱ پر آپ کا ذکر ان القاب و آداب سے کیا ہے:

"و ھٰھنا تحقیق شریف لقطب الارشاد المحدث النبیہ والفقیہ الوجیہ سندنا العلامۃ و مستند الفھامۃ سیدنا مولینا الشیخ ارشاد حسین الرامفوری" [3]

---

[1] مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۷، بحوالہ مقامات سعیدیہ

[2] مولانا ارشاد حسین۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۱۱۷

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی بانی جامعہ نعیمیہ مراد آباد

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے ممتاز خلیفہ صدر الافاضل حضرت مولانا سیّد نعیم الدین مراد آبادی صاحب تفسیر "خزائن العرفان" علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے دور میں سنّی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"سُنّی وہ ہے جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین، ائمۂ دین، مسلم مشایخِ طریقت اور متاخر علماءِ کرام میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ملک العلماء بحر العلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رام پوری اور حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے مسلک پر ہوں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔" لـه

مولانا محمد نواب افغانی مہاجر مکہ۔ مدرس مدرسہ عالیہ رام پور

"آپ کی نظر شفا اور ہر مرض کا تعوید ہے۔" ٢ـه

مولانا نور الحسین فاروقی رامپوری صدر المدرسین دار العلوم منظرِ اسلام بریلی

شیخ مشائخنا الفخام، قدوۃ الانام، الامام الہمام، قرم الاعلام علامۃ الوجود، قطب الارشاد حضرت مولانا محمد ارشاد حسین المجددی النقشبندی قدس سرہٗ و افاض اللہ علینا من برکاتہ فی الدارین ٣ـه

لـه الفقیہ امرتسر ۲۱ اگست ۱۹۴۵ء ص ۹

(ب) حجاز جدید دہلی جنوری ۱۹۸۹ء ص ۱۱ کالم ۲

٢ـه [illegible]

مولوی امتیاز علی خاں عرشی سابق ڈائرکٹر رام پور رضا لائبریری رامپور

مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری ــــ رام پور کے مشہور عالم، حافظ کلام ربانی، محدث، مفسر، فقیہ، مدبر اور درویش تھے۔ بڑے خوش لباس، خوش اخلاق اور خوش اوقات بھی تھے۔ نواب کلب علی خاں بہادر بہت ادب و تعظیم کرتے تھے۔ اوراد و وظائف اور حلقہ و مراقبے سے کوئی وقت خالی نہ ہوتا۔ ان اشغال کے ساتھ درس و تدریس اور وعظ و پند کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ دربار اور اہل شہر دونوں پر بڑا اثر تھا۔ [1]

مولوی حبیب الرحمٰن قاسمی

مولانا ارشاد حسین رام پوری ــــ اپنے عہد کے مشہور علمائے احناف میں تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی نسل سے تھے، آپ کی ولادت رام پور میں ہوئی اور وہیں ملا نواب بن سعد اللہ افغانی سے معقول و منقول کی تکمیل کی اور جملہ علوم میں اپنے معاصرین میں ممتاز مقام پر فائز ہو گئے۔ [2]

مولوی سید سلیمان ندوی۔ مدیر "معارف" اعظم گڑھ

شبلی نعمانی کو حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کی وسعتِ نظر، افتاء یت

---

[1] مولوی امتیاز علی خاں عرشی۔ فہرستِ مخطوطات اردو جلد ا ص ۱۲۸

[2] مولوی حبیب الرحمٰن قاسمی۔ تذکرہ علمائے اعظم گڑھ ص ۱۰۳

[3] مولوی سید سلیمان ندوی۔ حیات شبلی ص ۷۹ - ۸۰

رائے اور مجتہدانہ ژرف نگاہی کا اعتراف ہمیشہ رہا اور اکثر برملا تذکرہ ان کے کمال، فہم وادراک اور تفقہ کے واقعات بیان فرماتے ــــــ مولانا ارشاد حسین نہایت متشدد حنفی تھے، مولوی نذیر حسین صاحب کی معیار حق کے جواب میں "انتصار الحق" ان ہی نے لکھی ہے اور علامہ شبلی کو بھی فقہ حنفی کی حمایت میں بہت غلو تھا غالباً یہی ایک وجہ انتخاب ہوئی۔ بہر حال مولانا نے حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کے حلقۂ درس میں بیٹھ کر فقہ واصول کی تعلیم حاصل کی۔ ۵۱

ب۔ رام پور اور لاہور کے تعلیمی سفر ۱۲۹۱ھ و ۱۲۹۲ھ کے تحت سید سلیمان ندوی نے تحریر کیا ہے کہ:

رام پور میں خلد آشیاں نواب کلب علی خان کی جوہر شناسیوں نے ہر فن کے ارباب کمال یکجا کر دیئے تھے۔ راقم نے خود استاد مرحوم کی زبانی سنا ہے کہ اول اول ان کو مولانا عبد الحی فرنگی محلی مرحوم کی شہرت کمال لکھنؤ لے گئی، مگر علامۂ مرحوم کچھ تو فطری جودت طبع اور کچھ فیض فاروق کی بدولت نقد واجتہاد کے خوگر تھے اور جہاں جاتے ان کی نظر پہلے ہی جوہر کی تلاش کرتی، اس لیے زانوئے ادب تہ کرنے سے پہلے ہی لکھنؤ سے قدم اٹھ گئے اور رام پور کا رخ کیا۔ یہاں اس وقت دو باکمال اپنے اپنے فن میں یکتائے روزگار تھے۔ معقولات میں سلسلۂ خیر آبادی کے خاتم مولانا عبد الحق خیر آبادی اور فقہ میں مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی، ابتداءً مولانا کی خواہش تھی کہ دونوں سے استفادہ کریں مگر ان بزرگوں میں معاصرانہ چشمک اس حد تک تھی کہ ایک کا شاگرد دوسرے کے حلقۂ درس میں باریاب نہ ہو سکتا تھا، مجبوراً مولانا کو انتخاب کرنا پڑا

مولوی شبلی نعمانی کا خط اپنے استاد مولانا محمد ارشاد حسین صاحب مجددی کے نام

مخدوم و مطاع ما دامت افضالہم۔ پس از آداب مراسم تحیت و تسلیم آنکہ، ملازمان عالی کو معلوم ہوگا کہ بہت جلد جہد سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری لکھ رہا ہوں جس کے لیے میں نے بہت سے مواد تاریخی فراہم کیے، اس وقت جو میرے زیر تحریر ہے وہ ان کے فتاوی ہیں۔ عقود الجمان میں ان کے چند فتاویٰ مذکور ہیں، لیکن دو جگہ مجھ کو شک پیدا ہوا، اس لیے ان کو عرض کرتا ہوں کہ تشفی فرمائی جاوے۔ اصلی عبارت لکھ کر شبہہ لکھتا ہوں:

قال یا ابا حنیفة یا ابا الخطاب ماتقول فی رجل غاب عن اھلہ اعواماً ونعی الیھا فظنت امرتہ انہ میت فتزوجت ثم قدم زوجھا الاول وقد ولدت ولداً فنفی الاول وادعاہ الثانی اکل واحد منھما قذفھا ام الذی انکر الولد۔

مجھے اس میں شبہہ ہے کہ دونوں زوجوں میں سے کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کیا معنی، باقی یہ امر کہ ولدیت کے ادعا اور انکار سے ضمناً قذف لازم آتا ہے، اس امر پر دو سوال ہیں (۱) کیا کسی دلالت التزامی سے قذف کا جرم قائم ہوسکتا ہے؟ (۲) وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو کیا واقعیت کا اظہار قذف میں داخل ہے؟ ایسا تفصیلی جواب عنایت ہو جو اصل مسئلہ کو حل کردے اور امام صاحب کے اس سوال کی حقیقت کھول دے۔

دوسرا فتویٰ یہ لکھا کہ چند آدمی ایک جگہ بیٹھے تھے، ایک شخص پر سانپ آکر

نوٹ:۔

گرا، اُس نے دوسرے پر پھینک دیا، اسی طرح تین چار آدمی تک نوبت پہنچی، آخر میں اُس نے ایک شخص کو کاٹ لیا، اور وہ مرگیا، امام صاحب نے فتویٰ دیا کہ اگر گرنے کے ساتھ سانپ نے کاٹا تو اخیر پھینکنے والے پر دیت لازم آئے گی اور اگر وقفہ ہوا تو کسی پر نہیں، اس پر شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص نے پھینکا یہ اُس کا اضطراری فعل تھا، اس اضطراری فعل پر وہ کیوں ماخوذ ہوا، فقہ میں اس کے متعلق کیا امر قرار دیا ہے، جواب جلد مرحمت ہو، ورنہ میرا حرج ہوگا۔[1]

مولوی عبدالحی رائے بریلوی۔ سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

الشیخ العالم الفقیہ إرشاد حسین بن احمد حسین بن محی الدین بن فیض احمد بن کمال الدین بن درویش احمد بن زین بن یحییٰ بن احمد العمری السرہندی ثم الرامفوری احد العلماء المشہورین فی الھند، کان من نسل الشیخ احمد بن عبد الاحد السرھندی امام الطریقۃ المجددیۃ۔

ولد ونشأ ببلدۃ رامفور، وقرأ علی ملا نواب بن سعد اللہ الافغانی المھاجر الی مکۃ المبارکۃ والزمہ مدۃ طویلۃ حتی برع وفاق أقرانہ فی المعقول والمنقول ثم سافر الی دھلی ولازم الشیخ احمد بن سعید بن ابی سعید المجددی الدھلوی وأخذ الطریقۃ عنہ وأسند الحدیث، ثم راجع الی رامفور وعکف علی الدرس والافادۃ والارشاد والتلقین، وانتہت الیہ الفتیا وریاسۃ المذھب الحنفی برامفور، وحصل لہ القبول العظیم والمنزلۃ الجسیمۃ عند صاحبھا کلب علی خان الرامفوری کان یحترمہ

ويتانى اشاراته بالقبول، وله مصنفات عديدة، منها انتصار الحق فى الرد على معيار الحق للمحدث الدهلوى،

مات يوم الاثنين منتصف جمادى الأخرة سنة احدى عشر وثلاث مأة الف برامفور،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین والآخرین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد کہ بندۂ کمترین محمد اجی رحمۃ رب الغفار محمد عبد الغفار ساکن شہر مصطفےٰ آباد عرف رامپور افغانان کہتا ہے کہ حضرت قدیم زماں نقیب دوراں مجدد مائۃ رابع نائب حضرت خیر البشر مولانا ہادی الثقلین حضرت محمد رشید احمد صاحب گنگوہی روحی وقلبی فداہ نے اپنی مدت عمر میں فتوے کثیر التعداد لکھے باہر سے سوال آتے تھے بوجہ عجلت روانہ کردیے جاتے تھے نقل کی مہلت نہیں ملتی تھی بعض احباب نے نقل بھی کئے لیکن وہ بہت قلیل تھے قریب ڈھائی سو دستیاب ہوئے لیکن وہ بھی اقل در نقل ہونے کی وجہ سے بہت غلط تھے روایات وعبارات کی غلطی علیحدہ رہی حتی کہ کتابوں کے نام بھی فتووں میں نہ تھے اور غیر مرتب تھے اس بندہ عاجز نے عرصہ دو سال میں تصحیح کی اور مرتب کرکے طبع کرائے پہلی جلد جو طبع ہوئی تھی اس میں قریب سو فتووں کے ہیں بعض فتووں میں متعدد سوال ہیں عدد سوالوں کا دو سو سے زائد ہے۔

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس عقیدہ زید کے جو مذکور ہوتا ہے حق ہے یا باطل کہ ایک فرقہ کو بے سابقہ خدمت بمحض عنایت اپنی اولیاء اور اپنے محبوب قرار دیا۔ ان کے علوم کو وہ وسعت دی کہ ہفت آسمان اس کے حضور آئینہ تصویر ہیں اور قدرت کو وہ ترقی بخشی کہ احیائے موتی و ابرائے ابرص وا کمہ کرتے ہیں مغیبات پر اطلاع پاتے ہیں نہ اس طرح کہ وہ محض اعلام بے استعمال آلات ہو کہ ان کی طرف اسے بظاہر بھی اضافت نکریں بلکہ جیسے ہمیں ادراک مبصرات کے لئے آنکھ عطا فرمائی ہے اور اسمیں قوت باصرہ رکھی بعد ارتفاع موانع و اجتماع شرائط جو چیز سامنے آئی ہم نے جب چاہا آنکھ کھولی اور دیکھ لی اسی طرح انہیں ادراک مغیبات کے لئے ایک آلہ عطا فرمایا اور اس کے استعمال پر قدرت بخشی اور ان سب میں ایک ذات پاک کو سب کا سرتاج بنایا اور اسے اپنے نفس کریم کے لئے چن لیا اور واسطہ ایجاد عالم ٹھہرایا کہ جو کچھ بنایا اسی کے لئے بنایا اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا اور جبکہ وہ مقصود اصلی اور منظور خاص تھا اسے اپنی ذات اور تمام صفات کا پورا آئینہ کیا۔ ڈرا لا مکان و مایکون سے اسے آگاہ کیا تمام علوم اولین و آخرین اور ہزاروں علوم خاصہ کا جامع فرمایا دنیا کی موجودات و مستقبل کو اس کے پیش نظر کردیا کہ وہ ایک آن میں قیامت تک کی کائنات کو یوں دیکھ رہا ہے جیسے اپنی ہتھیلی سمع کو

وہ قوت دی کہ پانسو برس کی راہ اور یہاں کی آواز دونوں یکساں ہیں بالجملہ اُسے اپنا آئینۂ کمال بنانے کے لئے صیقلِ رحمت سے وہ جلائیں بخشیں جن سے مافوق ہرگز متصور نہیں جو کمال خزانۂ قدرت میں تھا اُس پر ختم کر دیا یہاں تک کہ اُسے اپنی کل مملکت کا دولہا بنایا اولین و آخرین کو اُس کے تجمل اور اظہار شوکت کے لئے اُس کا براتی ٹھیرایا اور جس طرح عالم اپنی ابتدا میں بارادۂ الٰہیہ اُسکا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کوئی خلعت وجود نہ پاتا تو نہایت مناسب ہوا کہ بقا میں بھی اُسی کا دست نگر رہے لہٰذا کنجیاں کاروبار عالم کی اُس کے ہاتھ میں رکھیں اور اپنی خلافتِ تامہ اور اپنی نیابت مطلقہ عطا کی تصرف اُس کا عالم علوی و سفلی میں جاری کیا نظم و نسق جہان اُس کی رائے پر چھوڑ دیا قوت کن فکان و اُسکے لبوں میں ودیعت رکھی جو چاہیں کریں جسے چاہیں دیں - جس سے جو چاہیں چھین لیں آسمان و زمین تابع فرمان فرش تا عرش زیر نگین تمام ذرات کون و مکان میں حکم جاری مخلوق میں نہ اُن کے سوا کوئی حاکم نہ وہ کسی کے محکوم مقتضائے الٰہی اُن کی رضا جو اور تقدیر ازلی حکم سے ہم پہلو جو یہ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے اور بر ظاہر کہ نائب سلطانی جو تقسیم خزائن و تدبیر مہمات پر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہو گدایان بینوا اگر اُسے نائب و ماذون سمجھکر اُس کے حضور میں دستِ تمنا دراز کریں تو اُنہوں نے اُس نائب کو بادشاہ کا ہمسر نہ سمجھا بلکہ در حقیقت بادشاہی کے سامنے ہاتھ پھیلایا اور اُس کی مرضی کے مطابق کام کیا کہ اگر وہ رعایا کو اس کا دست نگر کرنا نچاہتا اُسے نائب و ماذون نہ بناتا ہاں اے زائر تو سمجھا کہ وہ ذات پاک مشرف بہ لولاک جس کے ادنےٰ وصف میں یہ کلام جاری ہوا تھا کون ہے ہاں وہ یہی بادشاہ عرش بارگاہ ہیں جن کا نام نامی ابوالقاسم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم ہیں جنکے دربار دُربار میں تو اس وقت ایاب ہے جنکے حضور تو دست بستہ سر افگندہ حاضر ہے جنکے دریائے فیض سے کوئی پیاسا نہیں جاتا جنکے بحرِ جود کا کنارہ نظر نہیں آتا جنہیں دوجہان کی بیکس پناہی ہے جن کا تابع حکم ماہ تا ماہی ہے جو ایک نظر لطف میں شاہی کونین عطا فرمائیں اور لطف نگاہ سے زمین کو آسمان بنا دیں تعریف جان طبیب وہ جان مسیحا تو فقیر ہے تو وہ کان جود و عطا مانگنے دلا چاہئے پھر بخدا نہیں کہنا نہیں جانتے ہاں اعتقاد و ایمان امور مذکورہ پر درست کر اور انکا دامن رحمت دست الحاح سے تھام اور در دانزم و حزیں عرض کر - اسألک الشفاعۃ یارسول اللہ اسألک الشفاعۃ یارسول اللہ اسألک الشفاعۃ یارسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم - آب حیات اور تمام کمالی صفات مثل علم و سمع و بصر و قدرت و تدبیر و تصرف و اختیار کاروبار عالم سے اکمل واوفر [illegible]

ترقی پر ہیں قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ عالم غیب سے روزی دی جاتے ہیں اور بطریق تلذذ وتنعم نماز وعبادت الٰہی میں مشغول ہیں کہ ارشاد فرماتے ہیں وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ روضۂ انور سے جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں نظم ونسق عالم انہیں تفویض ہوا ہے تمام احکام انکی رائے پر نافذ ہوتے ہیں امت کے روزنامچے روزانہ حضور میں پیش ہوتے ہیں اور سب کارنامے عرض اقدس تک پہونچائے جاتے ہیں اور اعتقاد کرے کہ میں اُس جناب کے پیش نظر ہوں حال میرا دیکھ رہے ہیں اور گفتگو میری سنتے ہیں بلکہ علامہ عاشق مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت احمد بن محمد خطیب قسطلانی قدس سرہ العزیز وافاض علینا برکاتہ مواہب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اسکی حیات اور خطرات سے آگاہ ہیں اور جو خیال دل میں گذرتا ہے اسپر مطلع فقط اور یہ عبارت مواہب شریف کی ہے یا نہیں اس کی صداقت چاہتا ہوں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ نام عبد النبی یا عبد المصطفےٰ رکھنا شرعًا جائز ہے یا نہیں بینوا وتوجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورۃ مسئولہ میں عقیدہ زید کا درست ہے اور ثابت ہے آیات واحادیث اور اقوال علماء معتبرین سے اور ایسا ہی عقیدہ مؤمنین مخلصین کو رکھنا چاہیے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے زید جو کہا کہ ایک فرقہ کو بلا سابقۂ خدمت بمحض عنایت اولیاء اور محبوب قرار دیا دلیل اسکی یہ ہے قال فی المواہب وعن وہب ابن منبہ قال اوحی اللہ تعالےٰ الی شعیاء انی باعث نبیا امیا افتح بہ اذانا صما وقلوبًا غلفا واعینا عمیا مولدہ بمکۃ ومہاجرہ طیبہ وملکہ بالشام عبدی المتوکل المصطفےٰ المرفوع الحبیب المتحبب المختار لایجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح ویغفر رحیما بالمؤمنین یبکی للبہیمۃ المثقلۃ ولليتیم فی حجر الارملۃ لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا متزین بالفحش ولا قوال للخنا لو یمر الی جنب السراج لم یطفئہ من سکینۃ ولو یمشی علی القصب الرعراع لم یسمع من تحت قدمیہ ابعثہ مبشرا ونذیرًا الی ان قال واجعل امتہ خیر امۃ اخرجت للناس امرا بالمعروف ونہیا عن المنکر توحیدا لی وایمانا بی واخلاصا لی وتصدیقا لما جاءت بہ رسلی وہم رعاۃ الشمس والقمر طوبیٰ لتلک القلوب والوجوہ والارواح التی اخلصت الہمہم التسبیح والتکبیر والتحمید والتوحید فی مساجدہم ومجالسہم

والنصارى انتم بهم اعدائی عبد الاوثان يصلون لی قياماً وقعوداً وركوعاً وسجوداً ويخرجون من ديارهم
واموالهم ابتغاء مرضاتی الوفاء ويقاتلون فی سبيلی صفوفاً اختم بكتابهم الكتب وبشريعتهم الشرائع وبدينهم
الاديان فمن ادركهم فلم يؤمن بكتابهم ويدخل فی دينهم ومنهاجهم وشريعتهم فليس منی وهو منی بری واجعلهم
افضل الامم واجعلهم امة وسطا شهداء علی الناس اذا غضبوا هللونی واذا تنازعوا سبحونی يطهرون الوجوه
والاطراف ويشدون الثياب الى الانصاف ويهللون في التلال والاشراف قربانهم دماؤهم واناجيلهم
فی صدورهم رهبانا بالليل ليوثا بالنهار طوبیٰ لمن كان معهم وعلی دينهم ومنهاجهم وشريعتهم وذلک فضلی
اوتيه من اشاء وانا ذو الفضل العظيم رواه ابو نعيم انتہے اور یہی حدیث قیراط اسپر دال ہے اور
یہ کہنا کہ ان کے علوم کو وہ وسعت دی کہ ہفت آسمان اُسکے حضور آئینہ تصویر میں ثابت ہے
اس دلیل سے قال فی روح البیان قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد رفع
الی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما هو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کما انظر الی کفی ہذہ جلیا جلاہ اللہ لنبیہ
کما جلاہ للنبیین قبل دلالتہ صریح علی ان جمیع الکوائن الی یوم القیامۃ مجلی ومکشوف کشفا تاما
للانبیاء علیہم السلام والحدیث مسطور فی معجم الطبرانی والفردوس انتہی بقدر الحاجۃ اور یہی حدیث
زید ابن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ انظر الی عرش ربی بارزا نص صریح ہے اور یہ قول کرنا
کہ قدرت کو وہ ترقی بخشی احیاء موتی وابراء ابرص واکمہ کرتے ہیں ثابت ہے اس برہان سے
قال اللہ تعالیٰ وتبارک واذ تخلق من الطین الآیۃ وقال فی المواہب روی البیہقی فی الدلائل
انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا رجلا الی الاسلام فقال لا اؤمن بک حتی تحیی لی ابنتی فقال
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارنی قبرہا فاراہ ایاہ فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا فلانۃ فقالت
لبیک وسعدیک وروی الطبرانی عن عائشۃ ان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نزل
الحجون کئیبا حزینا فاقام بہ ماشاء اللہ عزوجل ثم رجع مسرورا قال سألت ربی عزوجل فاحیی لی
امی فآمنت بی ثم ردہا وکذا روی من حدیث عائشۃ ایضا احیاء ابویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
حتے آمنا بہ اوردہ السہیلی وکذا الخطیب فی السابق واللاحق وعن ابی سعید عن اخیہ قتادۃ
ابن النعمان قال اصیب عینا یوم احد فسقطتا علی وجنتی فاتیت بہما النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم فاعادہما مکانہما وبصق فیہما فعادتا انتہی وقال فی موضع آخر وکان عیسی علیہ السلام یحیی الموتی
وکذلک نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احیی اللہ تعالیٰ علی یدہ جماعۃ من الموتی انتہی اور یہ کہنا کہ

عطا کیا اور اُس کے استعمال پر قدرت بخشی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ وہ آلہ نورِ الٰہی ہے کہ مومنین کاملین کو ملتا ہے جس کا بیان حدیث اتقوا الخ میں موجود ہے قال فی روح البیان قال الجنید قدس سرہ تعد عندی غلام نصرانی متفکرا وقال ایہا الشیخ ما معنے قولہ علیہ السلام اتقوا من فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ قال فاطرقت راسی ورفعت فقلت اسلم فقد حان وقت اسلامک فاسلم الغلام فہذا الطریق الفراسۃ او بغیرہا من انواع الکشف انتہی اور یہ اعتقاد کہ اُن سب میں ایک ذاتِ پاک کو سب کا سرتاج بنایا اور اُسے اپنے نفس کریم کے لئے چن لیا اور واسطہ ایجاد عالم ٹھیرایا کہ جو کچھ بنایا اُسی کے لئے بنایا اگر وہ نہوتا تو کچھ نہوتا حجۃ اس کی یہ ہے روے الترمذی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وفی حدیث ابی ہریرۃ مرفوعا عند البخاری انا سید الناس یوم القیامۃ وروی البیہقی انہ ظہر علی ابن ابی طالب من البعد فقال صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہذا سید العرب فقالت عائشۃ الست بسید العرب فقال انا سید العالمین وہو سید العرب انتہی مواہب اللدنیہ وفی حدیث سلیمان عن ابن عساکر قال ہبط جبرئیل علی النبی صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم فقال ان ربک یقول ان کنت اتخذت ابراہیم خلیلا فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واہلہا لاعرفہم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا انتہی مواہب لدنیہ اور یہ عقیدہ کہ جبکہ وہ مقصود اصلی و منظور خاص ہٹا الٰی قولہ قیامت کی کائنات کو یوں دیکھ رہا ہے جیسے اپنی ہتھیلی برہان اس کی یہ ہے قال فی روح البیان فی تفسیر قولہ تعالے ولسوف یعطیک ربک فترضے قال بعض العارفین الحقیقۃ المحمدیۃ اصل مادۃ کل حقیقۃ ظہرت ومظہرہا واصل مادۃ کل حقیقۃ تکونت والیہ یرجع الامر کلہ قال تعالے ولسوف یعطیک ربک فترضے ولا یکون رضاہ الا بعد بالتفرق منہ الیہ فاہل الجمال یجمعون عند جمالہ واہل الجلال یجمعون عند جلالہ وفی التاویلات النجمیۃ اے اظہر علیک بالفعل ما فی قوۃ استعدادک من انواع الکمالات الذاتیۃ واصناف الکرامات الصفاتیۃ والاسمائیۃ انتہی وفی موضع آخر فی تفسیر قولہ تعالے ما انت بنعمۃ ربک بمجنون وفی التاویلات النجمیۃ ما انت بنعمۃ ربک بمستور عما کان من الازل وما سیکون الے الابد لان الجن ہو المستور بل انت عالم بما کان خبیر بما سیکون ویدل علی احاطۃ علمہ قولہ علیہ الصلاۃ والسلام فوضع کفہ علی کتفی فوجدت بردہا بین ثدیی فعلمت ما کان وما سیکون انتہی قال فی المواہب وعن مجاہد فی قولہ تعالے الذی یراک

حین تقوم وتقلبک فی الساجدین قال الحرالی وہذہ الآیۃ قد جلیہا اللہ تعالیٰ والہ علی ما فی حقیقۃ امرہ
فی الاطلاع الباطن لسعۃ علمہ لما عرف بربیۃ نبیہ اطلعہ اللہ علی ما بین یدیہ مما تقدم من امر اللہ وعلی
ما وراء الوقت مما تأخر من امر اللہ انتہی وفی موضع آخر منہ اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن
فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ہذہ۔ وعن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم مقاما فما ترک شیئا فی مقامہ ذلک الی یوم قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ
ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ہؤلاء وانہ لیکون منہ الشیء قد نسیتہ فاراہ فاعرفہ فاذکرہ کما یذکر
الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا راٰہ عرفہ رواہ ابو داؤد ونحو من ہذا الخبر وغیرہ مما اتی
من الاخبار و نحو من تواتر الاخبار الاخیار انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عرفہم بما یقع فی حیاتہ
وبعد موتہ وما قد تحقق وقوعہ کلا بل الی فوقہ وقال ابو ذر لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکر لنا منہ علما ولا شک ان اللہ تعالیٰ قد اطلعہ علی
ازید من ذلک والقی علیہ علم الاولین والآخرین انتہی وفی المشکوٰۃ عن عمرو بن اخطب الانصاری
قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا
حتی حضرت الظہر فنزل فصلی الظہر ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس
فاخبرنا بما ہو کائن الی یوم القیامۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم وایضا فیہ عن ابی ہریرۃ فقال
الذئب اعجب من ہذا رجل یخبرکم بما مضی وما ہو کائن بعدکم رواہ فی شرح السنۃ انتہی لقصد الحاجۃ
اور یہ قول کہ سمع کو وہ قوت دی کہ پانسو برس کی راہ اور یہاں کی آواز دونوں یکساں
ہیں نص اس کی یہ ہے قال فی المواہب اللدنیہ واما سمعہ فحسبک انہ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم انی اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون اطت السماء وحق لہا ان تئط لیس فیہا موضع
اربع اصابع الا وملک واضع جبہتہ ساجد للہ تعالیٰ رواہ الترمذی من روایۃ ابی ذر و
رواہ ابو نعیم عن حکیم بن حزام بینما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فی اصحابہ
اذ قال لہم تسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع من شیء قال انی لاسمع اطیط السماء وما تلام ان تئط وما
فیہا موضع شبر الا وعلیہ ملک ساجد او قائم انتہی اور یہ بیان کہ بالجملہ اوس ایک آئینہ بنایا
کیلئے الی قولہ اولین وآخرین کو اوس کی تجلی واظہار شوکت کیلئے برائی ٹھرایا دلیل اوس
اول لذ کی حاجت افادہ نہیں وفی المواہب روی البیہقی ان آدم وجمیع المخلوقات خلقوا لاجلہ

انتہی اور یہ اعتقاد کہ جس طرح عالم اپنی ابتدا میں بارادۂ الٰہی اس کی محتاج تھا ایسے ہی قول
یہ وہی جاہتی ہیں جو خدا چاہتا ہے برہان اوس کی یہ ہی قال فی المواہب اعلم انہ لما تعلقت
ارادۃ الحق تعالیٰ بایجاد خلقہ وتقدیر رزقہ ابرز الحقیقۃ المحمدیۃ من الانوار الصمدیۃ فی الحضرۃ الاحدیۃ
ثم سلخ منہا العوالم کلہا علوہا وسفلہا علی صورۃ حکمہ کما سبق فی سابق ارادتہ وعلمہ ثم اعلمہ تعالیٰ
بنبوتہ وبشرہ برسالتہ ہذا وآدم لم یکن الا کما قال بین الروح والجسد ثم انبجست منہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم عیون الارواح فظہر بالملا الاعلی وہو بالمنظر الاجلی فکان لہم المورد الاحلی
فہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الجنس العالی علی جمیع الاجناس والاب الاکبر لجمیع
الموجودات والناس ولما انتہی الزمان بالاسم الباطن فی حقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
الی وجود جسمہ وارتباط الروح بہ انتقل حکم الزمان الی الاسم الظاہر فظہر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم بکلیتہ جسما وروحا فہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وان تاخرت طینتہ فقد عرفت قیمتہ فہو خزانۃ
السر وموضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الا منہ ولا ینقل خیر الا عنہ وقال فی روح البیان فی تفسیر قولہ تعالیٰ
وتعزروہ وتوقروہ وجوز بعض اہل التفسیر ان یکون ضمیر تعزروہ وتوقروہ للرسول
علیہ السلام فمعنی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وتوقیرہ حقیقۃ اتباع
سنتہ فی الظاہر والباطن والعلم بانہ زبدۃ الموجودات وخلاصتہا وہو المحبوب الازلی وما
تبع لہ ولذا ارسلہ تعالیٰ شاہدا فانہ لما کان اول مخلوق خلقہ اللہ کان شاہدا
بوحدانیۃ الحق وربوبیتہ وشاہدا بما اخرج من العدم الی الوجود من الارواح والنفوس
والاجرام والارکان والاجسام والاجساد والمعادن والنبات والحیوان والملک
والجن والشیطان والانسان وغیر ذلک لئلا یشذ عنہ ما یمکن للمخلوق درکہ من اسرار افعال
وعجائب صنعہ وغرائب قدرتہ بحیث لا یشارکہ غیرہ ولذا قال علیہ السلام علمت ما کان وما یکون لانہ شاہد
الکل وما غاب لحظۃ وشاہد خلق آدم علیہ السلام ولاجلہ قال کنت نبیا وآدم بین الماء والطین ای کنت
مخلوقا وعالما بانی نبی وحکم لی بالنبوۃ وآدم بین ان یخلق لہ جسد وروح ولم یخلق بعد واحد منہما فشاہد خلقہ و
ما جری علیہ من الاکرام والاخراج من الجنۃ بسبب المخالفۃ وما تاب اللہ علیہ الی آخر ما جری علیہ وشاہد خلق
ابلیس وما جری علیہ من امتناع السجود لآدم والطرد واللعن بعد طول عبادتہ ووفور علمہ بمخالفۃ امر واحد فحصل
لہ بکل حادث جری علی الانبیاء والرسل والامم فہوم وعلوم ثم انزل روحہ فی قالبہ لیبرز ادلہ نوبۃ علی

وموسیٰ وغیرہم من اہل الکتاب لاٰلہتہ وقال بعض الکبار ان مع کل سعید رقیقۃ من روح النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی الرقیب العتید علیہ فاعراضہ عنہا بعدم اقبالہ علیہا سبب لانتہاکہ انتہیٰ
وایضا فیہ فی تفسیر قولہ تعالیٰ ید اللہ فوق ایدیہم فید النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمع
غیرہ کید السلطان مع ماسواہ والحاصل ان اللہ تعالیٰ جعل نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
مظہر الکمالاتہ ومرآۃ لتجلیاتہ ولذا قال علیہ السلام من رآنی فقد رای الحق ولما فنی علیہ السلام عن
ذاتہ وصفاتہ وافعالہ کان نائبا عن الحق فی ذاتہ وصفاتہ وافعالہ انتہیٰ اور یہ قول کرنا کہ اوپر
ظاہر کہ نائب سلطانی جو تقسیم خزائن و تدبیر مہمات پر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوا الیٰ قولہ اسئالک
الشفاعۃ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہے حاجت اقامت برہان نہیں اور یہ عقیدہ
کہ اب حیات اور تمام کمالی صفات مثل علم وسمع وبصر وقدرت وتدبیر واختیار کاروبار عالم
سے پہلے سے اکمل واوفر ہیں الیٰ قولہ بطریق تلذذ وتنعم نماز وعبادت الٰہی میں مشغول ہیں دلیل
اس کی یہ ہے قال فی المواہب ومنہا انہ حی فی قبرہ ویصلی فیہ باذان واقامۃ وکذالک الانبیاء
وقد حکی ابن زبالۃ وابن النجار ان الاذان ترک فی ایام الحرۃ ثلاثۃ ایام وخرج الناس وسعید ابن المسیب
فی المسجد قال سعید فاستوحشت فدنوت الی القبر فلما حضرت الظہر سمعت الاذان فی القبر فصلیت
الظہر ثم مضی ذالک الاذان والاقامۃ فی القبر بکل صلوۃ حتی مضت ثلاث لیال ورجع الناس وعاد
المؤذنون فسمعت اذانہم کما سمعت الاذان فی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انتہیٰ وقد ثبت
ان الانبیاء یحجون ویلبون وہم اموات فی الدار الآخرۃ ولیست دار عمل فالجواب انہم کالشہداء بل
افضل منہم والشہداء احیاء عند ربہم یرزقون فلا یبعد ان یحجوا ویصلوا ونقول ان البرزخ
ینسحب علیہ حکم الدنیا فی استکثارہم من الاعمال وزیادۃ الاجور وان المنقطع فی الآخرۃ انما ہو التکلیف
وقد تحصل الاعمال من غیر تکلیف علی سبیل التلذذ بہا ولہذا وردانہم یسبحون ویقرءون القرآن فان
قلت القرآن ناطق بموتہ علیہ الصلوۃ والسلام قال اللہ تعالیٰ انک میت وانہم میتون وقال علیہ السلام
انی امرء مقبوض وقال الصدیق فان محمدا قد مات واجمع المسلمون علی اطلاق ذلک فاجاب
الشیخ تقی الدین السبکی بان ذالک الموت غیر مستمر وانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احیی
بعد الموت فالحیات الثانیہ حیات اخرویۃ ولاشک انہا اعلیٰ واکمل من حیات الشہداء
وہی ثابتۃ للروح بلا اشکال وقد ثبت ان اجساد الانبیاء لاتبلی وعود الروح الی الجسد

وفی ان الجسد ان یصیر حیا کحالتہ فی الدنیا او حیا بدونہا وھی حیث شاء اللہ تعالیٰ فان ملازمۃ الروح
للحیاۃ امر عادی لا عقلی فہذا مما یجوزہ العقل فان صح بہ السمع اتبع وقد ذکرہ جماعۃ من العلماء ویشہد لہ صلوٰۃ
موسیٰ علیہ السلام فی قبرہ فان الصلوٰۃ تستدعی جسدا حیا وکذلک الصفات المذکورۃ فی الانبیاء لیلۃ
الاسراء کلہا صفات الاجسام ولا یلزم من کونہا حیاۃ حقیقیۃ ان تکون الابدان معہا کما کانت فی الدنیا
من الاحتیاج الی الطعام والشراب وغیر ذلک من صفات الاجسام التی نشاہدہا بل یکون لہا حکم آخر
فلیس فی العقل ما یمنع من اثبات الحیاۃ الحقیقیۃ لہم واما الادراکات کالعلم والسمع فلا شک ان ذلک ثابت
لہم بل ولسائر الموتی اھ۔ الشیخ زین الدین المراغی وقال انہ مما نعتقدہ وفی مثلہ فلیتنافس المتنافسون
انتہی قال فی روح البیان فی تفسیر قولہ تعالیٰ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ لما انہا باقیۃ صافیۃ
من الشوائب علی الاطلاق والاولیٰ ای الدنیا لانہا خلقت لاجل الآخرۃ فانیۃ مشوبۃ بالمضار فالمراد بالآخرۃ
والاولیٰ کما انہا فی التاویلات النجمیۃ یعنی احوال نہایتک افضل واکمل من احوال بدایتک کما اخبر بقولہ
الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لا یزال یطیر بجناحی الشریعۃ والطریقۃ فی جو السماء
السیر ویترقی فی مقامات القرب والکرامۃ وہکذا حال ورثتہ انتہی اور یہ قول کہ روضۂ اقدس سے جہاں چاہتے
ہیں تشریف لیجاتے ہیں مستند ہے۔ ما قال فی المواہب وقد ذکر عن السلف والخلف وہلم جرا عن جماعۃ کا
نوا یصدقون بہذا الحدیث یعنی من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ انہم راوہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
فی النوم فراوہ فی الیقظۃ وسئلوہ عن اشیاء کانوا منہا متشوشین فاخبرہم بتفریجہا ونص لہم علی الوجوہ
التی منہا یکون فرجہا فجاء الامر کذلک بلا زیادۃ ونقص ورأیت فی کتاب المنح الالٰہیۃ فی مناقب السادات
الوفائیۃ عن سیدی علی ابن سیدی محمد وفا انہ قال فی بعض شانہ کنت وانا ابن خمس
سنین اقرأ القرآن علی رجل یقال لہ الشیخ یعقوب فاتیتہ یوما فرأیت انسانا یقرء علیہ سورۃ والضحیٰ
وصحبہ بسبتین لہ وجہ طویل شدقیہ باہ مالہ ورفعہ یضحک احیانا فرأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم یقظۃ لا مناما وعلیہ قمیص ابیض قطن فقال اقرأ فقرأت علیہ سورۃ والضحیٰ والم نشرح
ثم غاب منی فلما بلغت احدی وعشرین سنۃ احرمت لصلوٰۃ الصبح بالقرافۃ فرأیت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قبالۃ وجہی فعانقنی فقال لی واما بنعمۃ ربک فحدث فاوتیت لسانہ من ذلک الوقت انتہی اور
یہ قول کہ نظم ونسق عالم اونہیں کو تفویض ہوا ہے تمام احکام اونکی راے پر نافذ ہوتے ہیں
ان کی وسیلہ اول گذر چکی حاجت اعادہ نہیں اور یہ کہنا کہ روز نامچہ و نذرانہ حضور میں پیش ہوتے

وتعرض اعمال امتہ علیہ ویستغفر لہم روی ابن المبارک عن سعید ابن المسیب لیس من یوم الا وتعرض
علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اعمال امتہ غدوۃ وعشیا فیعرفہم بسیماہم واعمالہم انتہی اور یہ
قول کرا اور اعتقاد کرے کہ میں اوس جناب کے پیش نظر ہوں آپ حال میرا دیکھ رہے ہیں اور
گفتگو میری سنتے ہیں بلکہ علامہ قسطلانی مواہب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اس کی نیات اور
خطرات سے آگاہ ہیں اور جو خیال دل میں گذرتا ہے اوس پر مطلع اور وہ عبارت مواہب کی یہ ہے
قال فی المواہب وینبغی ان یقف عند محاذاۃ اربعۃ اذرع ویلازم الادب والخضوع والتواضع
غاض البصر فی مقام الہیبۃ کما کان یفعل بین یدیہ فی حیاتہ ویستحضر علمہ بوقوفہ بین یدیہ وسماعہ لسلامہ کما
ہو فی حال حیاتہ اذ لا فرق بین موتہ وحیاتہ فی مشاہدۃ الامۃ ومعرفتہ باحوالہم ونیاتہم وعزائمہم وخواطرہم
وذلک عندہ جلی لاخفاء بہ فان قلت ہذہ الصفات مختصۃ باللہ تعالیٰ فالجواب ان من انتقل
الی عالم البرزخ من المومنین یعلم احوال الاحیاء غالباً انتہی اور عبدالنبی نام رکھنا جائز ہے اس لئے
کہ عبد بمعنی مملوک میں سے ہے اور اضافت عبد کی طرف غیر اللہ کے اسامی میں تقریراً ثابت ہے
اس لئے کہ عبدالمطلب ابن ربیعہ ابن حارث حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بھتیجے تھے اور صحابی
تھے اور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکا نام نہ بدلا اور مسلم نے انہیں سے روایت کی ہے عن
عبدالمطلب ابن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان ہذہ الصدقات انما ہی
اوساخ الناس وانہا لا تحل لمحمد ولا لآل محمد رواہ مسلم مشکوۃ ہذا التقریر الجواب واللہ الہادی للصدق والصواب
والیہ المرجع والمآب وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا حررہ الراجی عفو ربہ الستار محمد عبدالغفار عفی عنہ

ہذا ہو الحق المطاع والحق احق بالاتباع محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عنایت اللہ خاں عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبداللہ عفی عنہ

الاجوبۃ کلہا صحیح واللہ در المجیب حیث اتی بالادلۃ الواضحۃ لاثبات العقائد المذکورۃ کما لا یخفی حامد حسین عفی عنہ

الاجوبۃ کلہا صحیح محمد ریاست علیخان عفی عنہ

ہذا ہو الحق والصواب فللہ در المجیب المثاب محمد گوہر علی عفی عنہ

نعم الجواب وحبذا التحسین ابو النذر سراج الدین محمد سلامت اللہ عفی عنہ

سوال - کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ مسائل مفصلہ ذیل کے اول یہ کہ
کلمہ طیب کلام ربانی ہے یا حدیث ہے اور اس کا شان نزول کیا ہے اور یہی کلمہ شریف تمام انبیا

کے ساتھ موسوم ہوئے اُس کی وجہ تسمیہ کیا ہے دوسرے یہ کہ جناب ختم المرسلین صلعم کا نور جو بارک
لفظ کن سے پہلے پیدا ہوا یا بعد اور اگر یہ کہا جاوے کہ علم الٰہی میں اس سے پہلے سے تھا تو تمام
موجودات کا علم الٰہی میں اسیطرح تھا یا نہیں اور علم الٰہی قدیم ہے اور جو کن کے بعد کہا جاوے
تو ثبوت تقدیم نور حضرت کا کن وجوہ سے یہ امورات تفصیلی طور پر کس کتاب سے ثابت ہونگے
مع اُس کی نقل کے جواب تحریر فرمایا جاوے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

کلمہ طیب کلام سبحانی اور وحی ربانی ہے اور وارد ہے قرآن شریف میں دو جگہ آیات سورۂ والصافات میں کما قال سبحانہ
تعالیٰ واذا قیل لہم لا الہ الا اللہ یستکبرون اور اس جگہ یہ آیت اسواسطے نازل فرمائی کہ جب کفار بہکے ہوئے اور انکے
بہکانیوالے دوزخ میں ڈالے جاوینگے اور تابعین اور متبوعین میں جھگڑا ہوگا پس حق تعالیٰ اُن کے احوال
سے خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ سب عذاب دوزخ میں شریک ہیں اسواسطے کہ یہ سب کلمہ توحید سے انکار
کرتے تھے اور منکر کلمۂ توحید کا لائق دوزخ ہے خواہ تابع ہو یا متبوع اور دوسری جگہ سورۂ محمد میں جیسا
کہ فرمایا حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے واعلم انہ لا الہ الا اللہ اور نزول اس کا اس محل میں اسواسطے تھا کہ ایک اعرابی نے
آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آویگی تو فرمایا حق تعالےٰ نے کہ یہ لوگ قیامت کو
پوچھتے ہیں علامتیں اس کی موجود ہو گئیں اور جب قیامت آجائیگی تو ان لوگوں سے کوئی کام توبہ اور اعمال
صالحہ کا نہو سکیگا لہذا تم اس کو جانو یعنی اس بات پر ثابت اور قائم رہو کہ اللہ تعالےٰ معبود برحق ہے
اور سوا اوس کے کوئی معبود برحق نہیں تاکہ یہ توحید الٰہی قیامت میں نفع بخشے اور چونکہ یہ کلمہ خالصۃً
توحید الٰہی پر دلالت کرتا ہے اسواسطے اس کلمہ کا نام کلمۂ توحید رکھا اور اسواسطے کہ اور کلموں میں تحمید اور
تقدیس الٰہی بھی سمجھی جاتی ہے لہذا اُن کو اور ناموں کیساتھ موسوم کیا اور جواب سوال ثانی یہ ہے کہ نور
مبارک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا سب مخلوقات سے پہلے پیدا ہوا ہے جیسا کہ وارد ہے حدیث میں
ان اول ما خلق اللہ نوری یعنی پہلے وہ چیز جو اللہ تعالےٰ نے پیدا فرمائی میرا نور تھا اور کلمۂ کن کوئی چیز
مخلوق نہیں ہے کہ تقدم یا تاخر اس کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا جائے بلکہ یہ کلمہ تعبیر اور
بیان ہے تعلق قدرت الٰہی جل شانہٗ کا ساتھ مخلوقات اور مقدورات کے چنانچہ تفسیر بیضاوی میں
تحت آیۂ کریمہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون کے فرماتے ہیں وہو تمثیل قدرتہ تعالےٰ
فی مرادہ تعالےٰ بامر المطیع فی المطاع فی حصول المامور من غیر امتناع و توقف وافتقار الی مزاولۃ عمل واستعمال

جواب سوال اول

جواب سوال دوم

الی انتہی یعنی سو جو اللہ تعالے نے فرمایا کہ امر الہی یون ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہی تو فرماتا ہی ہو جا پس وہ چیز ہو جاتی ہے بلا تکلف مراد اس سے یہ ہی کہ جسطرح کوئی امر کرے کسی چیز کے ہونیکا اور وہ چیز موافق امر کے بلا تکلف ہو جائے اسیطرح جب قدرت الہی متعلق کسی مخلوق سے ہوتی ہے تو وہ مخلوق بلا تکلف ہو جاتی ہے اور اسیطرح ہے تفسیر روح البیان وغیرہ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ قد صح الجواب محمد گوہر علی الجواب لاریب فیہ محمد عبداللہ الجواب صحیح محمد ریاست علی خان الجواب صحیح سراج الدین اعجاز کا محمد سلامت اللہ الجواب ہو الصواب محمد عبد الغفار عفی عنہ

سوال ۔ کیا فرماتے ہین علمائے عظام وفضلائے کرام اہل اسلام سنی کلمۂ توحید میں کہ معانی محتملہ مفصلہ ذیل میں کونسے معنی صحیح اور حق اور قابل تصدیق ہیں کہ بعض انمیں سے غلط معلوم ہوتے ہین اور بعض صحیح اور موافق عقیدہ مشرکین کے ہیں مخالف ان کے عقیدہ کے نہیں اور بعضے مخالف عقیدہ مشرکین اور صحیح ہین لیکن موید توحید وجودی اور ہمہ اوست کے ہین جسکے اکثر علماء منکر ہین تفصیل اس کی یہ ہے لا الہ الا اللہ میں ایک سو پانچ احتمال ہین اس طور پر کہ الہ سے مراد یا الہ ممکن ہوگا یا الہ واجب یا الہ مطلق اس لئے کہ الہ کا اطلاق ممکن اور واجب دونو پر کلام الہی میں آیا ہے جیسے اجعل الالہۃ الہا واحدا میں پس الہ میں تین احتمال ہین اور الا میں دو احتمال ہین استثنا کا ہوگا یا بمعنے غیر کے ہے سب چھ احتمال ہوئے پھر ہر تقدیر پر خبر لا کی محذوف مانیں گے یا محذوف نہ مانین گے اور بر تقدیر محذوف ہونے کے یا عام محذوف ہوگی یا خاص اگر عام محذوف ہوگی یا ثبتی محذوف ہوگی یا موجود پس تقدیر کلمہ کی لا الہ شئی الا اللہ ہو گی یا لا الہ موجود الا اللہ ہوگی۔ یہ بارہ احتمال بر تقدیر جز کے ہوئے پھر ان صورتون میں مستثنی منہ یا موصوف یا شئی یا موجود کو قرار دیا جائے گا یا الہ کو مستثنی منہ یا موصوف کہیں گے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالے علی خیر خلقہ سید الاولین والآخرین وآلہ واصحابہ اجمعین **اما بعد** کہتا ہی بندہ گنہگار **عبد الغفار** کہ جو مولوی عبد العزیز صاحب امروہی نے سوال میں ایک سو پانچ احتمال کلمہ طیب میں گھڑے اور جواب میں جنکو قابل تصدیق اور موید توحید وجودی قرار دیا اور سوا اسکے غیر صحیح حضرت پیر و مرشد روحی فداہ نے جواب الجواب لکھا اور اس کی تردید کی حق وہی ہے جو حضرت نے جواب الجواب میں تحریر فرمایا آخر میں یہ جملہ تحریر فرمایا اور یہی تردد ات کلام سائل ومجیب میں ہیں ہم نے بخوف تطویل

یہ جو مذکور احتمال ہوئے بر تقدیر حذف جز کے پھر کلمۂ لا نفی جز کی اسم سے کرے گا موافق نحو کے یا نفی اسم کے جز سے مخالف نحو کے یہ اڑتالیس احتمال عقلی ہوئے صحیح ہوں یا غلط اور چھ احتمال بر تقدیر عدم حذف جز کے تھے اُن چھ میں سے جن تین احتمالوں میں الا بمعنے غیر لیا گیا اُن تین احتمالوں میں یا اِلٰہ موصوف بغیر اللہ منفی ہوگا یا صفت غیریت کے اِلٰہ سے منفی ہوگی تو وہ تین چھ ہو گئے پس بر تقدیر عدم حذف جز کے نو احتمال ہوئے اور بر تقدیر حذف کے اڑتالیس جملے کل ستاون ہوئے جن نو احتمالوں میں جز لا محذوف نہیں اُن میں سے چھ میں نفی اِلٰہ کی کی ہے جو غیر اللہ ہے اور تین میں نفی غیریت کی اِلٰہ سے جن چھ میں نفی اِلٰہ مستثنیٰ عنہ اللہ کی یا نفی اِلٰہ غیر اللہ کے کی گئی ہے نفس الامر سے تو مراد یا اِلٰہ ممکن کی نفی ہوگی یا اِلٰہ مطلق کی یا اِلٰہ واجب کی اگر نفی اِلٰہ ممکن یا اِلٰہ مطلق کی کرینگے تو غلط ہوگا اسلئے کہ اِلٰہ ممکنہ بھی نفس الامر میں موجود ہیں اور اگر نفی اِلٰہ واجب مستثنیٰ عنہ اللہ یا اِلٰہ واجب غیر اللہ کے کرینگے تو کچھ فائدہ نہیں اسلئے کہ جو غیر اللہ ہو وہ خود نفس الامر کی منفی ہے پس نفی کی نفی بے فائدہ ہے دوسرے کلمۂ توحید رد عقیدۂ مشرکین کیلئے وارد ہوا ہے اور اس تقدیر پر اُنکے عقیدہ کا رد نہیں ہوا اُن کے نزدیک بھی اِلٰہ واجب جو غیر اللہ ہو نفس الامر میں موجود نہیں جو اِلٰہ غیر اللہ اُن کے نزدیک موجود ہیں وہ واجب نہیں ممکنہ ہیں ایسی ہی جن تین صورتوں میں نفی غیریت کی کی گئی ہے تو مراد اِلٰہ سے یا ممکن لینگے یا مطلق یا واجب اگر اِلٰہ ممکن یا اِلٰہ مطلق سے نفی غیریت کی کرینگے تو عینیت ہر اِلٰہ کے ساتھ اللہ کی لازم آویگی جو حاصل توحید وجودی اور ہمہ اوست ہے اور اگر اِلٰہ واجب سے نفی غیریت کی کرینگے تو خلاف عقیدۂ مشرکین کے نہ ہوگا اُن کے نزدیک بھی اِلٰہ واجب غیر اللہ نہیں اور اڑتالیس احتمال جنمیں جز لا محذوف ہے اُن میں سے چھ میں نفی شیٔ الا اللہ کی اِلٰہ سے کی گئی ہے اُن میں بھی اِلٰہ سے مراد اگر ممکن یا مطلق ہوگا تو معنے یہ ہونگے کہ کوئی اِلٰہ ممکن ہو یا مطلق مصداق کسی شیٔ کا نہیں سوائے اللہ کے یعنی ہر اِلٰہ اللہ ہی کا مصداق ہے

وہی ربانی ہے کلمۂ توحید ہے فارق ہے درمیان کفر اسلام کے مصدق اور مقر اس کا مسلمان با ایمان جنتی ازلی ہے منکر اس کا کافر مشرک بے ایمان دوزخی ابدی ہے اقرار لسانی موجب حکم ہے کہ یہ مقر فرقۂ اہل اسلام سے ہے اور منکر اس کا فرقۂ اہل کفر و شرک و ضلال سے ہے تصدیق قلبی باطن کو منور کر دیتی ہے اور عدم

تصدیق قلبی باطن کو ظلمت سے بھر دیتی ہے قولہ تعالیٰ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور

والذین کفروا اولیاءھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات اولٰئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون

ترجمہ اللہ دوست اُن لوگوں کا ہے جو ایمان لائے نکالتا ہے اُن کو اندھیروں کفر سے طرف نور ایمان

تو توحید وجودی اور ہمہ اوست لازم آگیا اور اگر الٰہ واجب مراد ہوگا تو معنے یہ ہونگے کہ کوئی الٰہ واجب مصداق
کسی شیٔ کا نہیں سوائے اللہ کے یعنی جو الٰہ واجب فرض کیا جاوے وہ مصداق اللہ ہی کا ہے تو مخالف عقیدۂ منکرین
کے نہوا اور جتنے بت اون میں سمجھ کر دل کے نفی الٰہ کی شیٔ الا اللہ سے کی ہے تو انہیں بھی الٰہ سے مراد اگر الممکن یا
المطلق ہو تو معنے یہ ہونگے کہ کوئی شیٔ سوائے اللہ کے مصداق الممکن یا المطلق کا نہیں یعنی اللہ ہی مصداق الممکن
یا مطلق کا ہے اور یہ کذب محض ہے اس لئے کہ اللہ ہرگز مصداق الممکن کا نہیں جب مصداق الممکن کا نہیں
تو مصداق المطلق کا بھی مطلقاً نہیں اس لئے کہ مطلق ممکن کو بھی شامل ہے صرف اللہ ہی میں منحصر نہیں اور اگر مراد
الواجب ہو تو معنے یہ ہوئے کہ کوئی شیٔ سوا اللہ کے مصداق الٰہ واجب کا نہیں تو مخالف عقیدۂ منکرین

طرف اندھیریوں کفر کے یہ کافر دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ایمان عبارت ہے اسی کلمہ لا الہ الا اللہ
کو تصدیق کرنا اور مان لینا اور کفر انکار اس کلمہ توحید کا ہے اور نہ تصدیق کرنا حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ انہم کانوا
اذا قیل لہم لا الہ الا اللہ یستکبرون ویقولون ائنا لتارکوا الہتنا لشاعر مجنون۔ **ترجمہ** جب ان کو کہا جاتا ہے کہ
کہو لا الہ الا اللہ یعنی ایمان لاؤ تکبر کرتے ہیں یعنی ایمان نہیں لاتے اور کہتے ہیں کیا شاعر مجنون کی وجہ سے ہم اپنے خداؤں
یعنی کفر اور شرک کو چھوڑ دیں گے ایسا نکرین گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی
ایمان لایا اور بعض روایات میں مستیقنا قلبہ بھی آیا ہے۔ **ترجمہ** جس نے صدق دل سے لا الہ الا اللہ کہا جنت
میں داخل ہوگا صدق دل سے کلمہ توحید کا کہنا ایمان ہے اور ظاہر ہے کہ ہر شخص ممیز مکلف ہے ساتھ ایمان لانے
اور کہنے اور اقرار کرنے کے ساتھ کلمہ توحید کے بلکہ سارے انبیاء علیہم السلام اور سب امم سابقہ ولاحقہ مکلف
ساتھ کلمہ توحید کے ہیں سارے کتب سماویہ توریت انجیل فرقان وغیرہ مشتمل کلمۂ توحید پر ہیں مدار نجات
کا یہی کلمہ توحید ہے حق تعالےٰ فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ نہیں تکلیف دیتا ہے اللہ تعالےٰ کسی شخص
کو مگر بقدر وسعت اور سمجھ اس شخص کے اس بنا پر معنی کلمہ طیب کے ایسے ہونا چاہئے کہ ہر فرد بشر جن وانس
عورت مرد بوڑھے جوان چھوٹے بڑے شہری دیہاتی سب سمجھیں اور وہ معنی معین ایک ہونا چاہئے تاکہ باہم
اختلاف نہو عام فہم ہوں ظاہر ہوں کہ سب سمجھ سکیں دقت اور دشواری سمجھنے میں واقع نہو وہ معنی یہی ہیں
جو صاف ان لفظوں سے سمجھے جاتے ہیں ترجمہ زبان اردو میں لا الہ الا اللہ کا یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود
سوائے اللہ کے غرض شارع کے نازل کرنے اس کلمہ توحید سے یہ ہے کہ تمامی مخلوق جو مکلف ہیں ساتھ
کلمہ توحید کے جان لیں کہ اللہ تعالےٰ جو خالق و مالک سارے عالم کا ہے وہی اکیلا معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود

ہوا اور جتنے مبن اوثین سے نفی شئی کی الا الاالله سے کی ہو تو پھر اله سے خواہ ممکن مراد ہو یا مطلق یا واجب ہر تقدیر
پر معنی یہ ہو نگے کہ کوئی اله سوائے الله کے مصداق شئی کا نہیں یہ بھی غلط ہے کیونکہ ہر اله کیسا ہی ہو مصداق
شئی کا ضرور ہے اور جتنے مبن اوثین سے اس کے برعکس نفی الاالاالله کی شئی سے کی ہو تو معنے یہ ہوئے کہ کوئی
مصداق کسی اله کا نہیں سوائے الله کے یعنی ہر شئی مصداق الله ہی کا ہے پھر ہمہ اوست ہو گیا اور جتنے مبن
اوثین سے نفی موجود الاالله کی اله سے کی ہے پھر اگر اله سے اله ممکن یا اله مطلق مراد ہوگا تو معنے یہ ہونگے
کہ کوئی اله ممکن ہو یا مطلق موجود نہیں سوائے الله کے تو یہ غلط ہے اسواسطے کہ اله ممکنہ بھی موجود ہیں اگر واجب
مراد ہو تو معنے یہ ہوئے کہ کوئی اله واجب موجود نہیں سوائے الله کے یہ مخالف عقیدہ مشرکین نہیں
اور جتنے مبن اوثین سے عکس اس کے نفی اله کی موجود الاالله کی ہے تو معنے یہ ہوئے کوئی موجود سوائے
الله کے مصداق اله کا نہیں ہے اگر اله سے مراد ممکن ہو یا مطلق ہو تو غلط ہے اس لئے کہ بعض موجود مصداق

عرب جنکی زبان عربی ہے بداہۃً ان الفاظ سے مراد شارع کی سمجھ لیتے ہیں۔ سب عجم غیر
عرب اُن کے واسطے ضرورت ہے کہ ترجمہ ان الفاظ کا بیان کیا جاوے اور تحقیق لفظوں کی تاکہ عجم بھی مراد
شارع کو بسہولت سمجھ لیں اس کلمہ طیب میں چار لفظ زبان عربی کے ہیں پہلا لفظ لا ہے جس کے معنے نفی کے
ہیں ترجمہ لا کا نہیں ہے دوسرا لفظ اِلٰہ ہے فِعال کے وزن پر معنے اس کے اردو میں معبود کے ہیں جسکی
پرستش کیجاتی ہے جس کی پوجا کی جاتی ہے جسکی عبادت کیجاتی ہے زبان عربی میں اس کو اِلٰہ کہتے ہیں
اله بالکسر بمعنی فعال پرستیدہ شدہ یعنے مفعول صراح تیسرا لفظ اِلّا غیر کے معنے میں اردو میں ترجمہ اِلّا کا لفظ بغیر
اور سوا کے سے کیا جاتا ہے چوتھا لفظ اسم اعظم الله ہے جب چاروں کو ملایا ترکیب دی تو جملہ ہو گیا
لا اله الا الله جملہ خبریہ ہے اردو زبان میں ترجمہ یہ ہے ہوا کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے الله کے الله
نام ہے اُس ذات معظم کا جو موصوف ہے ساتھ جمیع صفات کمالیہ کے منزہ اور پاک ہے جمیع نقصانوں
سے منجملہ اُن صفات کمالیہ کے سمع ہے بصر ہے حیات ہے علم ہے قدرت ہے مشیت و ارادہ
ہے منجملہ خالقیت کہ ہے خلق یعنی پیدا کرنا مخلوق کا صفت مختصہ باری تعالیٰ کی ہے وہی خالق
جمیع مخلوقات کا ہے مخلوق پر اپنے خالق کی شکر نعمت لازم ہے قولہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن
کفرتم ان عذابی لشدید سب سے بڑی نعمت الٰہی یہ ہے کہ ہم کو نیست سے ہست کیا ہم معدوم تھے
ہم کو موجود کیا شکر عبادت تعظیم منعم ہے [illegible] تعظیم تعالیٰ ہے افعال قلب عقائد کو ایمان کہا اور عبادت

الممکنہ کے ہیں اور اگر مراد الٰہ سے واجب ہو تو مخالف معتقد مشرکین کے نہیں اور جہتہ میں اُنہیں سے
نفی موجود کی الا اللہ سے کی ہے پھر اگر مراد الٰہ سے ممکن ہو یا مطلق تو غلط ہی کس واسطے کہ الممکنہ موجود ہیں
سوائے اللہ کے اور اگر الٰہ واجب مراد ہو تو مخالف معتقد مشرکین کے نہیں جیسا کہ مکرر گذرا اور جہتہ میں
اُن میں سے برعکس اس کے نفی الٰہ الا اللہ کی موجود سے کی ہے یعنی کوئی موجود مصداق کسی الٰہ کا نہیں
سوائے اللہ کے تو پھر ہمہ اوست ہو گیا اور اگر خبر خاص محذوف کریں تو جب قرینہ عرف مستحق لاطلاق الا اللہ محذوف ہو
جیسے لا فتیٰ الا علی میں مستحق لاطلاق الفتی اور لا سیف الا ذو الفقار میں مستحق لاطلاق السیف کا یہ احتمال بسبب عرف
بالغہ ہے یعنی کوئی الٰہ سوائے اللہ کے لائق الٰہ کہنے کے نہیں اور کوئی فتی سوائے علیؓ کے لائق فتی کہنے کے
نہیں اور کوئی سیف سوائے ذو الفقار کے لائق سیف کہنے کے نہیں اس تقدیر پر بھی اگرچہ اثر تا لبیس احتمال

ون طاعت مقبول نہیں لہذا ایمان لانا سب عقلا پر لازم ہوا اور اللہ و رسولہ کا حکم ہوا جو عبادتیں حق تعالےٰ نے
اپنے بندوں پر معین کی ہیں سب سے غایت تعظیم ظاہر ہوتی ہے اسیوجہ سے شرع میں عبادت اور پرستش اُن افعال
کا نام ہوا کہ جن سے غایت تعظیم سمجھی جاوے اور یہی مجمع علیہ ساری امت مرحومہ کا ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا ہے ایاک
نعبد اور دوسری نصوص قطعیہ شاہد ہیں اسبات پر کہ عبادت غیر اللہ کے حرام اور کفر و شرک ہے اور اس مضمون سے قرآن شریف
بھرا ہوا ہے لہذا مستحق عبادت اور پرستش کا وہ ہے کہ جس نے ساری مخلوقات کو پیدا کیا کافر جو جو کہ عبادت اور
پرستش کرتے ہیں اُن کے رد اور منع کیواسطے کلمہ توحید نازل فرمایا اور جتلا دیا کہ کوئی مخلوق معبود اور مستحق عبادت
نہیں جسکو کافروں نے اپنے زعم فاسد کے اعتبار سے معبود قرار دیا ہے ہرگز معبود کے قابل نہیں اس لئے کہ مخلوق
ہیں اور مخلوق قابل معبودیت نہیں معبودیت صفت خالق کی ہے لا الٰہ سے مراد نفی معبودیت مخلوق سے کی ہے اور الا اللہ
سے مراد حصر معبودیت کا اللہ تعالیٰ میں یہی معنے کلمہ توحید کے ہیں ظاہر لفظوں سے سمجھے جاتے ہیں حق تعالےٰ
نے اس معنے کی تائید و تاکید میں بہت سی آیتیں بعنوانات مختلفہ نازل فرمائی ہیں بطور نمونہ و مثال دو چار
ذکر کیجاتی ہیں قولہ تعالےٰ انما اللہ الٰہ واحد ترجمہ فقط اللہ ہی معبود واحد ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں قولہ تعالےٰ
والٰہکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ہو ترجمہ معبود تمہارا معبود واحد ہے ایک ہی نہیں ہے کوئی معبود سوا اُس کے اللہ لا الٰہ
الا ہو الحی القیوم الایہ ترجمہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اُس کے زندہ زندہ رکھنے والا ساری عالم کا قائم رکھنے والا سب
کیواسطے ہر چیز زمین اور آسمان میں سے اُسی کا پیدا کیا ہوا ہے قولہ تعالےٰ والذین یدعون من دون اللہ
لا یخلقون شیئا وہم یخلقون اموات غیر احیاء و ما یشعرون ایان یبعثون ترجمہ اور وہ بت اللہ کے سوا جن کو
کافر حاجت کے وقت پکارتے ہیں خود مخلوق ہیں کسی شے کو پیدا نہیں کرسکتے مردہ ہیں زندہ نہیں یہ نہیں جانتے کہ

کلمہ میں مقصود ہیں اس طور پر کہ اس تقدیر پر بھی مستثنیٰ منہ یا موصوف الہ ہوگا یا مستحق پس بارہ احتمال ہوئے پھر نفی
اسم کی خبر سے کریں گے یا نفی خبر کی اسم سے پس چوبیس ہوئے پھر نفی مبالغۃً ہوگی یا حقیقۃً پس اڑتالیس ہوئے مگر سوا
نحو اور عرف کے چند ہیں جنمیں نفی خبر کی اسم سے کی ہے مبالغۃً الہ مستثنیٰ منہ یا موصوف ہو پس علاوہ الہ ممکن ہو یا واجب باطل
تو معنے یہہ ہوں گے کہ کوئی الہ سوائے اللہ کے مستحق اطلاق الہ کا نہیں مبالغۃً اگرچہ سوائے اللہ کے اور الہوں کو لغۃً الہ کہنا صحیح
ہے مگر چونکہ اور الہ مثل الہ کے کامل نہیں تو اسکے مقابلہ میں اور دنکو الہ کہنا لائق نہیں جیسے حضرت علیؓ کے مقابلہ میں
اور فتی کو فتی کہنا اور ذوالفقار کے مقابلہ میں اور سیف کو سیف کہنا لائق نہیں تو مخالف عقیدہ مشرکین نہیں اونکے
نزدیک بھی کوئی الہ مثل اللہ کے نہیں اور جتنے موافق نحو کے خلاف عرف کی ہیں جن میں نفی خبر کی اسم سے حقیقۃً کی ہے
اگر یہہ مراد لیں گے تو معنے یہہ ہونگے کہ کوئی الہ سوائے اللہ کے مستحق اطلاق الہ کا لغۃً اور حقیقۃً نہیں یہ غلط ہے اسلئے کہ ہر الہ
مستحق اطلاق الہ کا ہے حقیقۃً اور لغۃً جیسا کہ ظاہر ہے اور باقی احتمالات چونکہ خلاف نحو اور عرف کے ہیں اور بھی خلل انکا
تقریرات سابقہ سے معلوم ہوسکتا ہے لہذا تفصیل اون کی بیفائدہ اور تطویل لاطائل ہے یہہ سب احتمالات ایک سو
چھیانوے ہوئے اگر فرماویں کہ حسب قرینہ حالیہ مستحق للعبادۃ محذوف ہوسکتا ہے اور معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی الہ
سوائے اللہ کے مستحق عبادت نہیں تو جواب دیا جائیگا کہ یہ معنے بھی غلط ہیں اسلئے کہ معنے عبادت کے طلب
اور تابعداری کے ہیں جیسے کہ عبدالدینار وعبدالدرہم اور عبدالخمیصہ سے ظاہر ہے اور مستحق تابعداری
کے سوائے اللہ کے رسولؐ اور صحابہؓ وغیرہم ہیں فرمائیے کسی الہ کو یعنی معبود کو سوائے اللہ کے مستحق عبادت کے

ڈالی جاویگی قولہ تعالےٰ افمن یخلق کمن لا یخلق افلا تذکرون ترجمہ خالق اور مخلوق یکساں نہیں ہو سکتی
کہ دونوں معبود قرار دیے جاویں وقال اللہ لا تتخذوا الٰھین اثنین انما ھو الٰہ واحد وایای فارھبون
ترجمہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے مت پکڑو دو معبود یعنی اللہ تعالےٰ جو خالق و مالک سارے عالم کا ہے
اوسکو بھی معبود قرار دو اور اوس کی مخلوقات میں سے بتوں کو معبود نہ مانو فقط اللہ ہی معبود واحد
اور مجھی سے ڈرو یعنی بتونکو جو تم نے معبود قرار دیا ہے ان سے مت ڈرو وہ مردہ ہیں نہ وہ نفع
پہونچا سکتے ہیں نہ نقصان صراحۃً آیات قرآنیہ سے ثابت ہے معبود وہی ہو سکتا ہے جو خالق عالم ہو حی قیوم
رب العالمین ہو مخلوق اور مردے معبود نہیں ہو سکتے صفت معبودیۃ خاص اللہ تعالےٰ کیواسطے ثابت
ہے عالم میں کوئی شئ معبود نہیں معبود وہی ہے جو ورای عالم ہے خالق و مالک سارے عالم کا ہے رب العالمین
ہے کلمہ طیب کے ظاہر کیلئے ہوئے ایک معنے ہیں اختصاص وحصر معبودیت کا اللہ میں اور نفی کرنا معبودیت

اور تابعدار کیے نہ سمجھنا شرعاً غلط ہے اور عبادت کے معنے اگر غایت تعظیم ہیں تو یہ بھی نہیں ہو سکتا انکی کہ عبادت غیر اللہ شرک ہے اور شرک کسی وقت میں جائز نہیں اور غایت تعظیم یعنی سجدہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو بامر اللہ کیا اور یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کیا پس عبادت غیر اللہ بہذا المعنے شرک نہیں اور اگر عبادت کے معنے غایۃ تعظیم بحیثیت غایۃ معظم ہوں تو لازم آتا ہے کہ مشرکین کی عبادت کو جو بتوں کی لئے تھی عبادت نکہیں اور انکو مشرک نہ کہیں اس لئے کہ وہ غایت تعظیم بحیثیت غایۃ معظم نہ کرتے تھے بتوں کو غایۃ معظم نہ جانتے تھے اون کے نزدیک بھی غایۃ معظم سوائے اللہ کے کوئی نہتا قولہ تعالیٰ ولئن سالتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ اس پر شاہد ہے یہ ہی تفصیل معانی محتملہ کلمہ توحید کی اب فرماویں کہ ان معنوں میں سے بھی

اولیاء اللہ باب ظاہر ارباب باطن جن وانس ملک سب کا ایمان یہی ہے یہ معنی متفق علیہ سارے عالم کے ثبوتین کے ہیں اس معنے کو چھوڑ کر فلاسفہ ملاحدہ کی اصطلاحات لیکر نئے احتمالات رکیکہ پیدا کرنا لوگوں کو شبہہ تردد میں ڈالنا کام عاقل فضلاء من العالم کا نہیں ہے اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں خیال کیا لا تجتمع امتی علی الضلالۃ اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار علاوہ بریں اگر ایسے ہی احتمالات غیر صحیحہ غیر معتبرہ نکالے جاویں تو ایک سو پانچ میں حصر نہیں مثلاً الہ ممکن لیا جاوے تو موجود ممکن جوہر ہوگا یا عرض جوہر مقولہ واحد ہے اور عرض کے نو مقولہ ہیں مجموعہ دس ہوئے دس میں جو احتمالات برتقدیر الہ ممکن یا الہ مطلق کے نکالے ہیں وہ دس گونہ ہو جاویں گے اور برتقدیر جوہر لینے کے وہ الہ ممکنہ مجردات سے ہو دیں گے یا مادیات سے اور انواع مادیات کے لاتعداد ولاتحصی ہیں مثلاً جمادات سے ہو دیں گے یا نباتات سے یا حیوانات سے ہر ایک کی انواع کثیرہ ہیں تو حصر احتمالات ہو ہی نہیں سکتا اگر کہا جاوے کہ ممکن کا لینا سب کیواسطے کافی ہے تو ہم کہیں گے مطلق لینا کافی تھا شامل تھا واجب اور ممکن کو کیوں اس پر اکتفا نہیں کیا دوسرے ہم کہتے ہیں کافی نہیں اسلئے کہ مجیب نے جتنے احتمالات اختیار کئے اون کو قابل تصدیق اور صحیح کہا نناوے کو غیر قابل تصدیق اور صحیح کہا جائز ہے کہ عموم کے اعتبار سے شی معتبر نہوا اور خصوصیت شخصیہ کے اعتبار سے معتبر ہو جبتک ساری احتمالات بالتفصیل باطل نہ کئے جاویں مدعا ثابت نہیں ہو سکتا جب احتمالات لاتعد ولاتحصی ہیں اونکا ابطال نہوا تو مدعا بھی ثابت نہوا مقصود قائل کا ان احتمالات لاطائل سے توحید وجودی ثابت کرنا ہی یہاں صوفیہ کے دو اصطلاح ہیں ایک توحید وجودی دوسری توحید شہودی توحید شہودی یہ ہے کہ جتنی اشیاء عالم میں موجود ہیں سب منظر ایک ذات بالا

کرنی چاہئے یا کوئی اور معنے ہیں جنکی تصدیق کریں بینوا توجروا ۔

الجواب

ان معانی میں سے اُن معانی کی تصدیق چاہئے جو موید توحید وجودی کی ہیں اور مخالف عقیدہ مشرکین اور موافق نحو کے اور وہ چند احتمال ہیں دو تو یہ ہیں کہ اله سے مراد الممکن ہو یا المطلق اور الا بمعنے غیر لیا جاوے اور خبر محذوف نہ مانی جاوے بلکہ الا اللہ ہی بمعنے غیر اللہ کے خبر گردانی جاوے جیسے لا الہ غیرک میں غیر خبر ہے اور نفی غیریت کی مراد لے لیجاوے پس حاصل دونوں تقدیروں کا یہ ہے کہ کوئی اله غیر اللہ نہیں یہ معنے مختار محققین ہیں اس لئے کہ موافق نحو ہیں انمیں حاجت تقدیر اور تاویل کی کچھ نہیں اور چار یہ ہیں کہ اله سے الممکن مراد لیا جاوے یا المطلق الا بمعنے استثنا یا بمعنے غیر لیا جاوے اور شئی خبر محذوف کو مستثنیٰ منہ یا موصوف قرار دیا جاوے اور نفی خبر کی اسم سے لیجاوے پس حاصل چاروں تقدیروں کا ہوگا کہ کوئی اله مصداق کسی شئی کا اشیاء سے نہیں سوائے اللہ کے یہ معنے اگرچہ محتاج تقدیر ہیں مگر صحیح اور موافق نحو اور مخالف عقیدہ مشرکین

کہ جب طالب میدان طلب میں قدم رکھتا ہے اور اپنے مقصود کیطرف متوجہ ہوتا ہے طالب صادق کو برکت پیران طریقت بعض طرق میں ایک حال وارد ہوتا ہے کہ سارے مخلوقات کا وجود ظلی اسکی نظر سے محو ہو جاتا ہے حتی کہ اپنی ہستی بھی اس کی نظر اور علم سے گم جاتی ہے اس کا علم ساتھ وجود حق کے متعلق ہو جاتا ہے اس وقت میں اس کا معلوم وجود حق ہوتا ہے مولینا روم فرماتے ہیں ؎ علم حق در علم صوفی گم شود ٭ این سخن کے باور مردم شود ٭ شیخ منصور جو غلبہ حال میں فرماتے انا الحق اس کے معنے یہ نہ تھے کہ میں جو بندہ منصور ہوں وہ حق ہے بلکہ یہ مراد تھی کہ سب اشیاء کا وجود علم سے مختفی ہو گیا کوئی شے علم سے باقی نہ رہی ذاتا تعبیر حق سے سب حال کمال ہے لفظا صرف ضلال ہے غور کا مقام ہے مجیب نے ایک نہ پانچ احتمالوں سے چند احتمال قابل تصدیق قرار دئے پہلے دو احتمال یہ ہیں کہ اله سے مراد الممکن ہو یا مطلق اس حاصل دونوں تقدیروں کا یہ ہوگا کہ کوئی اله غیر اللہ نہیں یہ معنے مختار محققین ہیں جب الممکن غیر اللہ نہیں عین اللہ ہیں تو بت پرستوں نے جو بتوں کی پرستش کی وہ چونکہ غیر اللہ نہیں تو پرستش اللہ کی ہوئی اُن سے مواخذہ کیا اُن کو کیوں مشرک کہتے ہیں سب عبادت اللہ کی کرتے ہیں جب اللہ حسب زعم قائل عین سب بتوں کا ہے کوئی بت اس کا غیر نہیں تو شرک کی بنیاد عالم سے اٹھ گئی شرک باقی نہ رہا کوئی مشرک نہ رہا سب موحد ہو گئے کوئی عالم میں مسلمان بھی باقی نہ رہا تمام عالم کے مسلمان بتوں کی عبادت

اور موید توحید وجودی ہیں اس لئے لائق اذعان و تصدیق ہیں باقی احتمالات میں سے کوئی بھی قابل تف
اور صحیح نہیں جیسا کہ سائل نے کہا اور توحید وجودی سے انکار کرنا اکثر علماء کا قلت تامل اور عدم تد
سے ہے افسوس کہ تمام علوم درسیہ عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کرتے ہیں اور اتنا نہیں سوچتے کہ کلمہ توحید
کس طرف لیجاتا ہے آیا توحید وجودی اس سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں اور ہم جو کلمۂ توحید کے
معنے سمجھے ہیں وہ موافق نحو کے ہیں یا نہیں یہ معنے عقیدہ مشرکین کو رد بھی کرتے ہیں یا نہیں
اگر سوچتے تو ضرور معلوم ہو جاتا کہ توحید وجودی حق ہے اور معنے جو ہم سمجھتے ہیں نہ موافق نحو کے
ہیں نہ مخالف عقیدہ مشرکین کے اس لئے کہ معنے کلمۂ توحید کے یہ ہیں کہ کوئی الٰہ حق نہیں سوائے
اللہ کے تو ان صاحبوں نے الٰہ سے مراد الٰہ حق یعنی الٰہ واجب تھا اب یہ ترجمہ محتمل دو معنے کا ہے ایک
یہ کہ الٰہ واجب غیر اللہ نفس الامر میں نہیں یہ معنے صحیح ہیں مگر مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں دوسرے
یہ کہ کوئی شخص مصداق الٰہ واجب کا نہیں سوائے اللہ کے یہ معنے بھی نفس الامر میں صحیح نہیں اس لئے
کہ اس میں نفی اسم کی یعنی الٰہ کی خبر سے یعنی شئ سے کی ہے اور یہ خلاف نحو کے ہے اور مخالف عقیدہ مشرکین
کے بھی نہیں ان کے نزدیک بھی کوئی شئ مصداق واجب کا نہیں جیسا کہ سائل نے بیان کیا ہے اور توحید
وجودی کی حقیقت بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہے تفصیل کے لئے تو دفتر چاہئے مختصر ایک دلیل عقلی اور ایک
نقلی لکھتا ہوں عقلی یہ ہے کہ کوئی شئ غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتی اس لئے کہ حکمت میں ثابت ہو چکا ہے کہ وج
عین ذات واجب ہے اور غیر وجود نہیں مگر عدم تو غیر واجب نہیں مگر عدم اور عدم موجود نہیں ہو سکتا پس
غیر واجب یعنی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتا اور دلیل نقلی کلمۂ توحید ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ الٰہ عین اللہ
ہے ہر موجود عین اللہ ہے اس لئے کہ ہر موجود مصداق الٰہ ہے اس لئے کہ الٰہ کہتے ہیں معبود کو
اور معبود کہتے ہیں اس کو جس کی کوئی عبادت کرے اور عبادت کہتے ہیں تابعداری کرنے کو
اس واسطے جو کوئی کسی کا تابعدار ہوتا ہے تو اس کو اس کا عبد اور بندہ کہتے ہیں جیسے کہتے ہیں
عبد الدینار اور عبد الدرہم اور بندہ پیٹ کا اور بندہ روپیہ کا اور جس کا کوئی تابعدار ہوتا ہے

کافر کہتے ہیں کوئی یہ نہیں جانتا کہ اللہ اور بت جو مندروں میں رکھے ہیں وہ خدا ہیں ابھی معنے کلمہ
توحید کے گھڑے کہ مسلمان مسلمان نہ رہے اور مشرک موحد ہو گئے سارے احکام شرع
درہم برہم کر دیئے بریں عقل و دانش بباید گریست وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی
خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔"

اُس کو معبود اور الٰہ کہتے ہیں جیسے قولہ تعالیٰ الٰہہ ہواہ ہوا کو الٰہ کہا بالجملہ اطلاق الٰہ کا غیر اوس شئی پر آتا ہے
جس کا وہ تابعدار ہو اور کوئی موجودات میں ایسا نہیں جس کا کوئی تابع نہیں پس غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر موجود
مصداق الٰہ کا ہے اور لا الٰہ الا اللہ اس پر دال ہے کہ جو مصداق الٰہ کا ہے عین اللہ ہے پس ثابت ہوا کہ
ہر موجود عین اللہ ہے اگر اعتراض کریں کہ شرع میں غیر اللہ کو الٰہ اور معبود گردانی سے ممانعت آئی ہے
تو جواب دیا جاوے گا کہ ہاں غیر اللہ کو غیر اللہ سمجھ کر الٰہ اور معبود گرداننا منع ہے اور شرک اور شرع میں
اسکی ممانعت آئی ہے. جگہ آیۃ میں شرک کی ممانعت ہے لفظ دون اللہ موجود ہے یعنی غیر اللہ کو
معبود اور موجود مت سمجھو عالم میں جہاں جہاں معبود ہے وہی معبود ہے. ہو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض
الٰہ یعنی آسمان میں بھی وہی معبود ہے اور زمین میں بھی وہی معبود کسی جگہ کوئی معبود غیر اوس کا نہیں
اور کیسے ہو کہ معبود ہونا تو فرع ہے موجود ہونیکی اور جب بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہے کہ غیر اوس کا
موجود ہی نہیں تو معبود کیسے ہو سکتا ہے. واللہ اعلم بالحکم. العبد المجیب فقیر محمد عبد العزیز ساکن امروہہ محلہ چلا ملایان
ضلع مراد آباد ۔

جواب الجواب از حضرت مولانا محمد ارشاد حسین صاحب قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اولاً سمجھنا چاہیے کہ حصر کرنا سائل کا الٰہ کو ممکن یا واجب یا مطلق میں بحسب واقع کے ہے یا موافق غرض قائل کلمہ توحید
کے جو شارع ہے اور اُس نے موافق لسان مستعمل عرب کے تکلم اور خطاب فرمایا ہے اگر موافق واقع کہا جائے تو حصر مسلم ہے
لیکن قائل کلمہ کی غرض ہونا غیر مسلم ہے اسواسطے کہ اصطلاح واجب اور ممکن اور مطلق دونوں سے استعمال اہل
لسان نہیں ہے بلکہ یہ اصطلاح اہل حکمت ہے شارع اور لسان شناسان عرب کو جو مخاطبین شارع ہیں ان اصطلاحات
کی کچھ غرض نہیں پس ممکن ہے کہ مراد اس کلمہ طیبہ میں الٰہ حق یعنی معبود برحق لیا جاوے اور الٰہ بمعنی معبود محتمل ہے معبود حق اور معبود باطل ہونیکا۔

اور ہر چند کہ واجب حق جو مراد لیا اگرچہ فی الواقع واجب ہی ہے لیکن قائل کو نہ اُس سے غرض نہ اُس کی طرف التفات
پس معنے کلمہ طیبہ کے یہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود حق سوائے اللہ تعالیٰ کے اس تقدیر پر خبر لا کی الا اللہ کو گردانو
یا محذوف مانیں اگر الا اللہ کو خبر کہیں اور لا معنے غیر لیویں تو حاصل معنے یہ ہوں گے نہیں کوئی معبود حق
غیر اللہ پس لامحالہ معبود حق عین اللہ ہوگا اور اگر خبر محذوف کہیں اور اس مرد عامہ مثل شئی یا موجود یا مستحق یا ثابت
کے معنے یہ ہوئے کہ نہیں ہے کوئی معبود حق مصداق شئی یا موجود یا مستحق یا ثابت کا ایسا موجود یا ثابت

جو موصوف ہو ساتھ غیر اللہ کے اور جب کوئی معبود بحق مصداق شئی یا ثابت کا ایسی شئی یا ثابت جو موصوف ہو ساتھ غیر اللہ کے نہو تو بالضرور وہ مصداق ایسی شئی یا ثابت کا ہوگا جو موصوف ہو ساتھ عین اللہ کے اب کلمۂ توحید سے نہ تو توحید وجودی مستفاد ہوئی اور نہ اس کے معنے میں موافقت عقیدہ مشرکین لازم آئی اور اللہ تعالیٰ کا معبود بحق ہونا مفہوم کلمۂ طیبہ سے ظاہر ہوا بدوں لزوم کسی قباحت کے اور تعداد شقوق بہیج تفعیل وشمول کے شقوق صحیحہ اور باطلہ کو تطویل بلا طائل اکثر طول الکلام بذکرہ اور مسئلہ توحید وجودی ہر چند موافق ذوق اہل معرفت کے صحیح اور ہمارا دین کشفیہ عارفانہ اور استنباطات حنیفہ کتاب وسنت سے ثابت اور مبرہن ہو لیکن مفہوم کلمۂ طیبہ سے ظاہر ہونا اس کا ظاہر نہیں پس یہ جو سائل نے الٰہ معین ان احتمال ممکن یا واجب یا مطلق قائم کر کے پھر الا کو بمعنی غیر یا برائے استثنا مع حذف یا ذکر خبر کے لیکر ایک سو پانچ احتمال نکالے اور ان میں سے ہر تقدیر احتمالات کی توحید وجودی مفہوم کلمۂ طیبہ سے مستفاد کی تقادیر مذکور پر یہ سب احتمالات رائیگاں ساقط ہو گئے اور استفادہ توحید وجودی کا کلمۂ طیبہ سے نہوا اور یہ جو سوال میں کہا اگر فرماویں کہ حسب قرینہ حالیہ مستحق للعبادۃ محذوف ہو سکتا ہے اور معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی الٰہ سوائے اللہ تعالیٰ کے مستحق عبادت نہیں تو جواب میں کہا جاتا کہ یہ معنے بھی غلط ہیں اس لئے کہ معنے عبادت کے طلب اور تابعداری کے ہیں جیسے کہ عبد اللہ اور عبد الدرہم سے ظاہر ہے اور مستحق طلب اور تابعداری کے سوائے اللہ کے رسول اور صحابہ وغیرہم ہیں شرعاً پس کسی الٰہ کو یعنی معبود کو سوائے اللہ کے مستحق عبادت اور تابعداری کے نہ سمجھنا شرعاً غلط ہے انتہی اقول یہ امر ہے کہ معنی عبادت کے مطلق طلب اور تابعداری کے نہیں ہیں اور عبد الدینار اور عبد الدرہم سے یہ امر اصلاً ظاہر نہیں اس لئے کہ معنے شرعی عبادت کے نہایت تعظیم کے ہیں کما قال فی التفسیر الکبیر وغیرہ وظاہر ان العبادۃ نہایۃ التعظیم انتہی پس مطلق طلب اور تابعداری کو جب تک کہ اوس میں نہایت تعظیم نہو شرعاً عبادت نہ کہیں گے اسی وجہ سے مطلق طالب اور صاحب دنیا کو عبد الدینار نہیں کہتے جب تک کہ رضائے معبود حقیقی پر اسکو ترجیح نہ دی ہو جب رضائے معبود حقیقی پر اسکو ترجیح دی تو نہایت تعظیم دنیا متحقق ہوئی اسلئے کہ رضائے مولیٰ پر اسکو اختیار کیا اس سے زیادہ نہایت تعظیم کیا ہوگی روی البخاری عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعس عبد الدینار وعبد الدرہم وعبد الخمیصۃ ان اعطی رضی وان لم یعط سخط الحدیث قال فی المرقات قولہ عبد الدینار ای الذی اختار جمعہ علی رضا معبودہ الجبار بان یاخذہ من غیر حلہ او ان لا یصرفہ فی محلہ وکذا قولہ عبد الدرہم وعبد الخمیصۃ وہی ثوب خز او صوف معلم وخصت بالذکر لان الغالب فی لبسہا الخیلاء والرعونۃ والریاء والسمعۃ ومن کمال میل النفس الیہا وعدم الطاقۃ لفراقہا کانہا تعبدہا ودعاء علی من استعبدہ محبۃ الدنیا واسترقہ الہوی واعرض عن عبودیۃ المولیٰ ولم یقبل صاحبہا ایذاناً بان ذلک مما من یکون اسیر الجمع المال بحیث لا یودی حق المالک المتعال انتہی مختصراً پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام جو مستحق الطاعۃ ہیں اولاً تو خود مستحق اطاعت نہیں بلکہ بحکم اللہ تعالیٰ کے ہیں پس طاعت اونکی فی الحقیقت اطاعت اللہ تعالیٰ کی کما قال اللہ سبحانہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور ثانیاً یہ کہ اطاعت اون کی بطور نہایت تعظیم اونکی نہیں بلکہ

اُنکی ہیچ ادا کرنے اون امور کے ہیں جنہیں نہایت تعظیم اللہ تعالیٰ کی ہوگی یہان تک کہ اطاعت اُن کی مخالفت امر الٰہی میں
ممنوع ہی کما ورد فی الحدیث الصحیح لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق انتہی پس کوئی شی مستحق عبادت یعنی نہایت تعظیم
کے سوا اللہ تعالیٰ کے نہیں ہی تو جس کسی نے معنے لا الٰہ الا اللہ میں الٰہ سے مراد مستحق عبادت حسب قرینہ حالیہ لیا ہی یہ معنے بھی
صحیح ہیں اور اعتراض مذکور فی السوال اوس سے مدفوع ہی اور وہ جو مجیب نے اثنا رجواب میں لکھا کہ یہ علما معنے کلمہ توحید کے
یہ کہتے ہیں کہ کوئی الٰہ حق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے تو ان صاحبوں نے الٰہ سے مراد الٰہ حق یعنی واجب لیا اب یہ ترجمہ
محتمل دو معنے کا ہی ایک یہہ کہ الٰہ واجب غیر اللہ لنفس الامر میں نہیں یہ معنے صحیح ہیں مگر مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں
انتہی حاصل اسکا یہہ ہی کہ جس کسی نے الٰہ سے مراد الٰہ حق لیا ہی تو اس کو واجب ہونے اور ممکن ہونیسے الٰہ کے کچھ غرض نہیں بلکہ
الٰہ یعنی معبود حق بمعنے مستحق عبادت عام اس سے کہ واجب ہو یا ممکن لیا اس تقدیر پر یہہ کہنا مجیب کا کہ الٰہ حق یعنی
واجب لیا غلط ہوا اور اسپر یہہ تفریع کہ الٰہ واجب غیر اللہ لنفس الامر میں نہیں یہ معنے صحیح ہیں مگر مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں
بنا رفاسد علی الفاسد ہے اسواسطے کہ جب الٰہ سے مراد معبود برحق ہی یعنی مستحق عبادت لیا تو معنے کلمہ طیبہ کے یہہ ہوئے کہ کوئی
معبود مستحق عبادت اعم من ان یکون واجبا او ممکنا غیر اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ عین اللہ تعالیٰ ہی پس یہ معنے سراسر مخالف ہیں
عقیدہ مشرکین سے کہ وہ غیر اللہ تعالیٰ کو مستحق عبادت سمجھکر عبادت اوسکی کرتے ہیں اگرچہ واجب نہ سمجھیں اور بلا یہ اونکے
نزدیک کوئی شی مصداق الٰہ واجب کا تو نہیں لیکن الٰہ حق یعنی معبود مستحق عبادت کے کروڑوں مصداق ہیں کما لایخفی اور وہ جو جواب
میں لکھا کہ توحید وجودی کی حقیقت بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہی دلیل عقلی یہہ ہے کہ کوئی شی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتی
اس لئے کہ حکمت میں ثابت ہو چکا ہی کہ وجود عین ذات واجب ہی اور غیر وجود نہیں مگر عدم تو غیر واجب نہیں مگر عدم
اور عدم موجود نہیں ہو سکتا پس غیر واجب یعنے غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتا انتہی اسمیں کہا جائے گا کہ وجود کو جو حکمت
میں عین واجب ثابت کیا ہی وجود سے معنی مصدری مراد ہیں یا مابہ الموجودیۃ اگر معنے مصدری مراد ہیں تو وہ معنے
انتزاعی ہیں پس عینیت اوس کی ساتھ واجب تعالیٰ کے بایں معنے ہوگی کہ منشا رانتزاع اس وجود مصدری انتزاعی کا نفس
ذات واجب ہی کوئی شی آخر ذات میں سوائے ذات کے منشا رانتزاع نہیں اور جب وجود مصدری بایں معنے عین ذات
واجب ہوا تو یہہ وجود منتزع ذات واجب سے وجود مصدری مطلق نہوگا بلکہ ایک حصہ ہوگا وجود مصدری مطلق کا اس
لئے کہ منتزع ہی ذات خاص واجب تعالیٰ سے پس اضافت سے طرف ذات کے ایک حصہ وجود مطلق کا ہو جائے گا
اور معنے عینیت کا مرجع یہہ ہوگا کہ حصہ وجود مصدری کا عین ذات واجب ہی یعنی منتزع ہے نفس ذات واجب سے نہ امر زائد
سے اب عدم اس وجود کا عدم خاص ہوگا پس معنے اس مقدمہ کے کہ وجود نہیں مگر عدم یہہ ہوئی کہ غیر وجود خاص
نہیں مگر عدم خاص یعنی عدم وجود مصداق واجبی پس غیر واجب کے موجود ہونیکو منافات صادق اس عدم کی
نہیں اس لئے کہ کہا جائیگا کہ ممکن موجود ہی اور اسپر صادق ہے یہ امر کہ یہہ ممکن موجود عدم خاص واجب ہی جیسے وجود

عدم وجود خاص عمرو بکر ہے اور منافات اس عدم خاص کی وجود خاص آخر سے نہیں پس اس تقدیر پر وجود منحصر حق تعالیٰ
اور معنی ممکنات سے ہوا اور اگر مراد وجود سے ما بہ الموجودیۃ ہو تو یہ امر بہت واضح ہے کہ ما بہ الموجودیۃ ہر شئی کا مخصوص
ہوگا ساتھ اس شئی کے مطلق نہ ہوگا ورنہ ما بہ الموجودیۃ اوس شئی کا کیونکر قرار پائے گا اور جب یہ ما بہ الموجودیۃ واجب کا عین
واجب ہوا تو یہ منافی اسکے نہیں کہ ممکن بھی موجود ہو اور ما بہ الموجودیۃ اوس ممکن کا عین ممکن ہو جیسے کہ محققین نے اختیار کیا ہے
یا غیر ممکن ہو جیسا کہ غیر محققین نے کہا ہے اس لئے کہ اس تقدیر پر معنی مقدمہ مذکورہ یعنی غیر وجود نہیں مگر عدم یہ ہوئی کہ غیر ما بہ
الموجودیۃ واجب نہیں مگر عدم اس ما بہ الموجودیۃ کا پس بر تقدیر موجود ہونے ممکن کی ممکن پر یہ عدم ما بہ الموجودیۃ واجب کا صادق
ہے پس یہ کہنا کہ عدم موجود نہیں ہو سکتا غلط ہوا بلکہ یہ عدم خاص ہے اور صادق آتا ہے اوپر وجود غیر کے اور منافات
نہیں رکھتا وجود غیر سے پس اس کلام سے اثبات توحید وجودی اصلا نہوا اور دلیل نقلی جو کلمہ توحید سے قائم کی تھی وہ
تو بر تقدیر معنی مجوزہ مجیب قائم ہوئی تھی اور جب کلام سابق سے عدم صحت اوس معنے کی واضح ہو گئی تو دلیل نقلی بھی مثل
دلیل عقلی کے مفید ثبوت توحید وجودی نہوئی معہذا ہر شئی کو بزعم معبود اور مطاع ہونیکے الٰہ قرار دینا اور معنی الٰہ کے مطلقا
معبود اور مطاع لینا اور معنی عبد کے مطلقا فرمانبردار اور تابعدار قرار دینا منافی ہے اصطلاحات شرعیہ اور محاورات عرب کے
اور سوا اس کلام کے جو لکھا ہے اور بھی ترددات کلام سائل اور مجیب میں ہیں مگر بخوف تطویل اسی قدر پر اکتفا کیا اور اصل حصول
غرض لغرض اختیار اختصار کیا واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط

المجیب ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب ہو الصواب محمد عبد الغفار عفی عنہ۔ قد صح الجواب محمد امداد حسین عفی عنہ

سوال۔ اول چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین درمعنے این حدیث شریف من رأنی فقد رأی الحق فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

معنے حدیث مذکورہ این است کہ ہر کہ مرا بخواب دید پس آن بتحقیق حق را یعنی امر ثابت واقعی را دید و آن من ہستم یعنی شیطان
تصرفی در تخیلہ مبتدہ صورت من کردن نمیتواند پس گویا کہ مرا بخواب دید در حقیقت مرا دید۔ واحتمال این نیست کہ شیطان بصورت
مرئیہ متمثل شدہ باشد و مؤید این معنے است حدیث دیگر صحیح بخاری مرویہ از ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رأنی فقد رأی الحق فان الشیطان لا یتکوننی انتہی قال السید فی شرح المشکوٰۃ
تحت الحدیث المذکور رأی الامر الثابت الحق الذی ہو انما یرجع الی معنی قولہ فقد رأنی انتہی وقال الامام النووی
فی شرح صحیح مسلم فقد رأی الحق ای الرویۃ الصحیحۃ انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم سوال دوم دیگر اینکہ حضرت
کہ بمعراج تشریف بردہ بودند خدای عز وجل را دیدہ اند یا نہ اگر دیدہ اند بچشم ظاہر دیدہ اند یا از دیدہ دل۔

الجواب وہو الملہم للصواب

جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در شب معراج جناب باری عز اسمہ را بقول صحیح بچشم سر دیدہ اند ہر چند کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم را دریں مسئلہ خلاف مشہور است اما مذہب جمہور مؤید بہ براہین منصورہ ہمیں قول مذکور است قال السید جمال الدین فی شرح المشکوۃ الشریف المنقول عن عائشۃ وابن مسعود انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یر اللہ لیلۃ الاسراء وان المرئی المذکور فی الآیتین ہو جبرئیل علیہ السلام والجمہور علی انہ راٰہ فقیل لفؤادہ دون عینہ وقیل بعینہ وہو الصواب انتہی وقال فی روح البیان وفی کشف الاسرار قال التستری ما بقلبہ دون عینہ وہذا خلاف السنۃ والمذہب الصحیح انہ علیہ الصلوۃ والسلام رأی ربہ بعین راسہ وکان الحسن البصری یحلف باللہ لقد رأی محمد ربہ لیلۃ المعراج وحکی امام احمد انہ قال انا اقول بحدیث ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بعینہ رآہ رآہ حتی انقطع نفس الامام احمد انتہی مختصرا وقال الخطیب فی تفسیرہ وحاصل المسئلۃ ان الصحیح ثبوت الرویۃ وہو ما جری علیہ ابن عباس حبر الامۃ وہو الذی یرجع الیہ فی المعضلات وقد راجعہ ابن عمر ابن الخطاب فاخبرہ انہ راٰہ انتہی وفی ہذا القدر کفایۃ لاولی الالباب واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فی کل باب۔ المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

ہذا الجواب صحیح ذلک الکتاب لا ریب فیہ قد صح الجواب محمد احمد حسین الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

ابو الذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ محمد عنایت اللہ الجواب صواب الجواب الصواب

قد اصاب من اجاب محمد امجاد حسین محمد عبد القادر خان محمد علاء الدین احمد عبید القادر

سوال۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد آنکہ مردم میگویند کہ برائے شخص مبارک عالی حضرت رسالت پناہی نبوت دستگاہی صلی اللہ علیہ وسلم سایہ وظل چنانچہ جملہ اجسام واجرام کثیفہ ولطیفہ را می باشد نبود وگاہی از ابتدائی خلقت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم تا آخر لقائی رب العالمین تعالی شانہ ہمچنان بود کہ بے سایہ وظل گذرانیدند فقیری گوید کہ ایں معجزہ در کتابی کہ لائق اعتماد باشد واہل سند اسناد آن بسند صحیح بیان کردہ باشند ندیدہ ام در کتاب صحاح وسنن کہ مروج اند از کسی نشنیدہ ام کہ ثبوت کردہ اند وانچہ اہل سیر ومغازی بیان می کنند اعتماد آن چنانچہ اہل حدیث را ہست معلوم پس ہر کرا از اہل علم ثبوت آن از روی سند صحیح از کتاب صحیح وحسن باشد بیان فرماید اجر آن از فقیر از خداوند تعالی محصول شود وماند فقط۔ بار

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

... صلی اللہ علیہ وسلم بطریق خصوصیت و اعجاز در کتب معتبرہ

فی سیرۃ خیر العباد وقال ذکوان لم یر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر رواہ الحکیم الترمذی وقال معناہ لئلا یطأ علیہ کافر فیکون مذلۃ له وقال ابن سبع فی خصائصه ان ظلہ صلعم کان لا یقع علی الارض وانه کان نورا وکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظہر له ظل انتہی وقال العلامۃ القسطلانی فی المواہب اللدنیہ ولم یکن له صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی الشمس ولا قمر رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان وقال ابن سبع کان صلی اللہ علیہ وسلم نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظہر له ظل قال غیرہ ویشہد له قوله صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ اللہم اجعلنی نورا انتہی وقال فی انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیۃ انه اذا مشی فی الشمس او القمر لا یکون له صلی اللہ علیہ وسلم ظل لانه کان نورا انتہی وقال فی سیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ ولم یکن له صلعم ظل فی شمس ولا قمر لانه کان نورا رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان وروی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوءہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ ضوء السراج قال ابن سبع کان صلعم نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظہر له ظل لان النور لا ظل له ویشہد له قوله صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا انتہی وقال فی روضۃ الاحباب فضیلت بست وسیوم آنکہ جسم مبارک وی آنجناب نورانی بود کہ ہرگاہ در آفتاب یا ماہتاب رفتی سایہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر نبودے چہ در بعض احادیث وارد شدہ کہ آن سرور در دعا برای اعضا وجہات خود نور از خدا تعالی طلبیدہ ودر آخر فرمودہ اللہم اجعلنی نورا ومثل این است ہمچنین در معارج النبوۃ وغیرہ مرقوم است وقال الشیخ عبد الحق الدہلوی فی مدارج النبوۃ نمی افتاد آنحضرت صلعم را سایہ بر زمین کہ محل کثافت ونجاست است ودیدہ نشدہ او را سایہ در آفتاب انتہی پس اینہمہ کتب لائق اعتماد واستناد است وکتب حدیث متکفل جمیع احادیث نیست ونیز ثبوت امری موقوف بر روایات ائمہ نہ است کما لا یخفی علی الماہرین معہذا در فضائل اعمال ومناقب نقد ودر اسانید وتفحص احوال رواۃ نزد ائمہ حدیث ضروری نیست قال ابن الاثیر فی مقدمۃ جامع الاصول وقال احمد ابن حنبل اذا روینا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحلال والحرام والسنن والاحکام تشددنا فی الاسانید واذا روینا فی فضائل الاعمال وما لا یضع حکما ولا یرفعہ تساہلنا فی الاسانید انتہی وفی ہذا القدر کفایۃ لاولی الالباب واللہ سبحانه الہادی الی طریق الصواب وہو اعلم وعلمہ اتم فی کل باب فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان عفی عنہ

سوال چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین مصطفوی علی صاحبہ الف صلوۃ وسلام دریں مسئلہ کہ آنچہ بر زبان عام وخاص جاریست از حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک وغیرہ آیا مضمون آن حدیث صحیح ثابت است یا نہ اگر ثابت باشد سندش بحوالہ کتاب بنقل عبارت آن تحریر فرمایند واگر سندش اجماع امت مرحومہ باشد ہمچنان تحریر فرمایند حسبۃ للہ از تحریر جواب آن در افزون یا نیاز جواب صاف مزین بدستخط ونقل عبارت کتب معتبر عنقریب اطلاع

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ہر چند حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک را بعض محدثین از موضوعات شمردہ اند کما فی تذکرۃ الموضوعات لمحمد طاہر لولاک لما خلقت الافلاک قال الصغانی موضوع انتہی وہکذا فی تمیز الخبیث للعلی القاری لیکن مضمون حدیث مذکور از کثیر احادیث صحیحہ ثابت است قال فی السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ روی ابو الشیخ والحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعا اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ علیہ السلام آمن بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ومر امتک ان یومنوا بہ ولولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ماخلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فسکن صححہ الحاکم وروی الدیلمی مرفوعا اتانی جبرئیل فقال ان اللہ تعالیٰ یقول لولاک ماخلقت الجنۃ ولولاک ماخلقت النار انتہی وروی ابن عساکر عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ہبط جبرئیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ربک یقول ان کنت اتخذت ابراہیم خلیلا فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واہلہا لاعرفہم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ماخلقت الدنیا انتہی وہکذا فی المواہب اللدنیہ وسوائے ایں بسیار احادیث معتبرہ مؤید مضمون حدیث قدسی مذکور در کتب سیر مسطور است واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان متین اس مسئلہ میں کہ اللہ صاحب نے نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے جدا کر کے دنیا میں ظاہر کیا یا یہ کہ قدرت کاملہ سے بنا کر ظاہر کیا از روئے کتاب معتبرہ کے اُمیدوار جواب کا ہوں بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

نور حضور حضرت سرور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا بمقتضائے واللہ خلقکم وما تعملون و واللہ خالق کل شیئ نہ یہ کہ اپنی ذات پاک سے کوئی جز جدا کر کے نور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بنایا اس لئے کہ ذات خاص پاک حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ذی البعض اور اجزا نہیں قال فی عقائد النسفیہ ولا متبعض ولا متجزی ولا مترکب منہا انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اسلام حضرت ابوین الشریفین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور حدیث شریف جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ ابوین الشریفین زندہ کئے گئے اور انہوں نے ایمان لایا موضوع ہے یا نہیں [illegible]

فرمائے ہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو حدیث در باب ایمان لانے والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے نزدیک اکثر محققین کے صحیح ہے اور بعض علما نے اوس کو ضعیف کہا ہے اور موضوع نہیں ہے روی السہیلی فی کتاب الروض والخطیب فی السابق واللاحق باسناد ہما عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال ربہ ان یحیی ابویہ فاحیاہما لہ فآمنا بہ ثم اماتہما انتہی روی الطبری فی سیرتہ باسنادہ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نزل الحجون کئیبا حزینا فاقام بہ ماشاء اللہ عزوجل ثم رجع مسرورا قال سالت ربی فاحیا لی امی فآمنت بی ثم ردہا انتہی قال فی سبل السلام ورواہ جمع عظیم من ثقات الحدیث منہم حافظ ابن شاہین والخطیب وابن عساکر والسہیلی والقرطبی والحافظ الطبری وابن سید الناس والحافظ الدمشقی وابن حجر والسیوطی وفیما ذکرناہ من الاحادیث اقوال ثلثۃ للعلماء قولا بالصحۃ وقولا بالضعف وقولا بالتوقیف وقد ردوا باسرہم علی من زعم الوضع انتہی ملخصا مختصرا اور باب سماع موتی میں حنفیہ میں دو قول ہیں اکثر مشائخ کے نزدیک نہیں سنتا اور بعض کے نزدیک سنتا ہے قال فی فتح القدیر عند اکثر مشائخنا المیت لا یسمع انتہی اور قول اکثر اون مشائخ کا منقوض ہے باحادیث صحیحہ منہا ما فی صحیح مسلم ان المیت لیسمع قرع نعالہم اذا انصرفوا انتہی وہکذا فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین المجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال - چہ میفرمایند علمائے دین متین اندرین مسئلہ کہ زید میگوید کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ماذون است در دنیا بشفاعت عظمی و عمرو میگوید کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم موعود است در دنیا بشفاعت عظمی و اذن جدید در عقبی ضرور است و نماز پس کدام ازہر دو جانب جائز است فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

انچہ زید میگوید کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشفاعت عظمی ماذون ہستند در دنیا قولش صحیح مطابق حدیث صحیح بخاری است فی المشکوۃ صفحہ ۵۱۳ سطر ۱۲ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت خمسا لم یعطہن احد قبلی نصرت بالرعب مسیرۃ شہر وجعلت لی الارض مسجدا وطہورا فایما رجل من امتی ادرکتہ الصلوۃ فلیصل واحلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی واعطیت الشفاعۃ وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ متفق علیہ انتہی قال فی المرقاۃ ای الشفاعۃ العظمی [illegible]

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اور ناقدان احادیث حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کہ حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم کس درجہ میں صحیح ہے کیونکہ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ حدیث اوپر طریق محدثین اہل سنت کے ہرگز ثابت نہیں ہے اور رواۃ اس کے سب مجروح وکذابین ووضاعین حدیث ہیں ثبوت میں اس کے شرح مسلم الثبوت مولانا بحر العلوم وصبح صادق شرح منار مولانا نظام الدین وتحفۃ الاخیار علی نور الانوار صفحہ ۵ مولوی عبد الحی صاحب رحمہم اللہ تعالی کی عبارتیں پیش کرتا ہے پس اس کا کیا جواب ہے بینوا بتصریح التام من الدلیل والکتاب توجروا یوم الحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم نزدیک محققین اہل سنت والجماعۃ کے لائق احتجاج ہے قال فی مسلم الثبوت ولنا ما ثبت قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور زیر عبارت شرح مسلم بحر العلوم نے حدیث مذکور کا قابل احتجاج ہونا تسلیم کیا ہے اور اس کو درجہ حسن میں ثابت کیا ہے کما قال وقد تکلموا علیہ لکن لا ضیر فان لہ طرقا کثیرۃ وشاید یبلغ درجۃ الحسن انتہی البتہ بعض اہل حدیث نے اس کو ضعیف اور بعض نے موضوع کہا ہے لیکن محققین کے نزدیک یہ حدیث حسن اور قابل احتجاج ہے ۔ قال العلی القاری نے المرقاۃ اعلم ان حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اخرجہ ابن ماجۃ کذا ذکرہ جلال الدین السیوطی فی تخریج احادیث الشفاء وذکر عن البیہقی انہ قال ان حدیث مسلم یودی بعض معناہ قال ابن حجر صدق البیہقی وذکرہ فی جامع الاصول انتہی مختصرا الحق یہ کہنا کہ بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت میں کہا ہے کہ رواۃ اس کے سب مجروح اور کذابین اور وضاعین ہیں باطل ہوا اور جب نسبت اس قول کی طرف بحر العلوم کے صحیح نہیں ہوئی اسی طرح سمجھنا چاہئے حال قول مولانا نظام الدین اور مولوی عبد الحی مرحوم کا لیکن جب عبارت ان کی معترض پیش کرے گا بتعیین صفحہ وباب تو جواب تفصیلی اوس وقت دیا جائے گا واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ چہ میفرمایند علماء کرام وفقہاء عظام ثبتہم اللہ تعالی الی القول الثابت اسلکے قیام القیام اندرین صورت کہ واعظے در وعظ بحکایات وقصص خویش اشعار ہندیہ مرقومہ ذیل خوانده اثبات لعب ومخالفت تعلیم وجبرئیل ونبوۃ باشد اتہام بت سازی بر حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میکند پیروان ومتبعان سماع ونالش حدیث مسلم کہ بروایت انس ابن مالک رض در مشکوۃ شریف باب علامات النبوۃ کہ ابتدا روایت این است عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ جبرئیل وہو یلعب مع الغلمان الی آخرہ کہ حدیث موقوف است نہ مرفوع ودلیل برائے

و دلیل خویش عبارت مدارج النبوة شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہ در جلد ثانی در ذکر رضاعت آنسرور نوشتہ است شرح حدیث موصوف قرار دادہ و علاوہ بر آن شواہدش از شفا قاضی عیاض و مواہب اللدنیہ و قسطلانی و ما ثبت من السنة شیخ موصوف آوردہ منع خواندن این اشعار میکنند زیرا کہ نسبت لعب و مخالفت تعلیم جبرئیل و بت سازی عیب و نقص و اتہام در ذات حضرت نبوی علیہ السلام منسوب میشود پس در خواندن این اشعار و نیز در باب مجوزین این اشعار از روئے شریعت غرا چہ حکم دارد و اشعار این است ؎ لڑکپن میں خیر الوری کھیلتے تھے + و لیکن خدا جانے کیا کھیلتے تھے + سکھاتے تھے کچھ جبرئیل انکو لیکن + وہ کچھ کھیل اپنا نیا کھیلتے تھے + ادھر کو خدا دیکھتا تھا تماشا + ادھر کو رسول خدا کھیلتے تھے + نبی کھیلتے تھے لڑکپن میں لیکن + یہ وہ کھیل جو انبیا کھیلتے تھے + خدا کے تو سب کھیل ضرب المثل ہیں + یہ احمد بھی کچھ اپنی جا کھیلتے تھے + سنو جب رسول خدا کھیلتے تھے + ملائک بھی ہمراہ آ کھیلتے تھے + نہ بچپن سے تھا خیال شریعت + نہیں طفل سن ہو کے سوا کھیلتے تھے + بتوں کو بناتے تھے اور توڑتے تھے + یہ بازی خلیل خدا کھیلتے تھے + بینوا توجروا اجرکم اللہ خیر الجزاء۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اشعار ہندی کہ مستفتی آنرا نقل نمودہ و از مضمونش انتساب عیب و نقص بجناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فہمیدہ سوال از جواز خواندنش مینماید جوابش اینکہ خواندن اشعار مذکورہ ممنوع و حرام نیست چہ از اشعار مسطورہ تعییب و تنقیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ اصلا ظاہر نیست و اگر بودے پس بلا شبہ خواندنش حرام و قائلش کافر و مرتد شدے کما قال فی الشفاء قال القاضی ابو الفضل ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او دینہ او نسبہ او خصلة من خصالہ او عرض بہ او شبہہ بشیء علی طریق السب لہ الخ و الحکم فیہ حکم الساب یقتل کما نبینہ ان شاء اللہ تعالی و لا نستثنی فصلا من فصول ہذا الباب علی ہذا المقصد و لا نمتری فیہ تصریحا کان او تلویحا انتہی و وجہ نبودنش تعییب و تنقیص اینکہ اثبات لعب در اشعار مذکورہ بزمانہ طفولیت کہ زمانہ عدم حیثیت تکلیف است میکنند و در چنین زمانہ لعب کسے عیب و تنقیص نیست کما لا یخفی پس لعب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چہ گونہ موجب نقص گردید تا نیا اینکہ مقصود قائل آنست کہ لعب در آں زمان کہ بظاہر لعب بود سراسر حکم و اسرار و ہدایت و ارشاد بود تا آں کہ از انرا دخو بشی سنحو حق تعالے کما لا ینبغی کسی و نبی دانست کما قال فی اللمعة الثانی من الشعر الاول و انچہ توہم مخالفت تعلیم جبرئیل علیہ السلام از شعر ثانی نمودہ شد حالش اینکہ شاعر مدعی آنست کہ اگرچہ بظاہر در بعض امور جبرئیل علیہ السلام بتعلیم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم می پرداختند اما تعلیم بلا واسطہ حضرت حق سبحانہ یا بفراست ہمان قسمیکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را اعطا شدہ بود طریقہ رشد افضل و اولی از تعلیم جبرئیل علیہ السلام میدانستند و دریں صورت خلاف تعلیم جبرئیل علیہ السلام کہ بحقیقت

مسیفر مودند پس این مخالفت نہ مخالفت نہ عیب علاوہ اینکہ اتباع جبرئیل علیہ السلام بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ہر امر خصوصا
در زمانہ طفولیت واجب نمود کما ہو ظاہر من احوال نزول الوحی اول الابتداء حرا یعنی جبرئیل علیہ السلام سہ مرتبہ امر بقراءت نمودند و
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرتبہ ما انا بقاری عذر مودند و اتباع شان نبی نمودند ہمچنین است حال انہدام بت سازی بفحوائے
مضمون شعر اخیر چہ بت سازی برائے تعلیم شکستن آن در آں زمانہ و اظہار تذلیل بتان و اقامت تعادل من برائے تخریب
ادیان بت پرستان عیب و منقصت نیست نعوذ باللہ و ثالثاً میتوان گفت کہ مقصود شاعر آنست کہ افعال و امور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم قبل از نزول شریعت و ظہور نبوت ہمہ بحکم الٰہی و مملو از حکم نامتناہی بود چنانکہ افعال خضر علیہ السلام از قسم شکستن کشتی
و قتل نفس زکیہ و راست کردن دیوار قریب الانہدام پس لعب بت سازی برائے شکستن و خلاف تعلیم جبرئیل علیہ السلام
کہ در اشعار است از آں قبیل بود و رابعاً اینکہ الفاظ کہ بحیثیات مختلفہ ذم و مدح ہر دو میتوانند شد و بقرائن کلام احوال قائل
یکی از ہر دو احتمال متعین توان نمود چنانکہ لفظ سراج یا سیف یا غیر آنکہ باعتبار روشنی و قطع عدو اطلاق آن تشبیہا بر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در کلام الٰہی و در کلام صحابہ کرام واقع است کما لا یخفی و باعتبار قلت روشنی و کم قدری نور شمع بمقابلہ نور
کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و مہان و مبتذل بودن سیف بدست ہر کس آلودہ شدنش در خون و نجاسات اثبات
آن تشبیہا برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ خیر خلائق و افضل الانبیاء والمرسلین اند غیر مناسب بضرورت اشیاء
سراج در کلام مسلم تعییب و تنقیص نتوان گفت ہمچنین است حال اشعار مرقومہ و بلا شبہ در روایت صحیح مسلم ملیب مع الغلمان
وارد است اگرچہ حدیث موقوف باشد پس حکم وضع حدیث نمیتوان کرد و بالضرور برائے تطبیق آن با احادیث دیگر
تاویل لعب نمودہ خواہد شد کما فعل الشیخ الدہلوی و در ضرورت از نسبت لعب بآنحضرت ہیچ تنقیص و تعییب آنجناب بحضرت
انس رض نتوان کرد ہمچنین گفت در اشعار مذکورہ ہرگاہ این چنین تاویلات کہ تبادر حرف ابا از آن نمی کند در اشعار
مذکورہ میتوان کرد پس بزعم تعییب و تنقیص حکم کفر در ورودت بر قائل اشعار موافق مذہب فقہاء محققین نیست قال فی المحیط
لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذالک روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر وعزاہ فی
الاشباہ الی الصغری انتہی نعم بہتر الامر اینکہ خواندن ہمچنین اشعار بسبب احتمال معنی غیر صحیحہ غیر اولی خواہد بود۔ واللہ
سبحانہ اعلم و علمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من نار عن ابی ہریرۃ رواہ ابو
داؤد والترمذی واحمد ما قولکم دام فضلکم ایک شخص مدعی اسلام نے نسبت جناب سیدنا نبینا شفیع یوم الجزاء خاتم الانبیا
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی کسی تصنیف مطبوعہ میں یوں لکھا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بعض دینی کاموں میں اپنی کشش طبیعت کی مجبور تھے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ قوم ثقیف کی طبیعت نماز پڑھنے سے بغیب
نہونے کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ترک نماز کی شرط پر اسلام کی بیعت لی ہے اور معاذ اللہ نماز

نہ پڑھنے کی شرط حرام ہے چنانچہ اس کی کتاب کے دونوں فقرے یہ ہیں (فقرہ اول) امام کا خطبہ کی حالت میں اپنے بچوں کو دیکھ کر خطبہ چھوڑ کے منبر پر سے اوتر جانا اور ان بچوں کو لیکر منبر پر چڑھ جانا بہت بری حرکت ہے اگرچہ حضرت علیہ السلام سے بعذر کشش طبیعت کے بر سر مجمع واقع ہوئی ہے الخ (فقرہ دوم) آنحضرت علیہ السلام نے کسی مصلحت سے نماز پڑھنے کی شرط پر قوم ثقیف سے اسلام کی بیعت لی ہے حالانکہ نماز نہ پڑھنے کی شرط سخت حرام ہے) ایسا کہنے والیکا دعویٰ راست و درست ہے یا دروغ و اتہام ہے اور اگر دروغ و اتہام ہے تو کیا یہ کسر شان نبوت ہے یا نہیں ہے اگر کسر شان نبوت ہے تو ایسا کہنے اور اعتقاد رکھنے اور حضرت پر جھوٹ باندھنے اور اتہام کرنے اور کسر شان نبوت کرنیوالا مسلمان ہے یا کافر ہر مومن و مسلمان کو ایسے شخص سے اجتناب و احتراز کرنا واجب ہے کہ نہیں اگر ایسا شخص توبہ کرنا چاہے تو بطور اعلان کرے یا پوشیدہ کیونکہ کتاب تو طبع ہو کر آفاق میں مشہور ہو گئی ہے۔ فقط بینوا توجروا۔

الجواب و اللہ سبحانہ الموفق للصواب

درباب اوترنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے حالت خطبہ میں واسطے لینے حضرت حسنین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی میں وارد ہے و نصہ حدثنا الحسین ابن حریث حدثنا علی ابن الحسین ابن واقد حدثنی ابی حدثنی عبد اللہ ابن بریدۃ قال سمعت ابا بریدۃ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطبنا اذا جاءہ الحسن والحسین علیہما قمیصان احمران یمشیان و یعثران فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر فحملہما و وضعہما بین یدیہ ثم قال صدق اللہ انما اموالکم و اولادکم فتنۃ نظرت الی ہذین الصبیین یمشیان و یعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی و رفعتہما انتہی لیکن یہ امر متعین نہیں ہے کہ یہ خطبہ جمعہ کا تھا یا سوا جمعہ کے بطور وعظ و نصیحت کے بہر حال اثناء خطبہ میں منبر سے اوتر کر خصوصا جب غیر جمعہ کا ہو اپنے چھوٹے بچے کو اٹھا لینا خصوصا جب احتمال اوس کے چوٹ لگجانی کا ہو شرعا ممنوع نہیں ہے کتب فقہ حنفی میں مصرح ہے کہ درمیان خطبہ کے اگر کوئی کام طویل کرے تو خطبہ ابتداء سے پڑھے اور اگر کام طویل نہو تو وہی خطبہ ابتداء سے پڑھے اور اگر کام طویل نہو تو وہی خطبہ پورا کرے ابتداء سے حاجت نہیں ہے اور دونوں صورتوں میں برائی مذکور نہیں ہے قال فی الدر المختار (خطب جنبا ثم اغتسل و صلی جاز و لو فصل باجنبی فان طال بان رجع لبیتہ فتغدی او جامع و اغتسل استقبل خلاصہ قال فی رد المحتار قولہ جاز اے ولا یعید الغسل فاصلا لکونہ من اعمال الصلوۃ و لکن الاولی اعادتہا الخ پس باس فعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری حرکت کہنا موجب تنقیص شان حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بہ اجماع امت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کفر ہے اور جو یہ کہا ہے کہ حضرت رسالتمآب علیہ السلام نے کسی مصلحت سے نماز نہ پڑھنے کی شرط پر قوم ثقیف سے اسلام کی بیعت لی ہے حالانکہ نماز نہ پڑھنے کی شرط سخت

نفرمائی اور وہ لوگ ایمان لائے مدارج النبوۃ کی جلد ثانی وقائع سال نہم میں لکھا ہے مواہب الدنیہ وغیرہ سے لعد از ان

التماس کردند کہ عفو کردہ شود از ایشان نماز و کسر کنند اصنام بدست خود فرمودہ ہمچنین باشد معفو دکسر اصنام است ہرگز

نشکنند و بدست خود نشکنند بہتر از ما عفو نماز صورت ندارد زیرا کہ خیر نیست در دینے کہ در آن نماز نہ باشد انتہی پس امل

یہ امر غلط ہے ثانیا اسمیں جناب رسالتمآب کو مرتکب ہونا ہے سخت حرام کا نعوذ باللہ منہا یہ کیسا بڑا عیب ہے جو خلاف واقع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر لگایا پس یہ بھی موجب کفر قائل ہے قال فی الشفاء قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ عنہ

اعلم وفقنا اللہ وایاک ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او نسبہ او دینہ او خصلۃ من خصالہ

او عرض بہ او شبہہ بشئی علی طریق السب لہ او الازراء علیہ والتصغیر لشانہ او الغض منہ او العیب لہ فہو ساب لہ والحکم فیہ حکم

الساب یقتل وکذلک من لعنہ او دعا علیہ او تمنی مضرۃ لہ او نسب الیہ ما لا یلیق بمنصبہ علی طریق الذم وہذا کلہ اجماع من العلماء

وائمۃ الفتوی من لدن الصحابۃ رضوان اللہ علیہم الی ہلم جرا انتہی مختصرا وقال فی در المختار وقد صرح فی النتف ومعین

الحکام وشرح الطحاوی وحواشی الزاہدی وغیرہا بان حکمہ کالمرتد ولفظ النتف من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فانہ مرتد

وحکمہ حکم المرتد ویفعل بہ ما یفعل بالمرتد انتہی اور اسیطرح سے اکثر کتب فقہ حنفی وغیرہ میں ہے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ زید نے ایک کتاب اس دعوے پر تصنیف

کی ہے کہ میں اس کتاب میں دلائل حقانیت مذہب اسلام اور تردید مخالفین اسلام کرونگا کتاب مذکور میں بعض انبیا

علیہم السلام کی نسبت نہایت گستاخانہ کلمے لکھے ہیں جو اسی مصنف کے کفر پر بہر طور سے دلالت کرتے ہیں جیسا

کہ کہا عیاض نے شفا میں وکذلک من اضاف الی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم تعمد الکذب فیما بلغہ واخبر بہ او شک فی صدقہ او سبہ

او قال انہ لم یبلغ او استخف بہ او باحد من الانبیاء او ازری علیہم او اذاہم او قتل نبیا او حاربہ فہو کافر باجماع انتہی

وقال ایضا فی مقام آخر وحکم من سب سائر انبیاء اللہ تعالی وملائکتہ او استخف بہم او کذبہم فیما اتوا بہ او انکرہم او

جحدہم حکم نبینا علیہ السلام علی وفاق ما قدمناہ قال اللہ تعالی ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان

یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ہم الکافرون

حقا الخ وقال اللہ تعالی قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم الی قولہ لا نفرق بین احد من رسلہ وقال اللہ

تعالی کل آمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ وبہ قال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ واصحابہ علی اصلہم من کذب

باحد من الانبیاء او تنقص باحد منہم او برئ منہم او شک فی شئی من ذلک فہو مرتد وایضا قال بعض علمائنا اجمع العلماء علی

ان من دعا علی نبی من الانبیاء بالویل او بشئی من المکروہ فانہ یقتل بلا استتابۃ اور ایسی ہی کہا ہے نواب قطب الدین خاں

[illegible]

طرف انبیاء کے تو جس کو مانند عزم اون کے زناہ او سامنداس کی بیہ ہے جبکہ کہتے ہین حشویہ یوسف علیہ السلام کے
حق میں کہا کافر ہوتا ہے کہ بڑ کہتا ہی اون کو اور استخفاف اونکا انتہی اور مالا بدہ کے آخر میں لکھا ہی اگر اہانت کسے
از پیغمبران کرد کافر شد اور اُس کے حاشیہ میں ہی کہ اگر انکند بعض نبی را یا لبند نکند کدامی سنت از سنن مرسلین بدرستی کہ آنکس
کافر است انتہی اور بہی اس کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ اجماع اُمت بر آنست کہ بے ادبی و استخفاف ہر کس از انبیا
کفر است خواہ فاعل او حرام دانستہ مرتکب شود نہ دانستہ اور مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ کتاب القصاص صفحہ ۲۰۲ مین ہے
جب تیت بولا کلمہ کفر کا قصد السکین اعتقاد کفر کا نہیں ہو کہتا ہے تو کہا بعض علماء نے ہمارے کہ نہیں کافر ہوتا ہی اور
صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہوجاتا ہے کہ جو شخص بولا کلمہ کفر کا اس حالت میں کہ وہ نہیں جانتا تہا کہ یہ کلمہ کفر کا ہی مگر یہ بولا
تہا اپنے اختیار سے کافر ہو گیا نزدیک اکثر علماء کے اور معذور نہیں ہوتا ہے جہل کے سبب سے بیہودہ گو اور
ٹہٹہ کرنیوالا جب بولے کفر از راہ استخفاف اور ٹہٹہ اور خوش طبعی کے ہوتا ہی کافر سب کے نزدیک اگرچہ اعتقاد ہو اس کا خلاف
اوس کے ۔ نقل عبارت جس سے اہانت انبیاء علیہ السلام نکلتی ہی (۱) وہ حضرت مسیح اور اُن کے حواری جوان جو
عورتون کے ساتھ رہا کرتے تہے جس سے یہود کو بدگمانی ہوئی انتہی واضح ہو کہ اس مصنف کی اس فقرہ لیسے گو جواب
بناتا ہی تزوج از دواج رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نکاح
کئے تہے مگر مسیح اور ان کے حواری زنا کار تہی نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات (۲) مسیح علیہ السلام اس دعا کی بابت جو
انہوں نے اپنی حواریوں کو تبلائی جسکا ترجمہ یہ ہی اے اللہ ہمارے روز کی روٹی ہمیں دے مصنف لکہتا ہی کہ پیٹ
بہر نیکی دعا تو گداہی مانگتا ہے گویا حضرت مسیح کو اسیوجہ سے کہ انہوں نے اپنا رزق طلب کیا گدا سے تشبیہ دیگئی
حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہی ثابت ہی اللہم اجعل رزق آل محمد قوتا یہ دعا مشارق الانوار میں بحوالہ
بخاری ومسلم مرقوم ہے تو اب مصنف کے نزدیک رسول اللہ بہی نعوذ باللہ من ذلک (۳) حضرت مریم صدیقہ کے ذکر میں
یون تکرار ہی کرتا ہی کہ خلاف الشکل مسیح تو مہینہ خون حیض کہا کر مقام مخصوص سے پیدا ہوا اور حضرت موسیٰ یہود یون کیلیئے
سے رو دیئے اور حضرت عیسیٰ اسیطرح سے پیدا ہوے جسطرح گوبر سے کیڑا اور نبی کی شان میں اگلے لوگونکی
تاریخ بیان کرے قصہ کہانی کا گمان کرے انتہی حالانکہ کلام مجید میں صورہ قصص ایک صورت کا نام ہے اور سورہ
یوسف کو خداوند تعالی نے احسن القصص ارشاد فرمایا ہی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کے
حالات بیان فرمائے ہین (۴) اور نسبت مفسرین کے یوں لکھتا ہے کہ وہ جو بعض مفسرین بعض آیات میں ربط دینے
کے لئے ہر جگہ ایک قصہ طول طویل نقل کرکے شان نزول بتلاتے ہین محض تکلف محض فضول بلکہ یہ طویل وعریض قصص
انبیاء جو مفسرین نے اپنی کتابون میں نقل کئے ہین سب علماء یہود ونصاریٰ سے منقول ہین حدیث میں نہیں (۵)

ہاروت ماروت فرشتے اور تفسیر در منثور علامہ جلال الدین سیوطی محض کذب و موضوع ہی ہے ایسا شخص مسلمان ہے یا نہیں دلیل سے بیان فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئولہ عنہا میں جو کلمات گستاخانہ قائل مذکور کے نقل کئے ہیں بلاشبہ یہ الفاظ بحسب ظاہر مفہوم کے بہت بیجا اور بعض او سکے موجب کفر قائل ہیں لیکن بنظر تعمق عند الفقہاء المحققین تاویل ان کلمات کی اس نہج پر ہو سکتی ہے کہ جس پر حکم کفر قائل نہ ہو لہذا نظراً ماتقدم الحروف میں حکم اس قائل کا یہ ہے کہ ایسے کلمات کہنے سے توبہ کرے اور احتیاطاً تجدید نکاح کرے قال فی الدر المختار لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان روایۃ ضعیفۃ واذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر و واحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ انتہی وہکذا فی عامۃ کتب الفقہ والعقائد فقط۔

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت و ماہران کتاب و سنت اس باب میں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علی الخصوص ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے جیسے آپکی حیات میں معجزے ثابت ہیں ویسے ہی کسی معجزے کا صادر ہونا بعد وفات شریف آپ کے سو کسی آیت یا حدیث صحیح یا صحابہ کے اقوال معتبرہ سے ثابت ہے یا نہیں بدستور کسی ولی اللہ سے صادر ہونا کرامت کا بعد ان کی وفات کے کسی آیت قرآنی یا حدیث نبوی یا اقوال ائمہ سلف صالحین سے ثابت ہے یا نہ در صورت ثبوت اگر کوئی آپ کی رحلت کے بعد معجزہ اور کرامت کے صادر ہونیکا انکار کرے تو اسپر کیا حکم ہے **دوسرا سوال** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے تحریمہ کے رفع الدین کرنا اور کبھی چھوڑ دینا بدستور کبھی بسم اللہ پکار کر کہنا کبھی آہستہ ثابت ہے یا نہ اسیطرح صحابہ کرام میں کسی نے کبھی رفع الدین کیا اور کبھی چھوڑ دیا اور بسم اللہ پکار کر کہا اور کبھی آہستہ آیا اسیطرح ثابت ہے یا نہیں **سوال سوم** اگر کوئی سید صحیح النسب نے کسی کافرہ عورت سے زنا کیا سو اس سے لڑکا پیدا ہوا آیا اس کو سیدزادہ سمجھنا اور تعظیم و تکریم اس کی مثل والد بزرگوار اس کی کیا چاہئے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور نیز دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اکثر معجزات بعد انتقال کے اس عالم سے منقول ہیں تفصیل اس کے دراز ہے اس جگہ دو چار معجزوں پر اکتفا کیا جاتا ہے سعید ابن المسیب کہ بزرگ اور کبار تابعین [illegible]

علیہ وآلہ وسلم نماز واذان سے معطل پڑے رہے اوس وقت میں یوا نکر مسجد میں جاتا تہا اور مرقد منور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے آواز اذان اور اقامت کی سنکر نماز پڑہتا تہا اور ایک مرتبہ ایک آتش جانب حجاز سے تاریخ سنہ چھ سو چون ہجری میں
کہ طول اوس کا بقدر چار فرسنگ اور عرض بقدر چار میل اور عمق بقدر یک و نیم قامت انسان مثل سیل کے جانب مدینہ
منورہ کے آئی اور اس سے شعلہ اور حرارت اس قدر محسوس ہوتی تہی کہ پتہر پہاڑوں کے جل کر خاکستر ہوتے تہے اور باوجود
اسکے مدینہ منورہ میں ہوا ہی بارد اور نسیم طیب اس میں سے آتی تہی جب قریب حرم محترم مدینہ منورہ وہ آگ پہنچی وہیں ٹہر گئی
اور پتہر تہا کہ نصف اوس کا داخل حرم محترم تہا اور نصف خارج حرم شریف سو نصف خارج جلکر خاکستر ہوگیا اور نصف
داخل کو کچہ آسیب نہ پہونچا اور نیز ایک مرتبہ دو نصرانیوں نے جسم مطہر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ نقب مزار منور سے نکالنا چاہا
اور نقب قریب مزار پہونچگیا تہا لیں ایک شب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطان نور الدین شہید محمود بن
زنگی کو جو بادشاہ شام تہا خواب میں تین مرتبہ امر فرمایا اور ان نصرانیوں کو دکہا دیا کہ ہم کو ان دو کے شر سے بچا چنانچہ سلطان
مذکور بغایت عجلت ملک شام سے آیا اور ان نصرانیوں کو پکڑ کر قتل کیا اور خطیرہ از دہات کا اطراف مرقد منور میں بنا دیا
اور بہی ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط شدید ہوا تہا حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ مرقد منور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر
آسمان کے درمیان جو سقف ہے اسمیں سوراخ کر دو تاکہ آسمان کا سواجہ قبر منور سے ہو جاوے انشاء اللہ تعالی اوسی وقت بارش
نازل ہوگی اسی طرح کیا بمجرد ظہور مرقد منور کے اس قدر بارش ہوئی کہ مخلوق نہال برکات ہوگئی چنانچہ یہ سب امور کتب
تاریخ میں مثل تاریخ ابن جوزی اور قرطبی وغیرہ کے بتفصیل مرقوم ہیں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اپنی جذب القلوب
میں بہی نقل کئے ہیں عبارات ان کی مختصر بواقع شاہدہ سے یہ ہے ابن جوزی البند یکہ اور است متصل بسعید ابن المسیب
کی آوردہ کہ گفت کہ در لیالی حرہ ہیچ کسی در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غیر من نمی بود ہیچ وقت نماز نمی بود آمد کہ من آواز
اذان و اقامت از حجرہ شریفہ می شنیدم و ہم بدان آواز اذان و اقامت نماز میکردم و نیز دوسری جگہ لکہتے ہیں قسطلانی
میگوید کہ از پس شدت حرارت آن نار ہیچکس را مجال قرب او نبود و از شخصی کہ نقل اخبار و ثوق واعتماد را شاید شنیدم
کہ در وادی سنگی بزرگ بود کہ نصف آن داخل حرم نصف دیگر خارج حرم بود نصف خارج را آتش خورد و چون
بنصف داخل رسید منطفی شد انتہی دوسری جگہ فرماتے ہیں از جملہ عجائب امور کہ فی الحقیقت داخل معجزات بینات
است نقب حجرہ شریف کہ در سنہ سبع و ستین خمسمائۃ وقوع یافتہ آوردہ اند کہ سلطان نور الدین شہید محمود بن زنگی سرور
اخیار را در یک شب سہ بار در خواب دید کہ اشارہ بدو شخص کرد انجا استادہ اند مے کنند و میفرماید کہ زود در یاب
و مرا ازین دو شخص وارہان سلطان نا گزیر ہم دران ساعت از شام سوار شد در شانزدہ روز بمدینہ قدم
آورد و در مقام استفسار آن دو ملعون آمد فرمود کسی از اہل شہر نیست کہ حاضر نیامدہ باشد گفتند دو شخص مغربی کہ صفت

اوقات ہرگز در دم نیاید علم کرد تا کہ ایشاں را حاضر آورد و نا بہمان ہیئتی کہ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ بود یافت سلطان
بمنزل ایشاں رسید دید کہ حصیرے در محل خوابگاہ ایشاں افتادہ سلطان حصیر را بر داشت سرا ی دید کہ نقب بحجرہ نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم حفر نمودہ اند بعد از تہدید بدایت حقیقت حال نمودند کہ ایشاں دو نصرانی اند کہ در لباس حجاج مغاربہ حیلہ در مدخل
حجرہ شریف نمایند و با جساد مبارک سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گستاخی نمایند انتہی بالاختصار اور دوسری جگہ فرماتے
ہیں ابن جوزی روایت کرد کہ در وقتی اہل مدینہ را قحطی شدید رسید شکایت بحضرت عائشہ صدیقہ بردند رضی اللہ تعالی
عنہا فرمود بقبر شریف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیایند و دریچہ از وے بجانب آسمان بکشایند تا میان قبر و
و آسمان حائلے نماند آنچناں کردند باران بسیار شد انتہی مختصرا اور سوا اس کے ہزارہا معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد رحلت کر اس عالم سے ثابت اور منقول ہیں یہاں اسیقدر پر اکتفا کیا اور ور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام
سے بھی خوارق بعد انتقال منقول ہیں چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام سے حدیث بخاری اور مسلم میں ہے کہ موسی علیہ السلام
کا اور نماز پڑھنا قبر میں وارد ہے حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا ابن عدی عن ابن عون عن مجاہد قال کنا عند ابن عباس فذکر
الدجال انہ مکتوب بین عینیہ کافر قال ابن عباس لم اسمعہ لکنہ قال صلی اللہ علیہ وسلم اما موسی کانی انظر الیہ اذا انحدر فی
الوادی یلبی انتہی شیخ الاسلام شرح میں اس حدیث کی لکھتے ہیں از ینجا پیدا کرد کہ تلبیہ نزد انحدار در وادی
از سنن انبیاء است و این روایت محتمل کہ بحقیقت باشد زیرا کہ انبیاء احیاء اند بحیات حقیقی نہ دنیاوی کہ متوانند حج
کردن یا بدان مثالی چنانچہ بعضی از شراح گویند یا باجساد عنصری بودن ایشاں در حکم ارواح چنانچہ کلام محققین
ناظر بآنست لیکن محجوب اند از ابصار عوام پس نمود خدا تعالی ایشاں را بحبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم را چنانچہ ثابت
شدہ در صحیح مسلم از حدیث انس کہ آنحضرت صلعم دید موسی را ایستادہ در قبر کہ نماز میگذارد انتہی اسیطرح اولیاء
کرام سے اکثر خوارق عادات بعد انتقال کے ثابت اور منقول ہے قال الامام الغزالی فی الاحیاء کل من یستمد
فی حیاتہ یستمد بعد وفاتہ انتہی وقال الامام الشافعی ان قبر الامام موسی الکاظم علیہ السلام تریاق مجرب لاجابۃ
الدعاء ونقل من بعض المشائخ ان الشیخ المعروف الکرخی والشیخ الغوث الاعظم قدس سرہما تصرفہما فی القبور
کتصرفہما فی الحیات انتہی نقلا من نور الایمان للشیخ المحقق مولانا عبد الحلیم مخدوم اور منکر معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بعد رحلت کے با احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں فاسق ہے علیہ ما علی الفاسق جواب **سوال دوم** آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین سوائے تکبیر تحریمہ کے قبل از رکوع و بعد از رکوع ثابت ہے اور چھوڑ دینا
رفع یدین کا قبل از رکوع اور بعد اس کے بھی ثابت ہے محقق فیروز آبادی در سفر السعادات میفرماید چون سر از
رکوع بر آوردی ہر دو دست بر داشتی گفتی سمع اللہ لمن حمدہ و درین سہ موضع یعنی نزد استفتاح وہنگام رفتن
برکوع و سر بر داشتن از رکوع دست بر داشتن ثابت شدہ انتہی محقق دہلوی در شرح آن میفرماید حق آنست

که با قطع نظر از کثرت و قلت طرق روایات و اخبار در هر دو جانب موجود است پس رفع و عدم آن با خلاف اوّ
هر دو بود و نیز آخر منسوخ شد انتهی جواب سوال سوم جب سید نے زنا کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہوا وہ لڑکا سید ہوا و لائق تعظیم ہو گا
اس واسطے کہ زنا محض ہے جو نسبت نہیں ہوا اور ثابت النسب نہوا تو سید اوہ کیونکر قرار پائے قال فی رد المحتار ان عدم تحقیق الحمل من وجہ فی المح
لکونہ زنی محضا یلزم منہ عدم ثبوت النسب والردۃ انتہی

سوال حامداً و مصلیاً۔ ما قولکم یا ایہا العلماء الکرام والفضلاء
العظام کہ دلائل حقہ مسلمہ قلوب علمائے حق جو و حق پرست و فضلائے مجتبا ان لعبولت: چو لفت پیران بصورت پرست
درباب جواز قیام ہنگام ذکر ولادت شریف جناب شفیع المذنبین خاتم النبین صاحب شریعت غرا جناب محمد رسول اللہ
علیہ وآلہ وسلم یوم لا تملک نفس لنفس شیئا حسب روایتکہ برائے دلفریبی مریدان نزد جاہلان دلیل جواز قیام صرف عمل و
فعل اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و کرامۃ بدون سندی و مستند نزد فقہائے محققین حنفیہ در چنیں کہ صحیح است
یا نہ و در اصل اشیاء قول محققین حنفیہ چیست و نیز در قیام مصلحت قرار دہند پس این مصلحت قرار دادہ دلفریبان و متعصب
مصلحت گفتہ خواہد شد یا نہ موافق آن مصلحت قرار دادہ دلفریبان عمل جائز است یا نہ و در مصلحت و مشروعیت آن امر
شرط است یا نہ اگر شخصے بہ تبعیت عمل آبا و اجداد خویش برائے تالیف قلوب مریدان در امور غیر مرویہ امام مذہب خود
مصلحت وقت حکمی نافذ کند پس حکم شرعی عند المفتین المتقین مقبول خواہد شد یا نہ مثلاً در مسئلہ قیام کہ امرے غیر مروی ا
اعظم ابوحنیفہ رحمہ بل ائمہ اربعہ و غیرہم من الائمۃ المجتہدین است اگر شخصے از راہ تعصب مذموم بہ تبعیت عمل آبا برائے تال
قلوب مریدان بنا بر مصلحت وقت حکم جواز قیام دہد پس درین ترویج و تجویز امرے غیر مرویہ از ائمہ اربع رحمۃ ال
علیہم متعصب خواہد شد یا مخلی و بدعتی خواہد شد یا نہ و ازچنین فعل محدث توبہ برایشان واجب است یا نہ و بر تارک
قیام لعنت و ملامت کردن و سنی و مخلی دانستن و بوہابیت مشہور کردن حق است یا نہ و بر تقدیر ثانی از لعنت
و ملامت کردن و وہابی گفتن توبہ برایشان واجب است یا نہ و محدث و موجب این امر حادث اول کدام شخص
ظہور آمد و تارک قیام متبع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم متقی و متدین و متعصب خواہد شد یا نہ و ارواح مقدس
حضرت انبیاء علیہم السلام و اولیاء و مشایخ کرام رضی اللہ عنہم بیمار و روح اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وقت ذکر ولادت شریف حاضری شود یا نہ و لفرض محال بتقدیر حضور قیام کردن روا باشد یا نہ و قیام وقت
اسم پاک در اذان در کدام کتاب فقہ و اصول و حدیث مسطور است صراحۃً و مجملاً جواب ارقام فرمائید بینوا توجروا اجر
جزیلا عند بارئکم عز اسمہ و تعالیٰ شانہ فقط

الجواب واللہ سبحانہ الہادی الموفق للصواب

مخفی مباد کہ تعظیم و توقیر حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرض عین و تتمہ ایمان است قال اللہ سبحانہ تعالیٰ انا ارسلنک
و مبشرا و نذیرا لتؤمنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ و قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ

عز من قائل یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون
وقال اللہ سبحانہ وتعالیٰ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً قال القاضی عیاض فی الشفاء فاوجب اللہ تعزیرہ
وتوقیرہ والزم اکرامہ وتعظیمہ انتہی وقال فی موضع آخر واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ وتوقیرہ وتعظیمہ لازم
کما کان حال حیاتہ وذلک عند ذکرہ علیہ السلام وذکر حدیثہ وسنتہ وسماع اسمہ وسیرتہ ومعاملۃ آلہ وعترتہ وتعظیم اہل بیتہ وصحابتہ
وقال ابو ابراہیم التجیبی واجب علی کل مؤمن متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ہیبتہ واجلالہ
بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ ویتادب بما ادبنا اللہ تعالیٰ بہ قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہذہ
کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین انتہی وعادت صحابہ وتابعین وسلف صالحین کہ محبان
بود کہ موافق شوق ومحبت خود ہر کہ بہ تعظیم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچیزیکہ مخالف قواعد دین نبود وبمقتضائے محبت
خود باں می پرداخت احدی انکار دیگرے نمی نمود چنانچہ از ابی محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منقول است کہ بابت مسح
فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موہائے ناصیہ خود را گاہی نمی تراشید وآں قدر دراز شدہ بود کہ وقتیکہ نشستن از
بزمین می رسید ومنقول است از ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ محل نشست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را از منبر شریف بدست
خود مس نمودہ بر چہرۂ خود می مالیدند ومنقول است از امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ گاہے در مدینہ شریفہ بر دابہ سوار
نشدند ومنقول است از خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ در کلاہ خود چند تار موہائے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ
داشتہ بودند ووقت جنگ آں کلاہ بر سر می بودند روزے آں کلاہ بمیدان جنگ بیفتاد پس گرفتنش بسیار صحابہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین شہید شدند تا آنکہ کلاہ خود از جنگ گاہ بر داشتند قال القاضی عیاض فی الشفاء وروی
عن صفیۃ بنت نجدۃ قالت کان لابی محذورۃ قصۃ فی مقدم راسہ اذا قعد وارسلہا اصابت الارض فقیل لہ الا تحلقہا فقال
لم اکن بالذی احلقہا وقد مسہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ وکانت فی قلنسوۃ خالد ابن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
شعرات من شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت قلنسوتہ فی بعض حروبہ فشد علیہا شدۃ انکر علیہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرۃ
من قتل فیہا فقال لم افعلہا بسبب القلنسوۃ بل لما تضمنت من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتہا وتقع فی ایدی
المشرکین وروی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واضعاً یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعہا علی وجہہ ولہذا
کان مالک رحمۃ اللہ علیہ لا یرکب دابۃ بالمدینۃ انتہی مختصراً بقدر الحاجۃ وامثال ایں امور از کبار صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین
بسیار منقول است لیکن بہ سببی بطرز نمونہ مختصرے برایں قدر اکتفا کردم پس اگر کسے بمقتضائے محبت وشوق
وقت ذکر ولادت باسعادت باستماع اسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعظیماً قیام نمودہ مردم چند بریں
تعظیم وقت ذکر ولادت شدند بہ اصطلاح قرار دادند در ایں امر اصلا محل ریب وانکار نیست بلکہ خصوصیت ایں تعظیم از

سمی رے شنید ند محمد ابن المنکدر وقت ذکر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیار بگریست کما نقل فی الشفاء وقال مصعب
علیہ الشہد وکان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر لونہ حتی یصعب ذلک علی جلسائہ فقیل لہ یوما فی ذلک فقال
لو رائیتم ما رایت لما انکرتم علی لقد کنت اری محمد ابن المنکدر وکان سید القراء لا نکاد نسالہ عن حدیث ابدا الا یبکی حتی نرحمہ
انتہی ودر ہمچنیں امور از فعل صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کافی است مثلا از ورع حنیفہ نیست کہ سند فقہائے حنفیہ
اندران ضروری باشد واگر ایں قیام تعظیمی بالفرض ممنوع می بود در آنصورت بمصلحتی جائز داشتن آں قابل غور
نظر بود وہرگاہ جوازش ظاہر شد پس حکایت تجویز بمصلحت بیکار است دیر ناسکان قیام مذکور لعنت وملامت اصلا مستحق
زیراکہ خصوصیت ایں تعظیم از مستحبات است پس بترک آں ملامت نیست وبدیں ترک وہابی گفتن نیز نمیتواند شد ودر کتب
سیر ابتداء قیام وقت شنیدن ذکر تشریف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از شیخ تقی الدین سبکی شافعی کہ ہم از ثقات علما
مجتہدین ومحدثین وہم از اکابر صلحاء واولیاء متقین بودند منقول است کما قال فی السیرۃ الحلبیۃ ومن الفوائد انہ جرت
عادۃ کثیرۃ من الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا لکن ہی بدعۃ
حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ ضلالۃ ومذمومۃ فقط وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ
دینا وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام السبکی اجتمع
عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد قلیل لمدح المصطفیٰ الخط بالذہب علی ورق من خط احسن من کتب وان تنہض
الاشراف عند سماعہ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب فعند ذلک قام الامام السبکی رحمۃ اللہ علیہ وجمیع من فی المجلس ویکفی ذلک
فی الاقتداء انتہی اور قول حضور ارواح مقدسہ انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام ہنگام قیام مذکور ودر ہر قیام محل
قیام علی سبیل الالتزام خیالی است باطل وعقیدہ الیست بلا مستند ودلیل انیست جواب سائل بقدر حاجت وتفصیل آں
موجب تطویل است فقط واللہ سبحانہ الموفق وہو اعلم بالصواب وعلمہ اتم فی کل باب۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ الجواب صحیح عبد القادر خان۔ الجواب صحیح واللہ المجیب محمد امداد حسین۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ قیام کرنا در ذکر ولادت باسعادت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تعیین روز اور لوگوں کا جمع کرنا اور اختتام کے وقت شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں
بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

قیام کرنا وقت ذکر ولادت سراپا برکت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تعیین روز واسطے فاتحہ کے
کرنا اور لوگوں کو مجتمع کرنا اور وقت اختتام کے شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے بلکہ قیام مذکور مستحب اور مستحسن ہے اقوال
[illegible]

منظور ہو اون کو دیکھیے اور خیر جاری شرح صحیح بخاری میں تحت قول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتخذنا ذلک
الیوم عیدا الخ کے لکھا ہے فلیستفاد منہ جعل یوم السرور عیدا دائما فیجعل یوم تولد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم عیدا لا یخلو
عن الاستحباب عند اولی الالباب اور صاحب سیرۃ الشامی منجملہ روایات استحباب مولد شریف کے فرماتے ہیں وقال
شیخنا ابو الفضل فیما وجد عندی ان اصل المولد الذی ہو اجتماع الناس قراءۃ ما تیسر من القران وروایۃ الاخبار الواردۃ فی مبدا امر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وما وقع فی مولدہ من الآیات ثم یمد لہم سماط یاکلون وینصرفون من غیر زیادۃ علی ذلک من البدع
الحسنۃ یثاب علیہا صاحبہا لما فیہ من تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم واظہار الفرح والاستبشار بمولدہ الشریف الخ اور سیرۃ
حلبی میں لکھا ہے ومن الفوائد انہ جرت عادۃ کثیرۃ من الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ وہذا القیام
بدعۃ لا اصل لہا لکن ہی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ فقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ
ومقتدی الائمۃ دینا وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشایخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام
السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد ؎ قلیل لمدح المصطفیٰ الخط بالذہب ۔ علی ورق من خط احسن من کتب
وان ینہض الاشراف عند سماعہ ۔ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب ۔ فعند ذلک قام الامام السبکی رحمۃ اللہ تعالےٰ
وجمیع من فی المجلس فحصل انس کثیر بذلک فی المجلس ویکفی ذلک فی الاقتداء وقد قال ابن حجر الہیتمی والحاصل ان البدعۃ
الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولد واجتماع الناس لہ کذلک ای بدعۃ حسنۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ
اتم فقط ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔ عفی عنہ

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد میں ذکر ولادت خیر البشر پڑھنا
جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مسجد میں ذکر ولادت شریف جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا جائز ہے اس واسطے کہ میلاد شریف مشتمل
ہوتا ہے اوپر ذکر معجزات اور آیات بینات اور مدح جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ایسا ذکر
بارہا بحضور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف نبوی میں ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ قصیدہ بانت سعاد اور قصائد حسان ابن ثابت بارہا مسجد شریف میں پڑھے گئے
ہیں بلکہ واسطے حضرت حسان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے منبر رکھا گیا تھا جس پر بیٹھ کر قصائد مدح رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور ہجو کفار اشرار پڑھتے تھے قال المحقق الشامی فی رد المحتار وقد اخرج الامام الطحاوی فی شرح
مجمع الآثار انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی ان تنشد الاشعار فی المسجد وان تباع فیہ السلع وان تحلق قبل الصلاۃ

ونحوه مما فیہ ضرر او ما یغلب علی المسجد حتی یکون اکثر من فیہ منشا غالباً انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب

محمد ارشاد حسین عفی عنہٗ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

یہ فتویٰ شاہ محمد حبیب صاحب کا لکھوایا ہوا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ لوگ بوقت ذکر ولادت بابرکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میلاد شریف میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور سند کرتے ہیں اس امر کی علمائے دین حرمین شریفین کا اور مانعین کہتے ہیں کہ یہ ثابت نہوا علمائے مجتہدین سابقین سے اور نہ صحابہ اور تابعین سے پھر اس صورت اختلاف میں جو حق ہو فرما دیں اجر دیگا تم کو اللہ۔ **جواب** اس کا یہ ہے کہ درمیان ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑا ہونا مستحب ہے اسواسطے اسپر اجماع علمائے حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنبلیہ کا ہے اور وہ جو مانعین لکھتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہوا ہے علمائے مجتہدین صحابہ اور تابعین سے یہ بات ان کی دین کی برباد کرنیوالی ہے اور بہت غلط ہے اسواسطے بہت سے مسئلے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ اور صحابہ اور مجتہدین کے وقت میں نہیں ہوئے ہیں لیکن اب یا واجب ہیں یا مستحب یا مباح چنانچہ تقلید خاص یعنی حنفی کی کرنی یا شافعی کی کرنی نزدیک علمائے متاخرین کے واجب ہے حالانکہ حنفی اور شافعی وقت پیغمبر خدا کے نہ تھے نہ کوئی امام و دوسرا تھا اور اسیطرح علم فقہ اور اصول کا پڑھنا فرض کفایہ ہے اور اسیطرح علم صرف ونحو کا واجب ہے حالانکہ اس زمانہ میں نہیں پڑھتا تھا اور جمع کرنا ہدایہ اور صحیح بخاری کا یا نوکری قرآن پڑھانے کی یا قرآن کا ... قادریہ اور چشتیہ اور دستار واسطے علماء کے کفن میں مستحب ہے جیسے شرح وقایہ میں مذکور ہے اور نام اہل سنت اور جماعت کا یہ سارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور صحابہ کیوقت میں نہ تھے بلکہ اگر ... یوں پوچھیں کہ علماء نے مستحب لکھا ہے یا واجب یا مکروہ تو اس کا یہ جواب ہے کہ تمامی فقہائے حنفیہ اور شافعیہ اس کو اپنی کتابوں میں مستحب لکھتے ہیں اور حنبلیہ اس کو واجب لکھتے ہیں قال علامۃ المدنی اذا جرت العادۃ بقیام الناس اذا انتہی المداح الی ذکر مولدہ صلعم وہی بدعۃ مستحبۃ وایضاً قال العلامۃ ابو زکریا ... مولدہ ان نخیض الاشراف عند سماعہ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب ... امام ہمام قدوۃ امام ابو زید واستحسن العلماء القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم افادہ وقال علماء الحنبلیہ عند ذکر ولادتہ ان القیام واجب لما انہ قد یحضر روحانیۃ صلعم فقط۔ المجیب محمد عبد الکریم۔ جواب صحیح است بعمل علماء حرمین حجۃ است۔ فقہائی

کی ... [illegible]

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں جسمیں بعض اشخاص کو اشتباہات واوہام عارض حال ہوگئے ہیں کہ خلافت خلیفہ چہارم کی باجماع ثابت ہے یا نہیں اگر باجماع ثابت نہیں تو پھر خلافت کا کیا ثبوت ہے کوئی نص بتخصیص نام وارد نہیں ہے اور اگر باجماع ثابت ہے تو اہل شام آیا مجتہد تھے یا نہیں اگر نہ تھے تو خطا انکی دربارۂ خلافت خلیفہ موصوف باوجود نہ مجتہد ہونے کے بھی اجتہادی ہے یا نہیں اور انکار خلافت یا استحقاق خلافت یا دعوی خلافت ان سے صادر ہوا یا نہیں اگر نہیں ہوا تو قصہ تحکیم کس پر مبنی ہے اور اگر ہوا تو اس انکار کا کیا حکم ہے اور آیا اس انکار اور انکار خلافت خلفائے سابق میں کچھ فرق ہے یا نہیں اور اگر کسی وجہ سے اس میں بھی اشتباہ ہو جاوے تو آیا تم ہوگا یا نہیں اور اگر مجتہد تھے تو داخل اجماع خلافت رابعہ تھے یا نہیں اگر تھے تو قصہ تحکیم کی کیا بنا ہے اور اگر خروج بعد دخول در اجماع ہوا تو یہ امر جائز ہے یا نہیں اور حدیث میں شہداء الخ تو صادق نہ آئیگی اور اگر داخل اجماع نہ تھے تو آیا کسی حکم کے ثابت کرنے میں اتفاق ایک عصر کے جمیع مجتہدین کا ضرور ہے یا نہیں اور انکار مخالفت ایک یا چند مجتہدین عصر واحد کا مخل اجماع ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ثبوت خلافت کیلئے نزدیک اہل سنت والجماعت کے نص صریح یا اجماع شرط نہیں ہے بلکہ ساتھ بیعت اہل حل وعقد کے بھی خلافت ثابت ہوتی ہے شرح مواقف میں ہے انہا تثبت بالنص من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ومن الامام السابق بالاجماع وتثبت ایضا ببیعۃ اہل الحل والعقد عند اہل السنۃ والجماعۃ انتہی اور گو باجماع ثبوت خلافت ہو وہ بھی داخل ہے بیعت اہل حل وعقد میں یعنی کبھی تمام اہل حل وعقد ومعتبرین امت بیعت خلافت کریں تو اجماع ہو گیا اور سب نہیں بلکہ بعض معتبرین حل وعقد کریں تو بیعت اہل حل وعقد صادق ہو گئی اور اجماع نہ ہوا چنانچہ عبدالکریم شہرستانی ملل ونحل میں فرماتے ہیں ان الاختلاف فی الامامۃ علی وجہین احدہما ان الامامۃ تثبت بالاتفاق والاختیار والثانی ان الامامۃ تثبت بالنص والتعیین فمن قال ان الامامۃ تثبت بالاتفاق والاختیار قال بامامۃ کل من اتفقت علیہ الامۃ او جماعۃ معتبرۃ من الامۃ اما مطلقا واما بشرط ان یکون قرشیا علی مذہب قوم انتہی اور دوسری جگہ فرماتے ہیں قال ای بالشوری الامامۃ تثبت بالاتفاق والاختیار دون النص والتعیین انتہی اور اسیطرح ہے اکثر کتب معتبرہ عقائد میں پس خلافت خلیفہ چہارم کی ثابت ہوئی ساتھ بیعت اہل حل وعقد کے چنانچہ شیخ ولی اللہ دہلوی ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں اہل علم تکلم نمودہ اند در آنکہ خلافت حضرت مرتضی بکدام طریق از طرق مذکورہ بودہ مقتضائے کلام اکثر آنست کہ ببیعت مہاجرین وانصار کہ در مدینہ حاضر بودند خلیفہ شدند واکثر نامہائے حضرت مرتضی کہ با اہل شام نوشتند شاہد این معنی است انتہی ونیز مولانائے موصوف نے چند سطر بعد اس کلام سے فرمایا ہے انعقاد خلافت بچہار طریق واقع میشود اول بیعت اہل حل وعقد است از علماء و قضاۃ و امراء و وجوہ ناس کہ حضور ایشان میسر شود

واتفاق اہل حل وعقد جمیع بلاد اسلام شرط نیست زیرا کہ آں ممتنع است انتہی اور وجہ بعض اکابر نے لکھا ہے کہ خلافت
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باجماع ثابت تھی کما قال المحقق فی شرح العقائد الجلالیہ لما استشہد عثمان
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجتمع کبار المہاجرین بعد خمسۃ ایام او ثلثۃ من موت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند علی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ فالتمسوا منہ قبول الخلافۃ فقبل بعد مدافعۃ طویلۃ وامتناع کثیر فبایعوہ فصار خلافتہ اجماعا من اہل الحل
والعقد فقام بامر الخلافۃ انتہی پس تطبیق بین القولین یوں ہے کہ تحقق خلافت اولاً ساتھ بیعت مہاجرین واہل
مدینہ کی کہ بیشتر انمیں اہل حل وعقد و مجتہدین تھے ہو گیا اور بعد اس کے اسی پر اجماع بھی منعقد ہو گیا چنانچہ ترجمہ
صواعق محرقہ میں ہے مستحق خلافت بعد از ائمہ ثلاثہ امام مرتضی علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ است باتفاق
اہل حل وعقد مثل طلحہ و زبیر و ابو موسیٰ و ابن عباس و خزیمہ ابن ثابت و ابو الہیثم ابن تیہان و محمد ابن سلمہ و عمار ابن یاسر
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس صورت میں موقوف علیہ ثبوت خلافت کا اجماع نہوا بلکہ اولاً بیعت اہل حل
وعقد سے خلافت ثابت ہو گئی بعد اس کے اجماع بھی ہو گیا پس نہ فی اجماع سے یا بعد اجماع کے پھر جانے
احد المجمعین سے نقصان ثبوت خلافت میں نہوگا اور باوجود اہل شام سے کہ بعض صاحب اونمیں مثل حضرت معاویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجتہد تھے انکار خلافت یا استحقاق خلافت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صادر نہیں
ہوا چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان فرماتے ہیں خلافت حضرت عثمانؓ نیز باجماع ثبوت
یافت و بعد از وی علی مرتضی خود متعین بود افضل و اکمل اہل زمان خود بود دلیں وے کرم اللہ وجہہ باجماع اہل
حل وعقد خلیفہ برحق و امام مطلق شد و نزاعی و خلافی کہ از مخالفان در زمان خلافت وے بوجود آمدہ در استحقاق
خلافت وحق امامت بود بلکہ منشاء آں لغزش وخروج و خطاء در اجتہاد کہ تعجیل عقوبت قاتلین عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عنہ باشد بود انتہی اور ترجمہ صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں امام الحرمین گفتہ کہ اعتداد و اعتبار نیست بر قول
کسیکہ گفتہ است اجماع بر امامت علی رضی اللہ عنہ منعقد نشد زیرا کہ ہیچکس انکار امامت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکرد
بلکہ این فتنہ و فساد کہ در میان ایشان واقع شد بواسطہ دیگر امور بود نہ نسبت امامت انتہی اور شرح عقائد
نسفی میں ہے وما وقع بینہم من المنازعات والمحاربات فلہ محامل و تاویلات فسبہم والطعن فیہم ان کان مما یخالف الادلۃ
القطعیۃ فکفر کقذف عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والا فبدعۃ و فسق و بالجملۃ لم ینقل عن السلف المجتہدین والعلماء
الصالحین جواز اللعن علی معاویۃ واحزابہ لان غایۃ امرہم البغی والخروج علی الامام وہو لا یوجب اللعن انتہی اور قصہ
تحکیم مبنی تھا اوپر موقوفی قتال وجدال کے جو درباب طلب قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقع تھا نہ
اوپر انکار خلافت کے اور بعد تحکیم کے حکمین سے حکم عزل دونوں صاحبوں کا یعنی حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کا موافق رائے حضرت ابی موسیٰ اشعری کی اور عزل حضرت علیؓ کا نفاذ موافق اسکے عمرو ابن العاص کے

حکومت خلافت سے واقع ہوا کما ہو مشروح فی تاریخ الطبری وغیرہ من التواریخ گو الفاظ اس حکم کا کسی صاحب کے حق میں نہ واب واضح ہے لیکن کہ جواب شقوق مذکورہ سوال کا ضمن اس کلام میں ہو گیا لیکن بہ نظر توضیح ہر ہر شق کو مفصلاً بیان کیا جاتا ہے پس شق اول میں جو کہا کہ خلافت خلیفہ چہارم کی باجماع ثابت ہے یا نہیں تو جواب باعتبار شق ثانی ہے یعنی باجماع ثابت نہیں پھر سائل نے اس شق میں یہہ جو کہا پھر خلافت کا کیا ثبوت تو جواب یہہ ہے کہ وجہ ثبوت خلافت کی بیعت اہل حل وعقد من المہاجرین والانصار الحاضرین فی المدینہ ہے کما مر مفصلاً اور جب ثبوت خلافت باجماع نہ قرار پایا تو سب شقوق جو سائل نے بر تقدیر ثبوت خلافت کے باجماع بیان کی تھیں ساقط ہو گئیں لیکن بحیثیت تحقق اجماع کے بعد ثبوت خلافت کے ساتھ بیعت اہل حل وعقد کے ان شقوق میں بھی کلام کیا جاتا ہے وہ جو سائل نے کہا کہ اہل شام مجتہد تھے یا نہیں اس میں شق اول مختار ہے اب شقوق مترتبہ غیر مجتہدین ہونے اہل شام کے ساقط ہو گئی اور شق اول میں جو سائل نے کہا اگر مجتہد تھے تو داخل اجماع خلافت رابعہ تھے یا نہیں اس میں بھی شق اول اختیار کی اب جو سائل نے کہا کہ قصہ تحکیم کی کیا بنا ہے تو جواب یہہ ہے کہ بنا قصہ تحکیم اور بہ قصد متوفی قتال کے تھی نہ اوپر انکار خلافت کے کما مر پس خروج بعد الدخول فی الاجماع متحقق نہوا پس جواز وعدم جواز اس کا بحث سے خارج ہے اور حدیث من شذ بھی صادق نہ آئی اور شقوق عدم دخول خلافت رابعہ کے بیچ اجماع کے ساقط ہوئی لیکن یہہ امر علیحدہ کہا جاتا ہے کہ واسطے تحقق اجماع بسیط کے اتفاق جمیع مجتہدین عصر واحد کا ضرور ہے اور انکار و مخالفت بعض مجتہدین مخل اجماع ہے ہذا ما ظہر لی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ جو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا اور بعد اوس کے صلحا سے مروج ہوا آیا وہ فعل جائز ہے یا نہیں فقط۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو امر جدید جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا اور صلحائے امت نے اوس کو نکالا وہ امر واجب ہے یا حرام یا مباح یا مکروہ جامع الکلم میں شیخ علی متقی نے اور امام برکلی نے طریقہ محمدیہ میں اور مناوی نے شرح جامع صغیر میں لکھا ہے اور عبارت جامع الکلم کی یہہ ہے البدعۃ منقسمۃ الی واجبۃ ومحرمۃ ومباحۃ ومکروہۃ الطریق فی ذلک ان تعرض البدعۃ علی قواعد الشرع فان دخلت فی قواعد الایجاب فہی واجبۃ او فی قواعد التحریم فمحرمۃ او فی الندب فمندوبۃ او المکروہۃ فمکروہۃ انتہی مختصراً مثل بدعۃ واجبہ کے علم اصول فقہ اور علم نحو وکلام وغیرہ اور مثل بدعۃ محرمہ کے تعزیہ داری اور جبریہ وغیرہ اور مثل بدعۃ مستحبہ کے بنانا

مساحت کے اچھے کہانا کہانے اور اچھے کپڑے پہننا ہیں جو امر نکالا ہوا سلف صالحین کا واجب ہو تارک اس کا فاسق ہی
اور جو مرتکب حرام اور مکروہ تحریمہ کا بھی فاسق ہی اور لائق سزائے شرعی اور مرتکب حرام اور سزا اور تعزیر اوس کی جو جیہ
شرع میں ثابت ہی حاکم مسلم جاری کرے اور مباح اور مستحب کا تارک مستحق مذمت نہیں حاصل یہ کہ جو حال تارک
یا فاعل اور کسی امر واجب اور حرام اور مستحب اور مباح اور مکروہ کا ہے وہی حال تارک یا فاعل اس امر جدید کا ہی
واللہ تعالے اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ارواح مومنان از آدم علیہ السلام تا این
دم کہ از دنیا رفتہ اند در جنت از جنان میمانند یا بجائی دیگر مقام و آن مقام از مقام جنت علیحدہ است یا در مقام جنت شامل است
امید کہ از حقیقت این معنی برین قرطاس ثبت فرمانید بمہر یا دستخط فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ارواح مومنین بعد انتقال یا بمقام علیین میمانند و یا در آسمان دنیا یا ما بین آسمان و زمین یا در چاہ زمزم چنانچہ
در تفسیر فتح العزیز میفرمانید و مقام علیین بالای ہفت آسمان است و ارواح نیکان بعد از قبض در آنجا میرسند متوطنان آن
یعنی انبیاء و اولیاء در آن مستقر میمانند و عوام صلحا را بعد از نوشانیدن نام و رسیدن نامہائے اعمال علی
حسب المراتب در آسمان دنیا یا در میان آسمان و زمین یا در چاہ زمزم قرار میدہند انتہی و علیین کہ در آن ارواح
مستقر میباشند از جنت علیحدہ است و در تفسیر مذکور قبل ازین کلام سالک میفرمانید و مقام علیین بالائے ہفت آسمان
است و ما بین آن متصل سدرۃ المنتہی است و بالائے آن متصل پایہ راست عرش مجید انتہی فقط واللہ سبحانہ
اعلم و علمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ۔ چہ میفرمانید علمائے دین درین عقیدہ و اہل این عقیدہ منصوص شرعیہ لفظ کلام اللہ گاہے بر کلام
نفسی کہ صفت ذاتی باریست اطلاق کردہ میشود و گاہے بر قرآن مجید کہ مرادف کتاب است گاہے این
صفت را ہم قرآن میگویند مراد از کلام نفسی کہ صفت باریست صفتی واحد بسیط قائم بذاتش یا عین ذاتش است
نہ مدلول لفظ این صفت فی حد نفسہ نہ انشا است و نہ خبر و نہ حرف و صوت و کلمہ و سورۃ قدیم غیر مخلوق
بالاجماع است و بصورت قیام و زیادت از صفات ذاتیہ مثل علم است نہ از صفات فعلیہ مثل تخلیق
و این صفت را تعلق بمعانی مختلفہ است و این صفت از خود اللہ تعالے ابہیں علاقہ در پیرایہ این معانی بالفاظ
مخصوصہ بلا تکیف ظاہر و خارج میشود و در وقت ظہور درین پیرایہ انشا و خبر و مسموع جبرئیل و از صفات
فعلیہ باری میگردد و ہر گاہ بزبان دیگر در پیرایہ ہمون معانی و الفاظ مخصوصہ ظہور میگردد ذات اجزاء
والنحو فرق

موصوف بنزول واعجاز وهدی وعربیة ومحبوبیت ارادی باری ومسمی بقرآن که مرادف کتاب است میگردد
واین اسم اسم جنس است وباری تعالی باعتبار این صفت فعلیه گاهی متکلم است وگاهی ساکت وبالجمله مصداق کلام الله
ظاهر ومظهر هر دو است ظاهر ازلیست ومظهر غیر ازلی واطلاق قرآن برین مظهر عام ازین است که خارج ومظاهر از
باری شود یا از غیر او حقیقی است ونفی قرآنیة ازین مظاهر حقیقة درو نیست ونقوش کتابیه که بر لوح صبیان باشند
چون از مظاهر او اند هم قرآن هستند مسموع ومحفوظ ومقرو ومکتوب بودن قرآن حقیقة صحیح است واتصاف صفت ازلی
او تعالی بااین اوصاف از قبیل اتصاف الشیء باوصاف متعلقه میتواند شد

الجواب والله سبحانه الموفق للصواب

آنچه سائل از عقیده مرقومه واهل آن سوال میکند جوابش اینکه عقیده مرقومه ظاهرا صحیح است واهل آن بدین عقیده مصیب اند ومطابق آن تصریحات علمای متکلمین اشاعره واقع است لا بعض الفاظ مذکوره در آن قابل تاویل وتبیین است پس آنچه میگوید لفظ کلام الله الی ان قال وگاهی این صفت را هم قرآن میگویند قال فی التوضیح ان القرآن لفظ مشترک یطلق علی الکلام الازلی الذی هو صفة الحق عز وعلا ویطلق ایضا علی ما یدل علیه وهو المقروء انتهی وهکذا فی عامة کتب العقائد والاصول وقوله ومراد از کلام نفسی که صفت باریست صفتی واحد بسیط قائم بذاتش یا عین ذاتش است نه مدلول لفظ انتهی قال فی المواقف کلامه تعالی واحد عندنا کما مر فی القدرة انتهی قوله نه مدلول لفظ یعنی آنست که کلام الهی عبارت از صفت بسیط است یا قائم بذاتش یا عین ذاتش وآن صفت مدلول لفظ نیست چه مدلول لفظ قائم باذهان مدرکین است وآنچه قائم بذات حق یا عین حق باشد قائم باذهان مدرکین نمیتواند شد قوله واین صفت فی حد نفسه الی قوله غیر مخلوق با لاختیار است قال فی شرح العقائد النسفیة وهو متکلم بکلام هو له صفة ازلیة لیس من جنس الحروف والاصوات وهو صفة بمعنی قائم بالذات والله تعالی متکلم بها آمر وناه ومخبر یعنی انه صفة واحدة تتکثر بالنسبة الی الامر والنهی والخبر باختلاف التعلقات انتهی قوله ودر صورت قیام وزیادت الی قوله شان تخلیق انتهی قال فی الفقه الاکبر وشرحه للعلی القاری لم یزل ولا یزال باسمائه وصفاته الذاتیة کالعلم والحیوة والقدرة والکلام وهی قدیمة بالاتفاق والفعلیة ای موصوفا بالصفات الفعلیة کالخلق والرزق ونحوهما انتهی قوله واین الخ والله تعالی اعلم قوله از صفات فعلیه باری میگردد انتهی ظاهر شدن آن صفت در پیرایه این معانی ظاهر است وبودنش بلاکیف باین معنی توان گفت که کیفیت ظهور در پیرایه معانی والفاظ مدرک نیست کما قال فی شرح العقائد النسفیة وهو مکتوب فی مصاحفنا محفوظ فی قلوبنا مقروء بالسنتنا بالحروف الملفوظة مسموع باذاننا غیر حال فیها ای مع ذلک لیس حالا فی المصاحف ولا القلوب ولا فی الالسنة ولا فی الاذان بل هو معنی قدیم قائم بذات الله تعالی یلفظ ویسمع بالنظم الدال علیه انتهی قوله هرگاه بزبان دیگر در پیرایه همون معانی الی قوله که مرادف کتاب است میگردد وهو ظاهر من

قول شرح العقائد النسفیہ لما ان کان قولہ و این اسم اسم جنس است الی قولہ و گاہی ساکت انتہی بودن قرآن یا کلام اللہ اسم جنس ظاہر است چہ اگر اسم شخص بودے پس اطلاق آن فقط بر یک شخص حقیقۃً صحیح بودے نہ بر غیر آن و قرآن کہ عند التلفظ بہر لافظ قائم میشود و عند الادراک معانی آن بہر مدرک قیام می پذیرد باشخاص جداگانہ میگردد زیرا کہ تشخص عرض تابع تشخص محل است پس الفاظ مخصوصہ یا معنی مخصوص یا ہر دو را حقیقۃً قرآن و کلام اللہ گفتن اگرچہ در لوح محفوظ باد بر لسان زید بن کسے باشد بدون اسمیت جنسیہ است نباید کما قال جلال الدین الدوانی فی شرحہ للتہذیب و من ہہنا علمت ان اسماء الکتب من اعلام الاجناس عند التحقیق انتہی و بحر العلوم و غیرہ من المحققین علمیت جنسیہ اسم نمودہ اسمیت جنسیہ در یں مقام ثابت نمودہ اند و فی الواقع ہرگاہ قرآن برین معانی یا الفاظ مخصوصہ ہم اطلاق کردہ شد پس باعتبار این صفت فعلیہ حق تعالیٰ یا متکلم و ساکت ہر دو میتوان گفت و چونکہ کلام اللہ بمعنی صفت قدیمہ در پیرایہ این معانی و الفاظ ملکہ نقوش ظاہر است کما مر لقاد پس ظاہر یعنی کلام اللہ بمعنے صفت قدیمہ حق تعالیٰ قدیمست و این الفاظ یا معانی مرتبہ و غیرہ مظاہر او حادث است قال فی شرح العقائد النسفیہ التحقیق ان کلام اللہ تعالیٰ اسم مشترک بین الکلام النفسی القدیم و معنی الاضافۃ کونہ صفۃ لہ تعالیٰ و بین اللفظی الحادث المؤلف من السور والآیات و معنی الاضافۃ انہ مخلوق اللہ تعالیٰ لیس من تالیفات المخلوقین فلا یصح النفی اصلا و لا یکون الاعجاز و التحدی الا فی کلام اللہ تعالیٰ حقیقۃ انتہی بالجملہ عقیدہ مرقومہ صحیح و مطابق عقیدہ اہل سنت والجماعت است فقط واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ حضرت سیدنا عثمان کو جامع قرآن جو کہتے ہیں اس کا کیا سبب ہوا یا اس سے پہلے قرآن شریف جمع ہی نہیں ہوا اگر ہوا تو اول کس نے کیا اور کس عہد میں اور زیادہ تر حضرت عثمان کی نسبت شہرت جامعیت کیا منشا رکھتی ہے اور جمع سابق اور ان کی جمع میں کیا فرق ہے بینوا بالکتاب توجروا من العزیز الوہاب۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت عثمان کو جامع قرآن اس سبب سے کہتے ہیں کہ انہوں نے تیسری مرتبہ قرآن شریف کو جمع کرایا ایک مرتبہ جمع قرآن عہد جناب سرور کائنات میں واقع ہوا اور دوسری مرتبہ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تیسری مرتبہ زمانہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اور تینوں جمعوں میں فرق بین ہے وہ جمع جو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی وہ لکھنا تھا تمام قرآن شریف کا پتھروں پر اور شانوں کی
[illegible]

قد كان القرآن كله كتب في عهده صلى الله عليه وسلم لكن غير مجموع في موضع واحد ولا مرتب السور قال الحارث المحاسبي في كتاب فهم السنن كتابة القرآن ليست بمحدثة فانه صلى الله عليه وسلم كان يامر بكتابته ولكنه كان مفرقا في الرقاع ونحوها وانما امر الصديق بنسخها من مكان الى مكان مجتمعا انتهى اور جمع ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ میں آن اوراق متفرقہ کو ایک جگہ منضبط اور منتظم کر لیا تھا نہ ترتیب سور تھی اور نہ تجرید تھی لغت قریش کی دیگر لغات سے اور جمع حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ میں ترتیب سور اور تجرید کی گئی لغت قریش کی لغات آخر سے قال فی اللمعات وقال الخطابی انما لم یجمع صلی اللہ علیہ وسلم القرآن فی المصحف لما کان یترقب من ورود ناسخ لبعض احکامه وتلاوته فلما انقضی نزوله بوفاته صلی اللہ علیہ وسلم الہم اللہ الخلفاء الراشدین ذلک وفاء لوعده الصادق لضمان حفظه علی ہذه الامة وکان ابتداء ذلک علی ید الصدیق بمشورة عمر رضی اللہ تعالی عنہما والکلام فی کتابته مخصوصة علی صفة مخصوصة وقد کان القرآن کله کتب فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکنه غیر مجموع فی موضع واحد ولا مرتب السور لہذا قال الحاکم جمع القرآن ثلاث مرات احدها بحضرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم واخرج بسنده عن زید بن ثابت قال کنا عند رسول اللہ نؤلف القرآن فی الرقاع اه قال البیہقی یشبہ ان یکون المراد تالیف ما نزل من الآیات متفرقة فی سورہا وجمعها فیہا باشارة النبی صلی اللہ علیہ وسلم والثانیة بحضرت ابی بکر روی البخاری فی الروایة المذکورة فی الکتاب الثالث جمع عثمن رضی اللہ تعالی عنہ عند جمع الصحابة فنسخوا فی المصاحف وکتبوہا بلغة قریش وارسل الی کل افق مصحفا مما نسخوا کما فی الحدیث الآتی وقال ابن حجر کان ذلک فی سنة خمس وعشرین قال ابن التین وغیره الفرق بین جمع ابی بکر وجمع عثمان ان جمع ابی بکر کان لخشیة ان یذہب من القرآن شئ بذہاب حملته لانه لم یکن مجموعا فی موضع واحد وجمع عثمان لکثرة الاختلاف فی القراءت حین قراؤه بلغاتہم علی اتساع اللغات فادی ذلک الی تخطئة بعضہم البعض واقتصر من سائر اللغات علی لغة قریش محتجا بانه نزل بلغتہم وان کان وسع فی قراءته بلغة غیرہم دفعا للحرج والمشقة فی ابتداء الامر فرای ان الحاجة الی ذلک انتہت فاقتصر علی لغة واحدة انتہی اور سبب ثمرت جامعیت قرآن کا بہ نسبت حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے واضح ہوگیا وہ یہ کہ قرآن شریف جو موجود ہے بایں ترتیب سور و بایں قراءت سبعہ بلغت قریش یہ ثمرہ ہے جمع عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا نہ مجرد جمع سابق کا واللہ سبحانہ اعلم۔ وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

مسائل شتے

مسئلہ سماع اموات ہست بحیث قائل آنست، در سند تحقیق شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ پیش محققین ومحاکم احقر سند ماثبت مسائل وعبارات فتح القدیر وغیرہ منقول آن انکار دارد وہرچند بر مسئلہ سماع اموات وثوق تمام

انکار دارند درین مسئله تحقیق خود حدیثاً وضعاً مع ماله وما علیه بقدر حاجت ووسعت فرصت افاده فرموده
آید **مسئله** قرائت اشعار مثنوی شریف مولانا روم ودیگر بزرگان حاوی موعظت وتذکیر از ذیل بیان وعظ
بالتجه تغنی حاوی است ومخاصم را در جوازش کلام ست **مسئله** معمول است که بر تاریخ یازدهم ختم غوثیه می خوانند
در آن درود شریف وسوره فاتحه والم نشرح ویٰسین وغیره سوره وجمله یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً لله خوانده
می شود درین امر هم مخاصم تخیف اول در نفس تعیین تاریخ یازدهم ثانیاً در اکل طعام که بعد ختم معمول خوردن
حاضرین است ثالثاً در جمله یا شیخ عبد القادر الخ بد وطور کلام دارند یکی بکلمهٔ شیئاً لله که در درمختار آنرا کلمهٔ کفر
نوشته دوم بوجه بودن حرف ندا که ناظر بتعبدات حضوری وعلم غیب حضرت غوث پاک است وتخیف جواب
تعیین تاریخ واکل طعام باجوبه تعیین دوازدهم جهت ذکر میلاد شریف حسب صراحت من المقصد فی عمل المولد وغیره مسائل
علمای محدثین اسوهٔ دین رسید هر دو در کلمهٔ شیئاً لله باعتقاد یعنی آخر که مزیل شبه کفر است تصریح محقق ابن عابدین
شامی است استیصال شبه شان سکند ودر کلمهٔ ندا اولاً باعتبار مذهب دضوعیت آن جهت قریب وبعید
هر دو که لغویت وضع للبعید احتمال حضوری منعدم می شود ثانیاً تبقدیر تسلیم تخصیص آن جهت ندای قریب بان مکان
مطلع شدن حضرت غوثیه باطلاع دهی ایزد تعالیٰ یا خرقاً للعادة وبسبیل الکرامة مجیب می شود مگر بوجه قلت
علم وهم تنده وخیالی نمیکند پس هر آنچه بنظر والا درین مسئله محقق نماید اسید وار افاده هستم **مسئله** اگر کسی از اهل علم
بعشرهٔ محرم یا غیر آن ضمن تذکره واقعهٔ کربلا بعبید روایات صحیحه بازالهٔ شبهات الزام عائد بر بعضی صحابه کند
علی الخصوص بجهات متعدده بالترتیب ذکر خلفاء اربعه نموده بذکر کربلا پردازد نزد خاکسار صورت جواز وارد
خیالی می آید که در صواعق محرقهٔ ابن حجر تصریح این مسئله دیده ام ولیکن مخاصم اعتراض کند قول جمیل بعضی عبارت
حضرت امام غزالی رحمة الله علیه قائل بعدم جوازش بوده اند وبخصوص هم تحقیق حقیق در کار است مسئله در اکل
جهینگه در فتاوی حماویه دو قول دیده ام حلت وحرمت بنا بر علیه حسب اصول حنفیه که بصورت اجماع حلت وحرمت
افتا بر قول بحرمت باید فتوی حرمت سیار هم وخود نمی خورم که چون سمک بودنش بر ثبوت نرسیده چگونه صورت
حلتش می تواند شد ومخاصم های گوید که علمای کلکته بسند معتبر بودن جهینگه از اقسام سمک ثابت کرده اند
پس بکمال تردد هستم که در حماویه وسراج المنیر دو قول نقل کرده سکوت ورزیده واصل علما را ناظر حرمت
است پس چگونه فتوی حلت دادی تواند شد بنا بر علیه حاجت تحقیق این مسئله هم شده **مسئله** خوردن بسکت
ونان پاؤ که در آن خمیر تاڑی وغیره مسکرات انداخته می شود تخیف را از ان احتراز می باشد ونجبان تخیف
مرتسم است که بزبانی یک رساله نان پاؤ وتحفه چهاپه نظامی جامع اقوال علمای لقیه بیعت دیده بودم در آن
بعضی علما بر فعل غیر قیاس فرموده حکم حلت داده اند وبعضی دیگر بوجه عدم استحاله باقی بودن اجزای مسکره

علی حالها به تردیدش پرداخته ولفہم ناقصم تحریر قرین دیگر الیق بالقبول معلوم شده بود لاجرم نه خود سیخرم نه فتوای حلتش می دہم ومخاصم ما بلا دریغی دلیلی صرف ہمین قدر بگوید که علمار کلکته فتوائی حلت داده اند لاجرم مستدرک تحقیق می شوم **مسئله** در بعضی رسائل متعلقه احوال برزخ لبند حدیث کتاب نوادر الاصول حکیم ترمذی وغیره ثبوت آمدن ارواح موتی باکمنه خود بایام و لیالی متبرکه دیده عند الاستفسار از سائلین بیان کرده بودم که مخاصم تحیف بتغلیطش پرداخته سند از مسائل اربعین که در آن ہمچو احادیث را بالکل ساقط از پایۂ اعتبار نوشته می آرد مگر تشفی تحیف بر صرف عبارت مسائل اربعین نمیشود لاجرم مکلف ام که بتفصیلہا ارقام فرمانید که ہمچو احادیث بالکل موضوع اند یا ضعیف قابل احتجاج بهمچو امور بوده اند وحسب تحقیق فقها وصوفیه کرام درین مسئله ہرچه محقق است از آن ہم آگہی بخشیده آید **مسئله** اگر شخصے عادی این امر باشد که بعد بول چون استنجا بکلوخ می نماید تقاطر بول زائل نمیشود وہرگاه آب میرساند بوجه برودت که خاصه تخفیف دارد تقاطر زائل میشود ہمچو شخص با وصف قائل بودن بجواز وسنت استنجا بالمدر اگر قصر بر استنجا بالماء بعد البول نموده باشد ہیچ یک الزام شرعی نزد علمار احنفیه بر وے عائد خواہد شد یا نه **مسئله** شخصی عالم علم ظاہر پابند صوم وصلوٰة ہست وشغل درس وتدریس وغیرہم میدارد ولیکن تہذیب نفس بطوری حاصل نکرده که از مہلکات خلاصی یافته باشد وشخصی دیگر بے علم است که جذبۂ اثر دے اورا دفعةً بخود کشید یا بتوجه پیری کامل نسبت صوفیه ونورانیت این طائفه علیه در دلش جاگرفته از سکر لعجز آمده معروف عبادات یا نجات از ابتلا به مہلکات است ازین ہردو شخص کدام شخص افضل واکرم عند الله مستحق زیادتی رتبت ووجاہت یوم قیامت بوده مجیب تحیف با فضیلت شخص جائز نسبت صوفیه است ومخاصم تحیف با فضیلت عالم ظاہر بسبب درین امر ہرانچه محقق باشد افاده فرموده شود **مسئله** از بسیاری نصوص افضلیت شہدا بر علمار ظاہر ثابت میشود مگر حدیث یوزن مداد العلماء بدم الشہداء که در احیاء العلوم ومکتوبات حضرت مجدد درج مندرج است اگر مراد از علمار ظاہر است بظاہر مشعر با فضیلت علمار ظاہر بر شہدا است پس از مسئله تفضیل بین الشہدا والعالم الظاہری وکیفیت حدیث مذکور من حیث صحت وضعف ومرفوعیت وموقوفیت وغیره آگہی بخشیده آید **مسئله** که از فتوی ونصوص علاقه ندارد منوط بر بعض امارات وفضیلت بوده است وتحقیقش مبنی بر بعض کلمات صوفیه علیه الرحمة است اینکه با واخر مکتوبات مجددیه که به نقل منقوله غوثیه ؎ افلت شموس الاولین وشمسنا ۔ ابدا علی افق العلی لا تغرب ۔ واسطیت از روحانیت حضرت غوث پاک با فاخریت ولایت با ولیاء …

رتبۂ و نسباً بر حضرت مجدد و غیر ثابت میشود و ہمین امر بذہن احقر مرتسم بوده است مگر مخاصم ما ازین امر انکار دا
و حضرت مجدد در حر که بآخر ہمون مکتوب یک قسم ولایت نبوۃ ارقام فرموده دران واسطیت غیری را دخل نبا
اند و ہمین بحث میکند در ذہن احقر این امر منقش است که واسطیت حضرت غوث پاک بمرتبہ ولایت ثابت شو
یا نشود ولیکن ہرگاه مرتبۂ قطبیت با نجناب مسلم شد دیر ظاہر است که قطب از جمیع اولیاء افضل میباشد
کما قال المولوی المعنوی ؎ قطب شیر و صید کردن کار او ٭ باقیان این خلق باقی خوار او پس ہرگاه الی
یوم القیامت آنجناب بر رتبۂ قطبیت مستقر مانند چگونه از جملۂ اولیاء مابعد خود افضل نخواهند شد بہر
حال از دیگران افضلیت حضرت ایشان ثابت شود یا نشود مگر بموازنہ احوال کرامات و ظہور مراتب ولا
آنحضرت و حضرت مجدد ورا افضلیت من حیث رتبۂ ولایت و شرف نسب کالظاہر میشود ارقام فرموده آید
مسئله حکم تحصیل علم منطق بخیف نفس علم منطق را قطع نظر از اختلاط فلسفیات بوجه موقوف علیه فہم مسائل اصول
و مہارت تطبیق میان احوال مختلفه و ابطال مذاہب ذائغه و تزئیف دلائل فرق ضاله ضروری میدانند
و تحصیل آنرا لااقل مستحب و مستحسن می شمرد و مخاصم حقیر بسند قول ملا علی قاری رح در شرح فقه اکبر که استنجا
باوراق علم منطق جائز نوشته تحصیلش را حرام میداند درین امر ہم از تحقیق خود آگہی بخشیده آید فقط

الجواب واللّٰه سبحانه ہو الموفق للصواب

سماع موتی از دلائل شرعیه ثابت است وآنچه فقہارا ازان انکار است چنانچه در باب یمین تصریح آن
فرموده اند مراد ازان نفی سمع متعارف است یعنی چونکه مبنائے ایمان بر عرف است کما لایخفی و در عرف تکلم بمیت
بقصد افہام و سمع آن معروف نیست پس اگر کسی بلا اکلم فلانا حلف کرده و بعد مردن از فلان تکلم نموده این
تکلمش بحسب عرف تکلم نیست چه تکلم در عرف برائے اسماع و افہام معروف است و بسبب انتفاء حیات این
فہم و سماع عرفی در میت مفقود است درین صورت حالف مذکور حانث نیست پس صاحب فتح القدیر
وغیره من الفقہاء ہرجا که بنفی سماع تصریح فرموده اند مقصود شان ازین نفی سماع بحسب تفاہم عرف است نه نفی سماع
حقیقی و صاحب فتح القدیر خود براین معنی تصریح فرموده اند لفظه لا یقال یصح فی المیت کذلک بولا الموت
سمع لانا نقول یمینه لا تنعقد الا علی الحی لان المتعارف ہو الکلام معه و لان الغرض من الحلف علی ترک الکلام
اظہار المقاطعة و ذلک لا یتحقق فی المیت انتہی فی صفحه ۵۲۲ من النسخة المطبوعة و قراءت اشعار مثنوی شریف
وغیره که مشتمل بر موعظت و نفع دینی یا مقدمات آن باشد بلاتامل جائز است و امّا سالنع مکابرانه المکابر فی
لا یصغی ... الیه و فاتحه حضرت غوث الثقلین رضی اللّٰه تعالی عنه بتعیین یازدہم و خواندن ختم غوثیه یا ختم

و صاحب در مختار از شرح وهبانیه ترجیح عدم تکفیر نقل نموده است و محقق شامی هم تائید آن فرموده پس همه چیز علم کلی صمم
(؟) العلی چنان بعبارت در مختار استدلال می آرد قال فی شرح الوهبانیه بدر رشید ذکرشان کفر لبعضهم و صحح انّ
کفر و هو المحرر کذا قول شیء لله قیل بکفره و با حاضر یا ناظر لیس بکفر انتهی و تفصیل این مسئله موقوف بر مهلت کثیر است
و بالفعل بعض احباب تغیر یک فتوی جواز مولد شریف بتعیین تاریخ و شمول بر رد دلائل مانعین بنوعی بسط تحریر نموده
اند انشاء الله بعد تصحیح نقلش مرسل خواهم نمود انشاء الله تعالیٰ نافع خواهد شد و بیان نمودن واقعه کربلا
بتصریح باتش بر روایات صحیحه بلا تأمل جائز است و صاحب قول جمیل منع آن بوجه روایات ضعیفه و موضوعه
فرموده اند نه مطلقا و اگر مطلقا هم منع کرده اند تاهم قول شان دلیل شرعی که بر ما حجت باشد نیست و در مسئله
حلت و حرمت زاغ معروف الواقع فیها! در قول است بعض حلالش و بعض حرامش گفته اند و مبنائے اختلاف شان در حلتش
در انواع سمک و عدم دخول آن است و بعضهم اقام الخزف مسیح بر آب و دخولش در انواع سمک یافته شد و از کلام مجتهدین و محققین اهل السنه عقلا و نقلا
نموده بحثین که در ثبوت آن مشتبه اند و لهٰذا در حرمت احتیاطی ترجیح محرم را باشد احتیاط در تحریم آن است و آنچه در
بعض مسائل مشتبه بعد نقل قولین مذکورین نوشته اند که صاحب انواع گفته که فتوی بر حلیت آن است قابل
وثوق نیست چه اولاً صاحب انواع نقل افتا از کلام معتبرین نموده و ثانیاً فتوائے ارباب ترجیح و فقه
معتبر است و مطلق افتا نیز معلوم نیست که فتوی دهندگان بر حلتش از کدام قبیل اند و تا وقتیکه فتوائے
از کلام مرجحین منقول نباشد دلیل واضح حرمت را نمیتوان گذاشت و آمدن ارواح مومنین
صالحین با مکنه خود با و نیز هرجا که خواهند از احادیث غیر موضوعه ثابت است و نقاد حدیث بر وضع جمیع آن
احادیث حکم نفرموده اند غایت آنست که صحاح و متصل الاسناد نباشند حسن باشند لعینه یا لغیره یا
ضعیف باشند و در همه صورتها ثبوت ما آنها بخوبی میشود چه سوائے احکام در فضائل اعمال و مناقب
و غیره حدیث ضعیف هم حجت میشود چه جائے حسن معهذا نبودن حدیث صحیح متصل السند بعد تتبع معلوم خواهد
شد و آن بنوعا مسلم نموده شد و احادیث مضمون مذکور در تصانیف امام جلال الدین السیوطی
و تصانیف ابن ابی الدنیا و غیره موجود اند چنانچه قاضی ثناء الله پانی پتی قدس الله سره العزیز الاقدس
در تذکرة الموتیٰ میفرمایند ابن ابی الدنیا از مالک روایت میکند ارواح مومنین هرجا که خواهند
سیر کنند مراد از مومنین کاملین اند و در رساله مسائل انکار از آمدن ارواح نموده اند اینقدر نوشته
اند آمدن ارواح هیچ جا از روے احادیث صحیحه مرفوعه متصل الاسناد ثابت نگشته انتهی
پس از این کلام مستدل بگوید انکار نمیشد و آنکس که نقاط بولش بوصول آب استنجا منقطع می شود
و اگر کلوخ استنجا میکند نقاط منقطع نمیشود آنکس را اکتفا بر آب نمودن کافی است و حاجت گرفتن کلوخ نیست

ونزد علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہیچ قباحت شرعی بر وے نیست زیرا کہ استنجا عند الفقہا عبارت است از استعمال احجار وکلوخ وغیرہ یا از استعمال آب ودرینجا استعمال آب محقق است واستبرا کہ نزد بعض فقہاء واجب است ونزد بعض مستحب است عبارت است از برآوردن از چیزے کہ از مخرج نجاست خارج شود آنہم درین محل باستعمال آب موجود است وقد صرح بذلک فی الدر المختار وحاشیۃ الرد المحتار فی فصل الاستنجاء وکیکہ بمرتبہ ولایت وجذب الٰہی بوجہیکہ احکام شرعیہ را ادا می سازد مشرف شدہ از عالم ظاہر بمراتب افضلست چہ قرب الٰہی مقصود اصلی است از عبادت وعلم واین امر مجذوب کامل را حاصل است وعلم ظاہر بدون اخلاص فی العمل وحقیقت تقوی چندان مفید نیست وہو ظاہر من النصوص القرآنیۃ وحدیث معروف یوزن مداد العلماء ودم الشہداء حدیث صحیح مرفوع نیست قال فی تذکرۃ الموضوعات ولابن عبد البر من حدیث سماک ابن حرب عن ابی الدرداء رفعہ یوزن یوم القیمۃ مداد العلماء ودم الشہداء انتہی وتفضیل علماء ظاہر بر شہداء کہ ازین حدیث مستفاد است منافی ہیچ نصی از نصوص نیست پس ممکن است کہ در حدیث مذکور مراد از علماء علماء ظاہر باشند واگر مراد از علماء علماء جامع بین الظاہر والباطن گرفتہ شود چندان مستبعد نیست وآنچہ در باب تفضیل حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخن کردہ بفہم ازین بحث سکوت مناسب است وہر چند تفضیل این امر از بیانات اکابر طریقت بخوبی معلوم است اما اندرین مادہ سخن جزمی نمودن یا ابحاث ظنیہ وتخمینیہ کردن بے ادبی با اکابرم ودر تحصیل علم منطق رائے فقیر ہمانست کہ آنکہ مخلص تحریر نمودہ اند از قول ملا علی قاری وغیرہم بجائے خود صحیح ومعمول است بر تعلیقیکہ مفید در علوم دینیہ نباشد بلکہ مضرت او ناشی باشد امید است آنچہ در مسائل مستفسرہ رائے فقیر است بطور اختصار نوشتہ شد وتفصیل ہر مسئلہ کہ از سینا منظور باشد از ان اطلاع فرمانید تا وقت مہلت نگاشتہ شود فقط العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

جواب ششم

کہتا ہے یہ بندہ گنہگار راجی عفو پروردگار عبد الغفار خاں جامع فتاوائے ارشادیہ کا کہ ان مسائل شتی میں بارہ مسئلہ ہیں گیارہ کے جواب حضرت قدس سرہ سے منقول پائے چھٹی مسئلہ کا جواب منقول نہیں پایا لہذا بغرض تکمیل اس بندہ ضعیف نے اس کا جواب لکھ دیا کھانا اور استعمال کرنا بسکٹ اور نان پاؤ کا جائز ہے اس لئے کہ خمیر کیلئے اصل تاڑی اور شے مسکر کا ڈالنا ضروری نہیں ہے سوڈا کہ بہت ارزاں چیز ہے اوس سے بہت اچھا خمیر ہوتا ہے اکثر ملکوں میں تاڑی نہیں ہوتی ہے جیسے ممالک متوسط افغانستان عرب عجم اور جن ملکوں میں تاڑی ہوتی ہے تاڑی کے دو حال ہیں تاڑی مسکر نہیں ہوتی یا کچھ سی سکر پیدا ہو جاتا ہے یہ یقین نہیں ہوسکتا کہ یہ وہی بسکٹ اور نان پاؤ ہیں جن میں تاڑی ...

جو ہلدی کا حکم اسی فتاوی ارشادیہ میں موجود ہی سوال دوئیم ہلدی جب زمین سے نکالی جاتی ہے تو کسی چیز میں
اوس کو جوش دیتے ہیں لبعض بلاد میں گوبر مخلوط کرکے جوش دیتی ہیں اوسکا استعمال کیسے ہوسکتا ہی جواب استعمال ہلدی
کا جائز ہی اس مسئلہ یہ متیقن نہیں کہ یہ ہلدی وہی ہی کہ جو سرگین میں جوش دی گئی ہی اگر یہ امر متیقن ہوگا تو استعمال
جائز نہوگا اور اسپر فتاوی حمادیہ کی روایت نقل کی ہی فارجع الیہ فقط۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر پر بموجب کتب اصول
مجتہد مقید کی تعریف صادق آتی ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت امام ابن الہمام رضی اللہ تعالٰے عنہ مرتبہ مجتہد مقید کا رکھتی ہیں اور تعریف مجتہد مقید کی اونپر صادق
ہے قال المحقق الشامی وقد صار مرۃ ان الکمال من اہل الترجیح کما افادہ فی قضاء الجرابل صرح لبعض معاصریہ
بانہ من اہل الاجتہاد ولا سیما وقد اقرہ علی ذالک فی البحر والنہر والمنح ورمز المقدسی والشارح وہم اعیان
المتاخرین انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبدالغفار خان

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں **سوال اول** قرآن
میں جو لکل قوم ہاد وارد ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر قوم کے لئے ایک رہنما مقرر ہوا ہی پس ارشاد ہو کہ
قبل زمانہ آدم جو قوم جنات تھی اونپر بھی کوئی ہادی آیا تھا یا نہیں کیونکہ کوئی مخلوق اللہ تعالٰے کی مہمل
نہیں چھوڑی گئی اور یہ جو بعض مفسرین نے لفظ قوم سے استدلال کیا ہے۔ کہ قوم۔ جماعت رجال
ونساء کو کہتے ہیں اور رجال اور نساء انسان سے ہوتے ہیں یہ مخدوش معلوم ہوتا ہے کیونکہ آیات
قرآنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ۔ قوم۔ عام۔ ہی خواہ انسان ہوں یا جن اسیطرح رجال کا اطلاق بھی دونوں
قوموں کے مذکر پر آیا ہے جیسا کہ قرآن میں وارد ہے سورہ جن میں انہ کان رجال من الانس یعوذون
برجال من الجن اور سورۂ احقاف میں ہے ولوا الی قومہم منذرین یہاں قوم سے قوم جن مراد ہی **سوال دوم**
جمعہ میں پہلا خطبہ پڑھکر جب خطیب جلسہ کرتا ہے تو بعض لوگ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنے لگتے ہیں یہ شرعاً
جائز ہے یا نہیں **سوال سوئم** بحرالرائق میں ہے کہ لما انزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض المشرکین فی المسجد
دکر من البیت فحمل مافی الصحیحین المکلم ان المراد بقولہ تعالٰی انما المشرکون نجس۔ النجاسۃ فی الاعتقاد اور
بھی اسی میں ہے کہ سؤر الآدمی طاہر لا فرق بین المجنب والطاہر والحائض والنفساء والصغیر والکبیر
[illegible]

اس دلیل کے قوم سہتر یا ڈوم یا چمار یا دوسادہ سے جو ہندو کافر مردار خوار ہیں جب تک کوئی نجاست ظاہری یقیناً اعضائے ظاہر پر اُن کی پائی نجاوے تب تک اُنسے روٹی یا گوشت یا خشکہ یا دال وغیرہ پکوا کر بلا مجبوری کھانا اور اُنسے پانی منگوا کر پینا جائز ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول یہ کہ قوم جنات میں قبل از بعثت آدم علیہ السلام کی ہادی اور منذر گذرے ہیں قال ابن کثیر فی تفسیرہ ولکل قوم ہاد قال علی ابن ابی طلحۃ عن ابن عباس اے لکل قوم داع انتہیٰ قال فی تفسیر روح البیان تحت قولہ تعالیٰ یامعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم الایۃ اعلم ان الجن والانس مکلفون باتفاق لکن الرسول الیہم یحتمل ان یکون من جنسہم وقد ذہب الیہ الضحاک ومن تبعہ حیث قالوا لامعنی للعدول عن الظاہر بغیر ضرورۃ انتہیٰ مختصراً ملخصاً وقال فی آکام المرجان جمہور العلماء سلفاً وخلفاً علی انہ لم یکن من الجن قط رسول اللہ ولم تکن الرسل الا من الانس ونقل معنی ہذا عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومجاہد والکلبی وابو عبید الواحدی وقد قدمنا عن ابن عباس ان الجن قتلوا انبیاءہم قبل آدم سمہ یوسف وقال ابن جریر باسنادہ قال سُئل الضحاک عن الجن ہل کان فیہم نبی قبل ان یبعث النبی فقال الم تسمع الی قولہ اللہ تعالیٰ یامعشر الجن والانس الایۃ بالجملہ نبی کا ہونا قوم جن سے مختلف فیہ ہے بین المفسرین اور داعی اور منذر کا ہونا متفق علیہ ہے اور داعی کو نبی ہونا لازم نہیں ہے فقط **جواب سوال ثانی** ہاتھ اٹھا کر زبان سے دعا مانگنا بین الخطبتین نزدیک امام ابحنیفہؒ کے مکروہ ہے اور نزدیک امام ابی یوسف کے جائز ہے اور فتویٰ اوپر قول ابحنیفہ کے ہے قال فی الدر المختار واذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام الی تمامہا وقالا لاباس بالکلام قبل الخطبۃ وبعدہا واذا جلس عندالثانی انتہیٰ **جواب سوال ثالث** مردار خوار کافر سے اگر بلا ضرورت ہاتھ وغیرہ پاک کرا کر کچھ پکوا لے یا اون کے ہاتھ سے پانی منگوا کر پی لے تو کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ کوئی مانع شرعی سوا نجاست کے موجود نہو اور بصورت وجود مانع کے ممنوع ہوگا جو ظاہر فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اگرچہ ہزاروں حدیثوں میں کچھ کہا ہو اور گو وہ سب صحیح اور سچی ہوں مگر میں حدیث کو نہیں مانتا امام کا مذہب رکھتا ہوں حدیث کے خلاف ہو یا موافق شرعاً ایسے کلمات کہنے والا کون ہے۔ جو شخص یہ کہے کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مقابلہ میں ہرگز حدیث کو نہیں مانتے گو وہ سچی ہو ایسے شخص کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ایسے کلمات کا کہنا نچاہیے لیکن چونکہ مقصود قائل کا یہ ہے کہ میں مقلد امام ابحنیفہؒ ہوں اور مقلد کیواسطے کلام
مجتہد قابل اتباع ہے اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ صحیح ہو لیکن بسبب عدم لیاقت فہم احکام کے اُس نے
اُسپر عمل نہیں کر سکتا پس باس محل صحیح کلام اُسکے کے حکم کفر یا فسق کا نہیں کیا جاتا البتہ ایسے الفاظ موہم بے
ادبی سے احتراز چاہیے اور اسیطرح حال ہے شخص دوسریکا قال فی الدر المختار واعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم
امکن حمل کلامہ علی محل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ انتہی وقال فی رد المحتار قد
سئل فی الخیریۃ عمن قال لہ الحاکم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتی مفت بانہ کفر و بانت زوجتہ فہل یثبت کفرہ
بذلک فاجاب بانہ لا ینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اہل الاسلام واجاب قبلہ فی مثلہ بوجوب تعزیرہ وعقوبتہ
انتہیٰ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال۔ نحمدہ ونصلی ونسلم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جھوٹ بولنا
جناب باری سبحانہ وتعالے عما یقول الظالمون کا ممکن ہے یا نہیں اگر نہیں تو عبارت شرح مقاصد مندرجۂ
ذیل کا کیا مطلب ہے اوجب جمیع المعتزلۃ والخوارج عقاب صاحب الکبیرۃ اذا مات بلا توبۃ ولم یجوزوا ان یعفو
عنہ لوجہین الاول انہ تعالے اوعد بالعقاب علی الکبائر واخبر بہ ای بالعقاب علیہا فلو لم یعاقب علی الکبیرۃ وعفا
لزم الخلف فی وعیدہ والکذب فی خبرہ وانہ محال الجواب غایتہ وقوع العقاب فاین وجوبہ الذی کلامنا فیہ اذ لا
شبہۃ فی ان عدم الوجوب مع الوقوع لا یستلزم خلفا ولا کذبا لا یقال انہ یستلزم جوازہما وہو ایضا محال لانا نقول
استحالتہ ممنوع وہما من الممکنات یشملہما قدرتہ تعالے انتہی بینوا بالتحقیق التام وتوضیح المرام وتفصیل الکلام توجروا
من اللہ للفضل والمنعام فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جھوٹ بولنا جناب باری سبحانہ وتعالے کا باتفاق فرق مسلمین کے ممکن نہیں ممتنع ہے قال فی شرح المواقف
یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اما عند المعتزلۃ فلوجہین واما عندنا فلثلثۃ اوجہ انتہی لیکن یہ امر قابل نزاع ہے کہ یہ امتناع
عقلا ہے یا شرعا صحیح اور حق یہ ہے کہ دونوں نہج پر ہے قال فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت المعتزلۃ
قالوا ثانیا لولا ای لو لم یکن الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالے عقلا اذ لا حکم للعقل بقبح واذا جاز الکذب علیہ
فلا یمتنع اظہار المعجزۃ علی ید الکاذب فینسد باب النبوۃ وہو مفتوح والجواب انہ نقص فیجب تنزیہہ تعالے عنہ
کیف وقد مر انہ لا نزاع فیہ فانہ عقلی باتفاق العقلاء فالملازمۃ ممنوعۃ وما فی المواقف فی اثبات الملازمۃ ان
النقص فی الافعال یرجع الی القبح العقلی فممنوع لان ما ینافی الوجوب الذاتی کیفما کان او فلاس جملۃ النقص

معتزلہ میں یہ امر کہا کہ عقلاً امتناع کذب لازم نہیں اگر عقلاً ممکن کہیں تو ممکن ہے فقط امتناع شرعی کافی ہوگا اسی بنا پر ہے قول شرح مقاصد کا جو سوال میں مذکور ہے لیکن یوں جواب بھی ضعیف ہے قال فی حاشیہ مسلم الثبوت وقد یجاب بانا لانسلم امتناع الکذب علی اللہ تعالٰی امتناعا عقلیا لانہ من الممکنات ولو سلم الامتناع فلا نسلم ان انتفاء القبح العقلی یستلزم انتفاءہ لجواز ان یمتنع لمدرک آخر وہو العادۃ اذ لا یلزم من انتفاء دلیل معین انتفاء العلم بالمدلول ولا یخفی ضعفہما انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض عالم جو لوگوں کی نظروں میں بڑے مقدس معلوم ہوتے ہیں اُنکا عقیدہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے ایسے عالم کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور ایسے عقیدے کے عالم کا فتویٰ دین میں قابل اعتبار ہے یا نہیں۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امکان کذب باری تعالٰے مسلمانوں کا عقیدہ ہے یہ بات اُنکی قبول کرنے کے لائق ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ایسے عالم کے پیچھے نماز تو درست ہے لیکن احتیاطاً اُسکی اقتدا سے احتراز اولیٰ ہے اسلئے کہ یہ عقیدہ چونکہ قابل تاویل ہے لہذا کفر صاحب عقیدہ میں تامل ہو پس بچنا اُسکی اقتدا سے اولیٰ ہوگا اور فتوے ایسے شخص کا بسبب اس عقیدہ کے قابل اعتبار نہیں ہے اور یہ قول غلط ہے کہ امکان کذب باریتعالٰے مسلمانوں کا عقیدہ ہے قال فی شرح المواقف یمتنع علیہ الکذب اتفاقا انتہی وہکذا فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین متین ومفتیان شرع متین صورت ہذا میں زید کہتا ہے کہ خلف وعید ممتنع بالذات ہے داخل تحت قدرت اللہ تعالٰے نہیں اور عمرو کہتا ہے کہ ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے تحت قدرت باری تعالٰے داخل ہے مگر خلاف واقع نہیں کرسکتا ہے کیونکہ بصورت وقوع کذب لازم آویگا اور کذب موجب نقص کا ہے اور نقص سے ذات اُسکی منزہ ہے بیان وجہ میں زید عمرو کا ہمدم ہے کہ قائل ہے کہ خلف مذکور ممکن ہے ہر دو جانب یعنی وفا وعدم وفا برابر ہیں کوئی جانب ضروری نہیں واقع کرسکتا ہے بتقدیر وقوع اُسکی حق میں نقص نہیں موافق عقیدہ اہل سنت کے حسن وقبح شرعی ہے اور نہ وجوب اور لزوم لازم آئیگا حق تعالٰے پر اور یہ خلاف عقیدہ اہل سنت وجماعت کے ہے بلکہ یہ مذہب یعنی وجوب کا معتزلہ اور روافض کا ہے خواہ وجوب عقلی ہو خواہ شرعی اور بتقدیر امتناع کے کسی نوع کا ہو وجوب جانب مخالف یعنی صدق ووفا کا لازم آوے گا مثال

کہ وہ اپنا فضل و کرم بندوں کے حال پر شامل کریگا اور بمضمون آیات اور احادیث شفاعت سے اچھی طرح پر ظاہر ہے جس کا قول حق ہو بیان فرما دیں دلائل کتب اہل سنت سے اللہ تعالے اجر عظیم عطا فرما دیگا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اگر وعید الہی جو عقاب ہے جانب حق تعالے سے اور مقید نہیں ہے ساتھ مشیت یا عدم عفو وغیرہ کے تو تخلف اوسمیں ممتنع بالذات ہے اسواسطے کہ اس صورت میں وہ خبر عقاب کاذب ہوگی اور کذب حق تعالے کا ممتنع بالذات ہے قال فی شرح المواقف فی المقصد السابع تفریع علی ثبوت کلام اللہ تعالے وہو انہ یمتنع علیہ الکذب اتفاقا انتہی اور اگر خبر نہیں بلکہ انشاء تخویف ہے تو اس کے لئے کوئی محل عذر نہیں ہے پس تخلف حقیقۃ بمعنے ہے اور اگر مقید ہے ساتھ مشیت الہی کے یا عدم عفو کے تاہم تخلف حقیقۃ متصور نہوگا اسلیے کہ وعدہ عقاب مطلق نہ تہا جس سے تخلف ہوا اور جب عفو کیا یا مشیت عقاب متحقق نہوئی تو شرط عقاب موجود نہوئی پس تخلف نہوا قال فی مسلم الثبوت الواجب ہو ما استحق العقاب تارکہ استحقاقا عقلیا او عادیا والعفو من الکرم وقیل ما اوعد بالعقاب علی ترکہ ولا یخرج العفو لان تخلف فی الوعید جائز دون الوعد ورد بان ایعاد اللہ تعالے خبر فہو صادق قطعا وتجویز کونہ انشاء التخویف کما قیل عدول عن الحقیقۃ بلا موجب علی ان شلہ یجری فی الوعد فینسد باب المعاد اقول لوتم لدل علی بطلان العفو والکلام فی خروجہ بعد تسلیم وجودہ فلا بد ان یقال الایعاد فی کلام تعالے مقید بعدم العفو انتہیٰ اور وجہ مذکور بکر کی صحیح نہیں ہے لایخفی بطلانہ علی ذی بصیرۃ لیکن بسبب تنگی وقت کے بیان بطلان اسکے کا نہیں کیا گیا۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع مبین اور علماء دین ان مسائل میں **مسئلہ** لعنت بھیجنا شیطان پر بلکہ اسپر لعنت کرنے کو امر ضروری سمجھا گیا ہے اور کوئی حدیث صحیح بھی ہے جس سے اسپر لعنت کرنیکی ممانعت ثابت ہوتی ہو وہ غلط ہے یا صحیح **مسئلہ** مہادیو اور کنہیا کو گالی دینا اور کافر کہنا یا سمجھنا اور نیز لعنت کرنا کیا ہے اور اکثروں نے جو انکو موحد لکھا ہے اور اُنپر ملامت کرنے سے زبان روکنے کو بہتر لکھا ہے یہ کیا ہے فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

لعنت بھیجنا شیطان پر جائز ہے اسواسطے کہ اُسپر نص قطعی سے ثابت ہے قال الامام الغزالی فی احیاء العلوم کل شخص ثبتت لعنۃ شرعا فیجوز لعنۃ کقولک فرعون لعنۃ اللہ وابوجہل لعنۃ اللہ لانہ قد ثبت انہم ماتوا علی الکفر وعرف ذلک شرعا انتہی اور لعنت کرنے کا حق شیطان میں امر ضروری سمجھنا صحیح نہیں بلکہ سکوت کرنے میں لعنت شیطان سے کچھ مضائقہ نہیں قال فی الاحیاء وعلی الجملۃ نفی لعن الاشخاص خطر فلیجتنب ولا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس

مثلاً فضلاً عن غیرہ انتہی اور راقم کی نظر میں ایسی کوئی حدیث نہیں کہ جس سے ممانعت لعنت ابلیس کی ثابت ہو۔

اور جواب سوال دوم مہادیوا و رکنہیا کو گالی دینا اور کافر کہنا اور سمجھنا اور اُنپر لعنت کرنا کسی دلیل شرعی سے معلوم نہیں ہوتا پس اُنکے حال میں سکوت چاہیئے قال اللہ سبحانہ وتعالےٰ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا انتہی اسیطرح اُنکا موحد ہونا بھی ہمارے یہاں ثابت نہیں پس ہمکو اسمیں بھی سکوت چاہیے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ در باب یزید پلید در مسلک است بعض قائل بکفر او ہستند مثل شارح عقائد نسفی وغیرہ چنانچہ در شرح عقائد نسفی نوشتہ است فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی دینہ وایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ وبعض متوقف در کفر وایمان و آنانکہ قائل باسلامش ہستند فاسق وفاجرش ہم میدانند بہر کیف فسق او مجمع علیہ است کما ہو مصرح فی ازالۃ الغین پس ازین اقوال ثلثہ کدام قول صحیح وصواب است ولعن بر وجائز است یا نہ ودر شان او علیہ الرحمۃ گفتن جائز است یا نہ ودر در مختار نوشتہ ویستحب الترضی للصحابۃ والترحم للتابعین ومن بعدہم من العلماء والعباد وسائر الاخیار وکذا یجوز عکسہ علی الراجح پس ازین روایت مستفاد میشود کہ ترحم برائے تابعین وعلماء وعباد وسائر اخیار مستحب است پس یزید ازین طوائف اربعہ در کدام طائفہ داخل است لیکن ظاہر است کہ او در تابعین وعباد واخیار داخل نیست چراکہ فسق او مجمع علیہ است واہل حرمین اورا فاسق وفاجر وتارک صلوٰۃ وشارب الخمر وزانی مے گفتند وآنچہ در عہد او اہانت وہتک حرمت حرم بوقوع آمدہ ہم در تواریخ مثبت ومعتبر است باقی ماند شق ثانی یعنی در علماء داخل باشد پس استفسار این است کہ او عالم بود یا نہ ودر صورت علم در در مختار کہ ترحم برائے علماء نوشتہ کدام علماء مراد اند اگر علی الاطلاق مراد باشند پس باید کہ عالم نصارے ویہود را ہم جائز باشد واگر کدامی جماعت مخصوص مراد است پس ارشاد شود کہ از علماء علمائے مسلم باعمل مراد ہستند یا علمائے بے عمل را ہم شامل است ویزید در کدام فرقہ ازین فرق داخل است وفاتح ملک قیصر کدام کس است بینوا بتصریح من الدلیل والکتاب توجروا یوم الحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

در باب یزید پلید مختار محققین اہل سنت قول ثالث اعنی فسق وفجور آن است دریں تقدیر لعن بر وجائز نیست ودر شان او علیہ الرحمۃ گفتن ہم درست نیست قال فی الاحیاء ہل یجوز لعن یزید لانہ قاتل الحسین اوامر بہ قلنا ہذا لم یثبت اصلا فلا یجوز ان یقال انہ قتلہ اوامر بہ مالم یثبت فضلا عن اللعنۃ انتہی وقال ایضا وعلی الجملۃ ففی لعن الاشخاص خطر فلیجتنب ولا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس مثلا فضلا عن غیرہ ودر شان او علیہ الرحمۃ گفتن علامت تعظیم وخیر خواہی ومحبت است ویزید نہ آنچنان بود کہ تعظیم وخیر خواہی [illegible]

نموده شود داخل غیبت چه مراد از علماء در قول صاحب درمختار و دیگر فقہاء علماء صالحین و اخیار مستند و یزید نہ عالم بود نہ
صاحب خیر پس نہ در مطلق علماء دین محسوب است و نہ در جماعت صالحین و از کتب تاریخ جہاد نمودن یزید بر قیصر مع
افواج مؤمنین ثابت است لیکن فتح نمودنش معلوم نہ و داخل غیبت و محل تفصیل کتب المغازی فقط واللہ سبحانہ اعلم علمہ اتم
العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان متبع دین متین اسوۂ مندرجہ ذیل کے جواب میں۔ سوال[1] اول یا
عبد القادر شیئاً للہ کا ورد درست ہے یا نہیں سوال[2] دوم عورات کو زیارت قبور اولیاء و صلحاء کی جائز ہے یا نہیں
سوال سوم[3] فاتحہ سوم و چہارم و دہم و بستم و چہلم و ششماہی و برسی بدعت ہے یا نہیں سوال[4] چہارم روافض کے کفر
میں علماء کو اختلاف ہے ابو شکور سلمی تمہید میں اور ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی انصاری مجموعۃ الفتاوی میں تحریر
فرماتے ہیں کہ روافض اگر منکر ضروریات دین ہوں تو کافر ہیں ورنہ مسلمان ہیں اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور شیخ عبد العزیز
دہلوی کے نزدیک روافض مطلقاً کافر ہیں پس مفتی یہ مسئلہ تحریر فرماویں سوال[5] پنجم سب شیخین و دیگر صحابہ کفر ہے
یا نہیں فقط سوال[6] ششم سماع بامزامیر حرام ہے یا نہیں اگر حرام ہے تو اکابر صوفیہ کرام مثل عبد القدوس گنگوہی
اور عبد الرحمن جامی نے جو سنا ہے گنہگار ہوئے یا نہیں اور مستحل اسکا کافر ہے یا نہیں سوال[7] ہفتم خلفاء اثنا عشر
کون کون ہیں ملا علی قاری یزید ابن معاویہ کو بھی خلفاء اثنا عشر میں سے سمجھتے ہیں اور حافظ جلال الدین سیوطی
شافعی کے نزدیک یزید علیہ ما یستحقہ نہیں ہے خلفائے اثنا عشر میں سے سوال[8] ہشتم فرقہ نطریہ یعنی نیچریہ کافر ہیں
یا نہیں اور اگر کافر نہیں ہیں تو انکی اقتدا احناف کو درست ہے یا نہیں سوال[9] نہم من تشبہ بقوم فہو منہم عبادات
میں وارد ہے یا معاملات دنیاوی میں سوال[10] دہم مولود شریف میں قیام مستحسن ہے یا نہیں فقط بینوا ما ہو الصواب
بنقل عبارات الکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال[1] اول پڑھنا جملہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا بطریق ورد کے جائز ہے تفصیل ادلہ اسکی میں ایک
رسالہ مطبوع مرسل ہے جواب سوال[2] دوم عورات کو زیارت قبور جائز ہے قال فی الدر المختار لا باس بزیارۃ القبور
ولو للنساء انتہی قال فی رد المحتار وقیل تحرم علیہن والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لہن بحر انتہی جواب سوال[3] سوم فاتحہ
سوم و دہم وغیرہ جائز ہے بدعت سیئہ نہیں ہے اسواسطے کہ یہ امور واسطے ایصال ثواب کے ہیں میت کو اور
تعیین واسطے مصلحت اپنی کے ہے نہ باعتقاد سنیت وغیرہ پس جواز میں تردد نہیں قال فی رد المحتار علی قول
صاحب الدر المختار الاصل ان کل من اتی بعبادۃ ما لہ جعل ثوابہا لغیرہ وان سواء کانت صلوۃ او صوما او صدقۃ۔

جائز انتہی جواب سوال چہارم فرقۂ رافضیہ منتشرہ اس زمانہ میں منکر ہیں ضروریات دین کے پس انکی تکفیر میں تامل نہیں ا
بعضے رافضی جو منکر ضروریات دین نہوں انکو کافر قرار دینا خلاف تحقیق ہے قال فی رد المحتار ان الحق عدم تکفیر اہل
القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومۃ بالضرورۃ من الدین مثل القائل بقدم
العالم ونفی العلم بالجزئیات علی ما صرح بہ المحققون وبہذا ظہر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوہیۃ فی علی او ان جبرئیل
غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقۃ فہو کافر لمخالفۃ القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورۃ
بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او یسب الصحابۃ فانہ مبتدع لا کافر انتہی بالاختصار جواب سوال پنجم سب شیخین رضی اللہ
تعالے عنہما کفر ہے اور سب دیگر صحابہ فسق قال فی الدر المختار من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ولا تقبل توبتہ و
اخذ الدبوسی وابو اللیث وہو المختار للفتوی انتہی تفصیل اس کی دراز ہے مجمل یہ ہے کہ سب شیخین رضی اللہ تعالی
عنہ راجع ہے طرف انکار صحابیت انکی کے اور انکار احقیت خلافت انکی کے جو ثابت ہے بالاجماع اور منجملہ ضروریات
دین سے ہے پس انکار اسکا موجب کفر ہے بخلاف سب صحابۂ اخرا کے اور قبول توبہ اسکی میں اختلاف ہے صحیح ا
محقق عند الحنفیہ یہ ہے کہ توبہ اسکی مقبول ہے وللتفصیل محل آخر جواب سوال ششم سماع مزامیر حرام ہے قال
فی البزازیہ استماع صوت الملاہی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ السلام استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا
فسق انتہی اور حضرت مولانا جامیؒ کا سننا راقم کی نظر سے نہیں گذرا البتہ بہ نسبت حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کے
یہ امر صحیح ہے اور اختیار کرنا انکا امر غیر مشروع کو کسی نیت صالحہ اور ضرورت ملجیہ پر مبنی ہوگا سوائے حسن ظن کے اور
کوئی امر بہ نسبت ان اکابر کے ہم لوگ نہیں کر سکتے قال فی رد المحتار علی قول صاحب الدر المختار ومن ذلک ضرب
النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلا بأس بہ انتہی وہذا یفید ان آلۃ اللہو لیست محرمۃ بعینہا بل لقصد اللہو منہا اما من سامعہا او من
المشتغل بہا حل تارۃ وحرم اخری باختلاف النیۃ والامور بمقاصدہا وفیہ دلیل لساداتنا الصوفیۃ الذین یقصدون بسماعہا
امورا ہم اعلم بہا فلا یبادر المعترض بالانکار کیلا یحرم برکتہم فانہم السادۃ الاخیار انتہی جواب سوال ہفتم خلفاء اثنا عشر جنکا
ذکر احادیث صحیحہ میں وارد ہے انمیں بہت اختلاف ہے تفصیل اور تحقیق اس کی موجب تطویل ہے مجمل یہ ہے کہ
اس خلافت کیلیے پانچ شرطیں بالاجماع ثابت ہیں ایک انمیں سے عادل ہونا ہے کما قال فی شرح المواقف یجب
ان یکون عدلا فی الظاہر لئلا یجوز فان الفاسق ربما یصرف الاموال فی اغراض فیضیع الحقوق عاقلا لیصلح التصرفات
الشرعیۃ والملکیۃ بالغا لقصور عقل الصبی ذکرا الان النساء ناقصات عقل ودین حرا لئلا یشغلہ خدمۃ السید فہذہ الصفات
شروط معتبرۃ فی الامامۃ بالاجماع انتہی مختصرا پس یزید ابن معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ علیہ ما یستحقہ اصلا ان میں سے
نہیں ہے اسواسطے کہ فاسق معلن اور ظالم ...

انتہی جواب سوال ششم تفصیل عقائد فرقہ نیچریہ کی معلوم نہیں جس پر حکم حتمی مسئلہ کا مرتب ہو لیکن اگر عقائد میں انکے کوئی امر موجب کفر ہے تو وہ فرقہ کافر ہے اور اقتدا انکا اصلا صحیح نہیں اور اگر ایسا نہیں تو وہ لوگ مسلمان ہیں اور اقتدا انکی صحیح ہے البتہ باعتبار شہرت کے تو عقائد انکے مخالف اسلام ہیں جب سائل تفصیل عقائد ان کے کی بیان کرے تو حکم حتمی کیا جائے جواب سوال نہم من تشبہ بقوم فہو منہم عبادات اور معاملات دونوں میں وارد ہے تخصیص احدہما کی نہیں البتہ قصد تشبہ ہونا اور مشابہت امر مذموم میں ہونا معتبر ہے کما قال فی رد المحتار ان التشبہ انما یکرہ فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ لا مطلقا انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں **سوال ۱** اول ایصال ثواب قرآن مجید یا درود شریف کا اموات ہی پر منحصر ہے یا زندہ پر بھی پہونچ سکتا ہے اور حضرت خضر اور حضرت الیاس پر کہ اہل ارواح میں سے ہیں علی نبینا و علیہما الصلاۃ والسلام فاتحہ پڑھے تو درست ہوگا یا نہیں **سوال ۲** دوم ہلدی جب زمین سے نکالی جاتی ہے تو کسی چیز میں مثل گھاس کے اول ایکبار خفیف جوش دیتے ہیں بعد ازاں خشک کر کے فروخت کرتے ہیں بعض بلاد میں سرگین مخلوط کر کے جوش دیتے ہیں استعمال اس کا کیسے ہو سکتا ہے بعض لوگ یہن روز پانی میں تر رکھتے ہیں پھر استعمال میں لاتے ہیں **سوال ۳** سوم اگر کوئی شخص کسی عورت سے برضامندی بلا وکالت و شہادت بقدر مہر ادا کر کے مجامعت کرے تو یہ نکاح ہے یا زنا اور اسپر حد چاہیے یا نہیں **سوال ۴** چہارم جمعہ میں بعد ادائے فرض جمعہ چہار رکعت بہ نیت فرض ظہر کس ملک میں پڑھنی اولی ہے اور احتیاط کی وجوہ کیا ہیں **سوال ۵** پنجم زبان انگریزی کس وجہ سے حرام ہے اور زبان ہنود حرام ہے یا نہیں **سوال ۶** ششم کوئی شخص مسجد میں معتکف ہو اور نصف یا ربع مسجد میں خیمہ نصب کرے اور بقیہ مسجد میں جماعت ہو تو درست ہے یا نہیں **سوال ۷** ہفتم امام کے واسطے وسط مسجد چاہیے یا وسط جماعت **سوال ۸** ہشتم چلتی ریل میں نماز درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال ۱ اول ایصال ثواب اعمال صالحہ کا مثل تلاوت قرآن شریف وغیرہ کے اموات پر منحصر نہیں احیا کو بھی پہونچ سکتا ہے قال فی الدر المختار ان کل من اتی بعبادۃ مالہ جعل ثوابہا لغیرہ انتہی قال فی رد المحتار لغیرہ ای من الاحیاء والاموات بحر عن البدائع انتہی اور حضرت خضر اور الیاس پر بھی ثواب فاتحہ بھیجا ہو سکتا ہے **جواب سوال ۲** دوم استعمال ہلدی کا جائز ہے اسلیے کہ یہ یقین نہیں ہے کہ یہ ہلدی وہی ہے جو سرگین میں جوش دیگئی ہے البتہ اگر یہ امر متیقن ہوگا تو استعمال اسوقت جائز نہوگا قال فی الاشباہ وفی الحاویۃ قال ابو حفص البخاری من شک فی انائہ او ثوبہ او بدنہ اصابتہ نجاسۃ او لا فہو طاہر ما لم یستیقن وکذا الآبار والحیاض والجباب الموضوعۃ فی الطرقات ... [illegible]

اور جب یہ متیقن ہو کہ یہ ہلدی نجاست میں جوش دیگئی ہے تو پانی میں تر رکھنے سے پاک نہیں ہو سکتی قال فی الخانیۃ
اذا صب الطباخ فی القدر مکان الخل خمرا غلطا فالکل نجس لایطہر ابدا وکذا الحنطۃ اذا طبخت فی الخمر لاتطہر ابدا انتہی۔
جواب سوال سوم اور نکاح بغیر شہود کے صحیح نہیں شرط صحت نکاح شہود ہیں پس ایسا نکاح بلا شہود زنا ہے
لیکن حد اس پر نہیں ہے قال فی در المختار وشرط حضور شاہدین حرین مکلفین سامعین قولہما معا علی الاصح انتہی وقال
ایضا او وطی فی نکاح بغیر شہود لاحد لشبہۃ العقد انتہی **جواب سوال** چہارم بعد ادائے جمعہ کے جو فرض احتیاطی پڑھتے
ہیں اسکی وجوہ احتیاط چند ہیں اول اختلاف تعریف مصر میں دوم شرطیت حضوری سلطان یا نائب اسکے میں سوم
اختلاف تعداد اور وحدت جمعہ میں پس جمیع بلاد ہندوستان میں پڑھنا اسکا احتیاطا اولی ہے قال فی شرح المنیۃ
الاولی ہو الاحتیاط لان الخلاف فی جواز التعدد وعدمہ قوی وکون الصحیح الجواز للضرورۃ للفتوی لایمنع شرعیۃ الاحتیاط
للتقوی انتہی ونقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشک فی کونہ مصرا ینبغی لہم ان یصلوا بعد الجمعۃ اربعا بنیۃ الظہر
احتیاطا انتہی **جواب سوال** پنجم اور حرمت زبان انگریزی کی بجہت اختلاط اور مناسبت کے ساتھ اہل زبان کے
ہے اور نیز بوجہ مناسبت کے تیرگی باطن میں موثر ہے چنانچہ یہ امر شاہد ہے اور زبان ہنود کا بھی یہی حال ہے پس
سیکھنا ان دونوں زبانوں کا کسی مصلحت دینی کیواسطے اگر ہو اور قباحتوں سے اجتناب رہے تو جائز ہے والا ممنوع
ہے **جواب سوال** ششم اور معتکف کو مسجد میں خیمہ کھڑا کرنا اسطور پر کہ حرج نماز وجماعت میں نہو جائز ہے
چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے مسجد میں حجرہ بوریئے یا کپڑے وغیرہ کا بنایا جاتا تھا عن عائشۃ رضی اللہ
تعالے عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یعتکف صلی الفجر ثم دخل فی معتکفہ رواہ ابو داؤد نقل
عن المشکوۃ قال الشیخ فی ترجمۃ ومراد بمعتکف آن حجرہ ایست کہ از حصیر ومانند آن برائے اعتکاف او میساختند چنانچہ
در حدیث صحیح آمدہ است انتہی **جواب سوال** ہفتم اور امام راتب کیلئے وسط مسجد میں کھڑا ہونا چاہیے قال فی رد المحتار
فی معراج الدرایۃ الاصح ما روی عن ابی حنیفۃ انہ قال اکرہ للامام ان یقوم بین الساریتین او زاویۃ او ناحیۃ المسجد او الی
ساریۃ لانہ بخلاف عمل الامۃ وفیہ ایضا السنۃ ان یقوم الامام ازاء وسط الصف الا تری ان المحاریب مانصبت
الا وسط المساجد وہی قد عینت لمقام الامام وفی التتارخانیہ ویکرہ ان یقوم فی غیر المحراب الا لضرورۃ ومقتضاہ ان
الامام لو ترک المحراب وقام فی غیرہ یکرہ ولو کان قیامہ وسط الصف لانہ خلاف عمل الامۃ وہو ظاہر فی الامام الراتب
دون غیرہ والمنفرد انتہی **جواب سوال** ہشتم اور چلتی ریل میں نماز فرض بضرورت جائز ہے اور بلا ضرورت
جائز نہیں فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان
سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین مبین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر زید قرآن شریف اسطرح
ترتیب کہ جس ... [illegible]

موسیٰ علیہ السلام کا ذکر جو اکثر جگہ قرآن مجید میں آیا ہے وہ سب ایک مقام پر لکھا جائے اور امر و نواہی سب ایک مقام پر اور امر و نواہی بھی اسطرح کہ فرائض روزانہ یعنی احکام نماز ایک جگہ اور فرائض سالیانہ یعنی احکام حج و زکوٰۃ و صوم سب ایک مقام پر اور کل قصص و واقعات زمانہ ایک جگہ اور کل انبیاء علیہم السلام کے اذکار ایک مقام پر خوف و رجا ذکر حساب کتاب و قیامت و صبر و توکل سزا و جزا وعدہ و وعید علیٰ ہذا القیاس اور جسقدر اذکار ربانی اور آیات قرآنی بیانات صدر سے متعلق ہوں یا انکے مفہوم میں داخل ہو سکیں وہ مطالب نہایت کوشش کے ساتھ معنے کے لحاظ سے زید ایک جگہ جمع کرے اور مقصود اس فعل کا یہ ہو کہ بندگان خدا کی آسانی میں وسعت دیجاوے یعنی جسوقت کوئی شخص حال یا حکم بتمامہ دیکھنا چاہے تو آسانی سے فوراً اسکی انتہا کو پہونچ سکے تاکہ احکام دین میں آگاہی ہر مسلمان کو بآسانی حاصل ہو اور زید ہر مقام پر اس بات کا خیال رکھے کہ کہیں عبارت میں بے ربطی یا معنے میں گنجلک نہ واقع ہو یعنی فصاحت مضامین اور ربط عبارت میں سر مو فرق نہو الغرض محال اگر کسی مقام پر اس نظم سے کچھ ہرج واقع ہوتا ہو اس جگہ کو خاص اسی حالت میں بدستور رہنے دے اس حالت میں زید عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہو گا یا معتوب و گنہگار اسکا جواب کل علماء اسلام عنایت فرمائیں کہ یہ انکا فرض ہے اور جو کچھ جواب تحریر فرماویں وہ باسناد نص قرآنی یا بروایات احادیث صحیح متفق علیہ ہو کہ جسپر جمہور کا اتفاق بھی ہو۔
المستفتی بندہ الباحق۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ترتیب آیات و سور قرآن شریف اور تقدم و تاخر اسکا اجماعی و متواتر ہے نزدیک محققین اہل سنت والجماعت کے بدل کرنا اسکا اپنے محل سے اور ترتیب دینا بنہج آخر اصلاً جائز نہیں اور اگر موافق بیان سائل کے آیات اور مضامین قرآن شریف میں ترتیب دیجائے تو بالضرور اختلال نظم اور بے ضبطی کلام الٰہی میں لازم آئیگی کما لا یخفی علی المتبصر یہ امر خلاف اجماع موجب اختلال نظم متواتر کیونکر جائز ہو قال الامام السیوطی فی تفسیر الاتقان لا خلاف ان کل ما ہو من القرآن یجب ان یکون متواترا فی اصلہ و اجزائہ واما فی محلہ و وضعہ و ترتیبہ فکذلک عند محققی اہل السنۃ تقطع بان العادۃ تقتضی التواتر فی تفاصیل مثلہ لان ہذا المعجز العظیم الذی ہو اصل الدین القویم والصراط المستقیم مما تتوفر الدواعی علی نقل جملہ وتفاصیلہ انتہے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین کہ شنیدن غنا بمزامیر و آلات لہو اولیاء اللہ دار باب قلوب را برائے ترقی ذوق و شوق گاہ گاہ جائز است یا نہ و بر مجوز چنیں سماع حکم کفر است یا اسلام و در شریعت محمدیہ برائے اہل اللہ صوفیہ کرام چشتیہ سندے و دلیلے بر جواز چنیں سماع است یا نہ بینوا بالصواب توجروا یوم الحساب

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

در شریعت محمدیہ و ملت حنیفیہ احمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ شنیدن غنا بمزامیر و آلات لہو حرام است کما قال

فی الدر المختار نقلا عن البزازیہ استماع صوت الملاهی کضرب قضیب ونحوه حرام لقوله علیه الصلوة والسلام استماع الملاهی
معصیة والجلوس علیها فسق والتلذذ بها کفر ای بالنعمة انتهی مختصرا و فی موضع اخر دلت المسئلة علی ان الملاهی کلها حرام
انتهی اما حرمت آن لعینه نیست بلکه لغیره است پس در محلیکه وجه حرمت آن منتفی باشد در آنجا حکم حرمتش نمیتوان کرد بلکه در
صورت تیقن انتفاء وجه حرمت حکم اباحت نموده خواهد شد چنانکه در طبل غزاة وسحور وضرب نوبة للتنبیه کما قال فی الدر المختار
ایضا ومن ذلک ضرب النوبة للتفاخر فلو للتنبیه فلا باس به کما اذا ضرب فی ثلاثة اوقات لتذکیر ثلاثة نفخات الصور لمناسبة
بینهما انتهی بقدر الحاجة و در صورت احتمال انتفاء وجه حرمت حکم حتمی حرمت یا اباحت نمیتوان کرد چنانکه در اهل الله وفقرا
پس کسانیکه از اهل الله نفوس شان مطمئنه شده باشند و از اغراض نفسانی و اغوائے و اتباع شیطانی مزکی ومبری بوده
باشند پس سماع ایشان را بوجه متحقق بودن علت حرمت که لهو ولعب است جائز خواهد شد خواه از خاندان عالیشان
چشت اهل بهشت باشند یا غیر رحمة الله علیهم اجمعین کما قال العلامة الشامی علی قول الدر المختار المذکور آنفا فیما قبل و
هذا یفید ان آلة اللهو لیست محرمة لعینها بل لقصد اللهو منها اما من سامعها او من المشتغل بها وبه تشعر الاضافة الا تری
ان ضرب تلک الآلة بعینها حل تارة وحرم اخری باختلاف النیة والامور بمقاصدها وفیه دلیل لسادتنا الصوفیة الذین
یقصدون بسماعها امورا هم اعلم بها فلا یبادر المعترض بالانکار کیلا یحرم برکتهم فانهم السادة الاخیار امدنا الله تعالی
بامداداتهم واعاد علینا من صالح دعواتهم وبرکاتهم انتهی و تا آنکه هنوز بمرتبه اطمینان نرسیده باشند و دامن قصد شان از لوث
لهو ولعب پاک نگردیده ونظافت ایشان از گرد اتباع مقتضیات نفس وهوی انجلا نیافته اگرچه بظاهر بزمره درویشان
و حلقهٔ فقرا شمرده شده باشند شنیدن غنا بمزامیر ومشغول بودن شان بآلات لهو جائز نیست حرام است کما لسائر الناس
نقل فی الشامیة عن الملتقی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه کره رفع الصوت عند قراءة القرآن والجنازة والزحف
والتذکیر فما ظنک به عند الغناء الذی یسمونه وجدا ومحبة فانه مکروه لا اصل له فی الدین قال الشارح زاد فی الجوهرة وما یفعله
متصوفة زماننا حرام لا یجوز القصد الیه والجلوس الیه ومن قبلهم لم یفعل کذلک انتهی مختصرا و فی العالمگیریة عن التتمة سئل
الحلوانی عمن سموا انفسهم بالصوفیة فاختصوا بنوع لبسة واشتغلوا باللهو والرقص وادعوا لانفسهم منزلة فقال افتروا علی الله
کذبا وقال فی شرح السماع والقول والرقص الذی یفعله المتصوفة فی زماننا حرام لا یجوز القصد الیه والجلوس علیه وهو والغناء
والمزامیر سواء وجوز اهل التصوف واحتجوا بفعل المشائخ من قبلهم قال وعندی ان ما فعلوه غیر ما یفعله هؤلاء فان فی
زمانهم ربما ینشد واحد شعرا فیه معنی یوافق احوالهم فیوافقه ومن کان له قلب رقیق اذا سمع کلمة توافقه علی امر هو فیه ربما
یغشی علی عقله فیقوم من غیر اختیار ویخرج حرکات عنه من غیر اختیاره وذلک مما لا یستبعد ان یکون جائزا مما لا یؤاخذ به
ولا یظن بالمشائخ انهم فعلوا مثل ما یفعل اهل زماننا من اهل الفسق والساهین الذین لا علم لهم باحکام الشرع وانما
یتمسک بافعال اهل الدین کذا فی جواهر الفتاوی انتهی و بر حرمت این چنین غنا علماء حنفیه اتفاق کرده اند واستماعش

سورث نفاق و باعث فسق فساق گفته اند فی الدر المختار قال ابن مسعود صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات انتهی و مجوزین و مرتکبین او از متبعین ہوئے بیچ حجتے و سندے بجز قول تقلید ظاہری مشائخ متقدمین و اقتدائے صوری اکابر ماضیین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بدست خود ندارند و فعل اوشان اولاً از ادلہ شرعیہ نبوده که مفید اباحت یا استحباب گردد و ثانیاً احوال اہل سماع ایں زماں ہمچو حال اوشان نبوده که بر آں قیاس کرده شود کما امر عن العالمگیریہ و بر مجوزین او حکم کفر نمیتوان کرد واللہ سبحانہ اعلم بالصواب و علمہ اتم و اکمل۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال) چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ که شنیدن سماع با مزامیر مثل ستار و طنبور و سارنگی و ڈھولک و طبلہ بران کلمہ سبحان اللہ و دیگر کلمات تحسین ازیں قسم گفتن و آیات قرآنی و کلمۂ طیبہ بر مزامیر یا بے مزامیر سرایندن و در عرائس بزرگان رقص زنان با مردان کنانیدن و برائے استماع نغمہ وضو کردن و اعتقاد حصول [illegible] و کلمات اذان اراده داشتن و طواف مزار بزرگان نمودن و بوسہ دادن بر آن و چراغان بر مزارہا نمودن [illegible] رقص و سماع اعراس باراده باریابی رفتن و در آنجا مؤدب دوزانو نشستن در شرع شریف جائز است یا نہ اگر [illegible] است در کدام منہی عنہ داخل است و حال سامعان این چنین سماع و قائلان این چنین کلمات و عاقدان این [illegible] در و ندگان در آنہا و راضیان بر آنہا و مؤدبان و طلبیان این طور طلبہا چیست بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

شنیدن [illegible] ع با مزامیر حرام است لقولہ علیہ السلام کل لہو المسلم حرام الا ثلثۃ ملاعبۃ مع اہلہ و تادیبہ لفرسہ و مناضلتہ بقوسہ [illegible] و قال محشیہ العلامۃ الشامی والاطلاق شامل لنفس الفعل و استماعہ کالرقص والسخریۃ والتصفیق و ضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانہا کلہا مکروہۃ لانہا زی الکفار انتہی بقدر الحاجۃ انتہی و مراد از کراہت تحریم است که در اجتناب حکم حرمت دارد و اطلاق حرمت بران ہمچو اطلاق فرض است بر واجب و قال فی التتارخانیہ ولو قیل ہل یجوز استماع لہم فقال ان کان سماع القرآن والمواعظ فیجوز و یستحب و ان کان سماع غناء فہو حرام لان التغنی و استماع الغناء حرام اجمع علیہ العلماء و بالغوا فیہ و فی فتاوے اہل سمرقند صوت الملاہی کالضرب بالقضیب و غیرہا ذلک حرام من الملاہی قال علیہ السلام ہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر و ہذا خرج علی وجہ التشدید لتعظیم الذنب انتہی مگر بعضے فقہا تغنی و ضرب دف که جلاجل ندارد برائے اعلان نکاح و روز عید جائز داشتند اگر بقصد لہو نباشد کما فی التتارخانیہ و العالمگیریہ و ذکر اللہ و تسبیح بر حرام و لہو گفتن موجب کفر است و ہمچنین آیت بر مزامیر و بے مزامیر سرود و قال فی التتارخانیہ نقلا

لعبتین بگیرد و گوید بسم اللہ کافر گردد بحکم استخفاف بنام خداے عزوجل قال العلی القاری ناقلا عنہ: کذلک اذا قا
وقت قمار لعبتین بسم اللہ کفر انتہی ولا یخفی ان معناہ وقت قمار الشطرنج بل وقت لعبہ ولو من غیر قمار انتہی وفی ال
من قرأ القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر قلت ویقرب منہ ضرب الدف والقضیب مع ذکر اللہ ونعت
المصطفیٰ وکذا التصفیق علی الذکر انتہی و رقص زنان و یامردان فساق بالاجماع حرام است کما ینظر بما تلوناہ و
شنیدن سماع وضو کردن و امید حصول کمالات بآن داشتن منکر است از اعتقاد افضلیت کہ منشے دارد
اعتقاد ملت و ہر گاہ کہ معتقد حلت را بعضے فاسق و بعضے کافر گفتہ معتقد افضلیت را بدرجہ اولیٰ ہمیں حکم است
قال فی الدر المختار ناقلا عن شرح الوہبانیۃ ومن یستحل الرقص قالوا بکفرہ ولا سیما بالدف لہو ومزمر قال المحشی العلا
الشامی وقد نقل فی البزازیۃ عن القرطبی اجماع الائمۃ علی حرمۃ الغناء وضرب القضیب والرقص ورأیت فتوی شیخ الا
جلال الدین الکرمانی ان مستحل ہذا الرقص کافر وتمامہ فی شرح الوہبانیۃ ونقل عن التمہید انہ فاسق لا کافر انتہی وجا
دیگر گفتہ زاد فی الجوہرۃ وما یفعلہ متصوفۃ زماننا حرام لا یجوز القصد والجلوس الیہ ومن قبلہم لم یفعل کذلک وما نق
انہ علیہ السلام سمع الشعر لم یدل علی اباحۃ الغناء ویجوز حملہ علی الشعر المباح المشتمل علی الحکمۃ والوعظ وحدیث تواجد
علیہ السلام لم یصح وکان الشیخ ابادی یسمع فعوتب فقال انہ خیر من الغیبۃ فقیل لہ ہیہات بل زلۃ السماع شر من
کذا وکذا سنۃ یغتاب الناس وقال السری شرط الواجد والحاصل انہ لا رخصۃ فی زماننا لان الجنید رحمۃ اللہ علیہ تا
عن السماع فی زمانہ انتہی مختصرا و طواف مزار بزرگان جائز نیست لان الطواف من مخصوصات الکعبۃ قال
الکافی فان من طاف حول مسجد سوی الکعبۃ یخشی علیہ الکفر ہر گاہ کہ مسجد محل عبادت الٰہی است طواف آن بخود
کفر میرساند مزار بزرگان کہ مدفن بزرگان است طوافش اگر بکفر رساند عجبی نیست و بوسہ دادن قبر نیز جائز نیست
قال فی عالمگیریۃ ولا یمسح القبر ولا یقبل فان ذلک من عادۃ النصاری و چراغان بر مزار نمودن بدون غرض صحیح
اسراف و ناجائز است و چون محل سماع فسق است رفتن در آنجا بارادہ اصلا جائز نیست و اگر بلا ارادہ مبتلا گردد
گریز و اجتناب ضروریست قال فی الدر المختار قالوا وجب کل الواجب ان یجتنب کیلا یسمع لما روی انہ علیہ السلام ادخل
اصبعہ الشریف فی اذنہ عند سماعہ انتہی و سامعان سماع و قاعدان محافلش و رقصندگان و راضیان بر آن ہمہ
فساق و مرتکب محرمات و مکروہات اند کما ہو الظاہر علی الفقیہ المتدین واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں — الجواب صحیح محمد سعد اللہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ مصافحہ بعد نماز فجر یا عصر یا غیرہا کے جیسے کہ بعض ملکوں
میں فیما بین مومنین مروج ہو گیا اس کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مصافحہ بلا تعین ایک وقت سوا دوسرے وقت کے جائز ہے یعنی جس وقت جس نماز کے بعد چاہے مصافحہ کرے کما فی الدر المختار فی باب الاستبراء کالمصافحۃ اے کما تجوز المصافحۃ لانہا سنۃ قدیمۃ متواترۃ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من صافح اخاہ المسلم وحرک یدہ تناثرت ذنوبہ واطلاق المصنف تبعا للدرر والکنز والوقایۃ والنقایۃ والمجمع والملتقی وغیرہا یفید جوازہا مطلقا ولو بعد العصر انتہی بقدر الحاجۃ فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ اول آنکہ معانقہ عیدین کہ دراصل بنا بر اظہار زیادت محبت وسرور تخصیص یافتہ جائز است یا نہ وسند جوازش قول شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ترجمہ حدیث ایوب بن بشیر در مشکوٰۃ شریف است خواہد شد یا نہ وقول مذکور این است ازینجا معلوم گردید کہ معانقہ در غیر حال قدوم از سفر نیز آمدہ است واز برائے اظہار محبت وعنایت انتہی دوم آنکہ جم غفیر مسلمین وجمہور مؤمنین دہر اکثر بلاد این تخصیص را سلفا بعد سلف مجموع علیہ ومعمول کردہ می آیند بموجب ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن این عمل مجوزہ بدعت مباحہ حسنہ خواہد شد یا منکر از بدعت مذمومہ سیئہ سوم آنکہ از مسلمین در این حدیث علی العموم جمیع عوام المسلمین از علمائے وقت ومشائخ واکابر وعام مؤمنین مراد اند یا فقط خاص خلفائے راشدین وائمہ مجتہدین مقصود است چہارم آنکہ تحقیق حکم مصافحہ بعد از نماز فجر یا عصر نزد حنفیان در جواز وعدم جواز چیست وتمسک بجوازش قول قوی کہ در حاشیہ طحطاوی متعلق کتاب الحظر والاباحۃ منقول است خواہد شد یا نہ بینوا مستندا بالکتاب وتوجروا من الوہاب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

معانقہ عیدین کہ بنا بر زیادہ محبت وتودد مسلمانان آنرا رواج دادہ اند جائز ومباح است وسند جوازش قول عامہ فقہا است قال فی التاتارخانیۃ ناقلا عن الملتقط ولیس بالعناق والتقبیل باس وہذا من التحیل وفیہ ایضا وقال ابو یوسف لا باس بالتقبیل والمعانقۃ فی ازار واحد وان کان المعانقۃ فوق قمیص او جبۃ او کانت القبلۃ علی وجہ المبرۃ دون الشہوۃ جاز عند الکل انتہی وقال فی فتاوے الرحمانی ناقلا عن شرعۃ الاسلام وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالے عنہم رضوا عنہ اذا تلاقوا تعانقوا واذا تفرقوا تصافحوا انتہی وقال فی الکافی فی المعانقۃ علی وجہ الکراہۃ جائزۃ والخلاف فیما اذا لم یکن غیر ازار اما اذا کان قمیص او جبۃ فلا باس بہ بالاجماع وہو الصحیح وفی الزیلعی وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعلون ذلک انتہی وہکذا فی عامۃ کتب الفقہ وبالجملہ جواز معانقہ کہ از روایات فقہا ثابت است عام از آنکہ بتخصیص وقت باشد یا بے تخصیص وبرائے قادم از سفر باشد یا حاضر وطن خود وہر وقتیکہ مثمر باشد تالیف قلوب وزیادۃ تودد را وقول شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

جواب سوال اول و دوم

نیز سندے واثق است برائے جواز آں واطباق صلحائے است از عرب وعجم بفحوائے ماراہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن مؤید دیگر است برین مدعا ومراد از مسلمین در حدیث مذکور مطلقا مسلمانان اند خلفائے راشدین باشند یا ائمہ مجتہدین یا دیگر علماء وصلحاء دین چنانکہ از لام تعریف کہ بر صیغۂ جمع قلت داخل است بر اہل بصیرت مخفی نیست آرے بقرائن اہل تخصیص علماء واہل تفقہ وتدین ضروری است چہ فعل فساق وسفہا حجت وحسن بودن نشاید واکثری از فقہاء مثلا صاحب ہدایہ ودر مختار وتاتارخانیہ وغیرہ تعامل صلحا واست را حجت گرفتہ اند باعث طوالت جواب بود اعتماد بر انصاف وفہم ماہرین کتب مذکورہ نقل اقوال گذاشتیم دحق انیکہ قول امام نووی در جواز مصافحہ بعد العصر والفجر نزد حنفیہ مقبول ومستند صاحب درمختار واکثر اصحاب متون است کما فی رد المحتار وغیرہ من حواشی الدر علامہ شامی محشی در المحتار رد را بیجا استدراکی باستناد قول ملتقط وابن حاج مالکی مے نماید التفات را نشاید زیرا کہ ہر دو قول منقولش محتمل مجمل است کہ بدان منافی قول نووی نمی اند معہذا قول صاحب ملتقط وابن حاج مالکی مقابلہ اینقدر اصحاب متون کہ بعضے از آنہا از بعضے طبقات مجتہدین اند وجلالت شان وامام نووی نمی توان کرد وقطع نظر ازین ہمہ غایت اسنداک انیست کہ روایت در جواز وعدم مختلف است مفتی را باید کہ بقوۃ دلیل وجلالت قائل ترجیح یکے بدہد نہ آنکہ مطلقا حکم حرمت وکراہت بکند وظاہر است کہ مجوز آن مطلقا جماعت متون ودر بعضی طبقات مجتہدین داخل وامام نووی شافعی بایشان ساعد وشریک است برین تقدیر ترجیح جواز ثابت است وما بعد الحق الا الضلال واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال وعلمہ اتم علی وجہ الکمال۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ کفاروں کے میلہ میں مثل دسہرہ ہولی دیوالی ودہنان گنگا وہردوار وغیرہ کے مسلمانوں کو جانا اور شریک ہونا بغرض سیر وتماشا یا بغرض بیع وشرا کے جائز ہے یا غیر جائز اور درصورت غیر جائز کے گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ اور اصرار دونوں پر کیا ہے اور نیز مسلمانوں کو اُن مجامع میں جن کو جاہلوں نے ہر شہر وقریہ میں بنام نہاد کربلا یا پیر بہوڑا یا اور کسی کے نام سے مقرر کیا ہے اور اُن میں بازاری لوگ اور رنڈیاں اور تعزیہ ساز اور تعزیہ پرست اور پتنگ باز وغیرہ تماشابین از قسم فساق و کفار جمع ہوتے ہیں جانا جائز ہے یا غیر جائز اور درصورت غیر جائز گناہ صغیرہ یا کبیرہ ناپاک پانی کا سنگھاڑا پیدا ہوا یا مچھلی کھانا حلال ہے یا نہیں سانڈ جس کو ہندو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں اُس کو مسلمان بلا اجازت مالک کے پکڑ کے یا حاکم وقت اُسکو پکڑوا کر بیچڈالے اُسکو ذبح کرنا اور کھانا حلال ہے یا نہیں بکرا ہندو نے بت پر چڑھایا اور اُس کا کان کاٹ دیا اسکو پجاری نے مسلمان کے ہاتھ بیچڈالا یہ بیع صحیح ہے یا نہیں اور لڑکیوں کا سر منڈانا اور اُنکو ٹوپی اوڑھانا اور انگرکہ پہنانا تا عدم بلوغ جائز ہے یا غیر جائز اور درصورت غیر جائز

گناہ صغیرہ یا کبیرہ اور یہ عبارت من کثر سواد قوم فہو منہم کونسی کتاب میں ہے راوی کا نام مع تصدیق صحت یا عدم صحت تحریر فرمانا چاہیے ان سوالوں کے جوابات بروایت فقہ اور احادیث صحیحہ بدلائل واضحہ بیان فرماؤ ثواب پاؤ جس کے ہاتھ منہ تک نہ جاتے ہوں بعلت سختی ہڈی کے یا مقطوع ہوں یا خارش کے آبلہ ہاتھوں میں بکثرت ہوں اور دوسرا مددگار نہو وہ شخص کس طرح استنجا وضو کرے اور نماز کیونکر پڑھے زید محتاج کو حاکم وقت نے کسی علت سے قید کیا اُس کی زوجہ محتاج ہے اور کوئی قرض نہیں دیتا اور نہ حاکم اُس کو اُسکے زوج کے ساتھ قید خانہ میں رکھتا ہے اُسکو نفقہ کہانے ملیگا اور تفریق نکاح اس صورت میں جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جانا کفار کے میلوں میں واسطے سیر و تماشے یا خرید و فروخت کے حرام ہے موجب کفر نہیں اگرچہ بعضی روایات کے بحسب ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جانا مجامع کفار کو مطلقاً موجب کفر ہے مگر عند التامل ظاہر ہے کہ بقصد تعظیم رسم کفار اور موافقت مع الکفار فی رسومہم والتشبہ معہم موجب کفر ہے اور واسطے کسی غرض اپنی کے یا واسطے سیر و تماشے کے موجب کفر نہیں حرام ہے قال العلی القاری فی شرحہ للفقہ الاکبر ناقلا عن التتمۃ ومن خرج الی السدۃ ای مجمع اہل الکفر فی یوم النیروز کفر لان فیہ اعلان الکفر وکانہ اعانہم علیہ یعنی جو شخص طرف مجمع اہل کفر کے اور نوروز کے نکلا کافر ہوگا اسواسطے کہ اس میں اعلان کفر کا ہے اور گویا اُس نے اعانت کی کافروں کی اوپر کفر کے کذا فی التاتارخانیہ والعالمگیریہ والفتاوی رحمانی وغیرہ من کتب الفقہ وقال تاتارخانی ناقلا عن دستور القضاۃ وعلی ہذا الخروج الی اللعب الذی یدعی ہولی والموافقۃ معہم یلزم ان یکون کفرا وکذا الخروج الی اللعب کفرۃ الہند فی الیوم الذی یدعو اہل الکفر بدوالی وتزیین البقور والافراس والذہاب لہا الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا اور مقصود ان سب روایتوں سے یہ ہے کہ جانا مجامع میں بقصد موافقت کفار و اعلان کفر و تعظیم و اختیار رسوم موجب کفر کا ہے اور یہ تاویل کبھی جاتی ہے روایت عالمگیری سے ویکفر بخروجہ الی نیروز المجوس لموافقتہ معہم فیما یفعلون فی ذلک الیوم یعنی کافر ہوگا مسلمان بسبب نکلنے کے طرف نیروز مجوس کے نکلنا جو واسطے موافقت کافروں کے ہر بیچ افعال انکے کے اور بھی یہ سمجھے جاتے ہیں روایت تاتارخانی اور زیلعی اور درمختار وغیرہ سے ولو اشتری فیہ مالم یشتر قبلہ ان اراد تعظیمہ کفر وان اراد الاکل والشرب والتنعم لا یکفر یعنی اگر خریدا کسی نے دن میلہ کافروں کے وہ چیز جو پہلے نہیں خریدتا تھا اگر واسطے تعظیم عید کفار خریدا تو کافر ہوگا اور اگر بارادہ کھانے پینے چین کرنے کے خریدا ہے تو نہیں کافر ہوگا اور ظاہر ہے کہ خریدنے میں کھانے کے واسطے بھی موافقت مع الکفار ہے مگر فقط اس موافقت سے کافر نہیں ہوتا جب تک قصد تعظیم اور موافقت نہو اور حاصل یہ ہے کہ جانا مجامع کفار میں بقصد تعظیم رسم کفر اور موافقت مع الکفار ہے تو موجب کفر کا

زیادہ مجمع کفار اور تکثیر سواد ہر آور اسیطرح بیع وشرا انکے میلوں سے اسلئے کہ مستلزم ہے ترویج رسم کفر کو قال اللہ تعالیٰ
وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان اور جانا مجامع اہل فسق کو کہ سراسر فسق وفجور پر ہوتے ہیں حرام
ہے جب تک کوئی بات شرک کی نکریگا کافر نہیں کہہ سکتے اور معنے صغیرہ وکبیرہ میں روایات مختلف ہیں بعض روایات
میں جانا واسطے سیر و تماشے کے یا بیع وشرے کے گناہ صغیرہ ہے اور بعض روایات پر گناہ کبیرہ ہے اور خفیف جانکر خیال
کرنا صغیرہ کا ہو یا کبیرہ دونوں موجب کفر ہیں ہکذا فی حواشیہ عقائد النسفیۃ للعصمۃ وقال فی الخلاصۃ رجل یرتکب صغیرۃ
فقال لہ تب فقال المرتکب ای شئ فعلت حتی احتاج الی التوبۃ کفر انتہی اور اصرار کرنا اوپر صغیرہ کے مفضی الی الکفر ہے
وقال زمخشری فی الکشاف ناقلا عن ابن عباسؓ لاصغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار انتہی ہکذا فی العقائد
النسفیۃ وقال العلی القاری فی شرحہ للفقہ الاکبر الاصرار علی الکبیرۃ کفر حقیقی انتہی اور سر منڈوانا لڑکیوں کا واسطے مصلحت
بال سیاہ نکلنے کے اور سخت ہونیکے اور لیاں نبات کو جائز ہے جب تک مصلحت متحقق ہو اسواسطے کہ وقت ضرورت
اور مصلحت کے بڑی عورت کو بال سر کے دور کرنا جائز ہے قال فی العالمگیریۃ ولو حلقت المرأۃ راسہا فعلت لوجع
اصابہا لا باس بہ وان فعلت ذلک تشبہا بالرجال فہو مکروہ وقال ایضا مجنونۃ اصابہا الاذی فی راسہا ولا ولی لہا
فمن حلق شعرہا فہو محسن جس شخص کے ہاتھ کسی عذر سے منہ تک نہیں جا سکتے یا کٹے ہوئے ہیں اور وضو کرانیوالا بھی
نہیں اسکو وقت وضو کے اعضاء وضو کو پانی میں ڈبو لینا کفایت کرتا ہے اسواسطے فرض وضو جو غسل تھا حاصل ہو
اور دلک اعضای جو موقوف ہے اوپر ترقی اور درست ہونے ہاتھوں کے مستحب ہے نہ فرض اور استنجا اس سے ساقط ہے
قال فی العالمگیریۃ لو شلت یدہ الیسری ولا یقدر ان یستنجی بہا ان لم یجد من یستنجیہ سقط عنہ الاستنجاء وان قدر علی الماء الجاری
یستنجی بیدہ الیمنی انتہی اور اگر خارش کے آبلہ وغیرہ ہاتھوں میں بکثرت ہیں اور اس سبب پانی کا استعمال نہیں کر سکتا تیمم
کرے قال فی الدر المختار لو فی اعضاء وضوئہ شقاق غسلہ ان قدر والا مسحہ والا ترکہ ولو فی یدہ ولا یقدر علی الماء تیمم اور
ہاتھوں میں آبلہ ہونا یا سختی ہونا مانع نماز سے نہیں اگر رکوع وسجود کر سکتا ہے کرے اور اگر نہیں کر سکتا ہے باشارہ انہیں
رکوع وسجود ادا کرے ہکذا فی عامۃ کتب الفقہ اور زید محتاج کو جو حاکم وقت نے قید کیا ہے اس صورت میں نفقہ
زوجہ زید کا نہیں ساقط ہے علی اصح الروایات پس اگر اسکو قرض نہیں ملتا ہو کسب کرے اور اگر توانائی کسب نہیں رکھتی
تو ہر روز کے واسطے سوال کرے بامر قاضی اور بعد چھوٹنے زید کے جسقدر کسب کرکے یا بھیک مانگ کے کھایا ہے
زید سے طلب کرے اور بسبب نہ پہنچنے نفقہ کے تفریق نہیں ہو سکتی قال فی الدر المختار ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا ولا
بعدم ایفائہ حقہا ولو موسرا وبعد الفرض بامر القاضی بالاستدانۃ علیہ انتہی قال محشیا العلامۃ الشامی فی قضاء الحاوی
الزاہدی قال المحبس لیستدین عنہ علیہ اکتسبت وانفقت وحلقہ وترجع علیہ بامر القاضی ان لم تقدر علی الاکتساب لہا السوال

میں نقل کی ہے اور درمختار میں بھی کتاب القصاص میں نقل ہے انتہی واللہ سبحانہ اعلم بالصواب فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

سوالات متعددہ یہ چند سوالات علماء دیندار کی خدمت میں مرسل ہیں انکا جواب ارشاد ہو کہ اجر پاؤ۔

سوال ۱ عقیقہ کب تک کرنا مستحب ہے **جواب** عقیقہ ساتویں دن بعضے فقہاء حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے اور بعضوں کے نزدیک مباح ہے اور بعد سات دن کے کوئی روایت حنفیہ سے دیکھی نہیں **سوال ۲** اور یہ جو کتاب جامع المناقب میں لکھا ہے کہ عقیقہ بائیس روز کے بعد کرنا ناروا ہے اور ذابح عقیقہ کا کافر اور ذبیحہ مردار ہے یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط **جواب** ذبیحہ کا مردار ہونا اور ذابح کا کافر ہونا غلط ہے **سوال ۳** انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کو سوائے قبر کے حاضر و ناظر جانکر پکارنا بطور استمداد یا باین نظر کہ وہ سنتے ہیں جو جگہ انکو پکارے جائز ہے یا نہیں **جواب** حاضر اور ناظر اور ہر جگہ ہر وقت سننے والا جانکر کسی کو سوا اللہ تعالے کے پکارنا جائز نہیں۔ **سوال ۴** یا رسول اللہ یا علی یا غوث الاعظم دستگیر اٹھتے بیٹھتے بجائے یا اللہ کے کہنا بنظر استمداد یا بطور محاورہ عادت کے جائز ہے یا نہیں **جواب** نفس ندا میں ممانعت نہیں اگر بطور عادت یا تبرک ہو اور بطرز استعانت اگر مستقل اعانت میں نہیں سمجھتا اور احتمال کرتا ہے کہ عجب نہیں کہ اللہ تعالے انکو استطاعت دے اور میری مدد انکی بزرگی ہے تو یہ جائز ہے **سوال ۵** قبر پختہ بنانا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی اور گنبد اٹھانا درست ہے یا نہیں **جواب** بعض روایت فقہا سے جواز سمجھا جاتا ہے واسطے امتیاز کے اور قبور سے **سوال ۶** شفاعت باذن یعنی جب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوگا تب شفیع ہونگے یا شب معراج اذن شفاعت کا ہو گیا **جواب** اذن شفاعت کا حضرت کو ہو گیا ہے اور پھر بھی قیامت کو ہوگا بہرحال شفاعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قطعی ہے **سوال ۷** اغنیاء کو نذر اللہ کھانا درست ہے یا نہیں **جواب** گوشت ذبیحہ نذر اللہ کا کھانا اغنیاء کو درست ہے مثل اضحیہ کے اور سوا ذبیحہ اور نذر اللہ مصرف وہ لوگ ہیں جو مصرف زکوٰۃ کے ہیں **سوال ۸** نذر اور منت اولیاء اور انبیاء کی کرنا جائز ہے یا نہیں **جواب** نذر اور منت سوا اللہ تعالے کے کسی کی ماننا جائز نہیں نذر اللہ کی مانیں ثواب کسی نبی یا ولی کو پہنچا دیں تو جائز ہے **سوال ۹** تقبیل ابہامین اذان میں وقت سننے اشہد ان محمد رسول اللہ کے سنت ہے یا مستحب **جواب** تقبیل ابہامین کو بعضے فقہا نے مستحب لکھا ہے جامع الرموز میں اور کنز العباد میں روایت مذکور ہے **سوال ۱۰** فاتحہ قبل از طعام یعنی قبل کھانے کے جائز ہے یا نہیں **جواب** فاتحہ پڑھنی اور دعا مانگنی قبل کھانے کے مضائقہ نہیں مگر سنت اور مستحب نہ سمجھو **سوال ۱۱** حدیث جو باب فاتحہ مروجہ میں نقل کرتے ہیں صحیح ہے یا نہیں جواب ... [illegible]

دعا مانگنا مذہب صاحبین میں درست ہے اور مذہب امام ابوحنیفہؒ پر درست نہیں **سوال ۱۳** اغثنی او رامددنی لقضاء
حاجتی یا احمد کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں **جواب** بطور عمل بدون لحاظ معنے کے جائز ہے اور بلحاظ معنے جب درست
ہے جو استقلال امانت نہیں سمجھتا **سوال ۱۴** پنجشنبہ کو روحیں گھر میں آتی ہیں یا نہیں **جواب** روحوں کا آنا
کبھی کبھی اور پنجشنبہ کو امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں ایک روایت سے نقل کیا ہے **سوال ۱۵** ارواح گھر میں
کب تک آتی ہیں **جواب** کچھ ثابت نہیں کب تک آتی ہیں **سوال ۱۶** شیرینی اور کھانے وغیرہ پر جو فاتحہ مرسوم
کسی بزرگ کی ارواح کی جو کیا کرتے ہیں تو روح اس بزرگ کی اس شیرینی اور کھانے پر آتی ہے یا نہیں **جواب**
روح کا آنا شیرینی اور کھانے پر ثابت نہیں **سوال ۱۷** انعقاد مجلس حسنین رضی اللہ عنہما کا درست ہے یا نہیں
جواب مجلس میں ذکر سچا سچا حضرت حسنین رضی اللہ عنہما جائز ہے بشرطیکہ اس کے کبھی بدعت راگ وغیرہ کا ارتکاب نہ
سوال ۱۸ لفظ علیہ السلام سوائے انبیاء کے کسی کو چاہیے **جواب** لفظ سلام کا سوائے انبیاء کے اور ملائکہ
کے واسطے بولنا مکروہ ہے مگر بتابعت نبیؐ **سوال ۱۹** وقت پڑھنے اشہد ان محمد رسول اللہ کے تصور جناب
مبارک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا جائز ہے یا نہیں **جواب** اگر کوئی کرے تو خلاف شرع نہیں مگر سنت اور
مستحب نہیں **سوال ۲۰** صلوۃ غوثیہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں **جواب** صلوۃ غوثیہ کا پڑھنا بطور عمل کے قباحت
نہیں مگر کوئی شرک عقائد مشرکیہ ملائے تو اسکو ناجائز ہے **سوال ۲۱** تیجہ اور دسویں اور چہلم کا اجتماع جائز ہے
یا نہیں **جواب** اجتماع سیوم چہلم وغیرہ جائز ہے **سوال ۲۲** یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا پڑھنا درست ہے
یا نہیں **جواب** بطور عمل درست ہے **سوال ۲۳** قبر میں مٹی کی ڈھیلی تین مرتبہ قل ہو اللہ یا کلمہ پڑھ کے جو رکھتے
ہیں ثابت ہے یا نہیں **جواب** مٹی قبر پر پڑھکر رکھنا ثابت نہیں ہوا **سوال ۲۴** میت کے ساتھ قبر تک قسم غلہ
یا کھانا ہو بچانا درست ہے یا نہیں **جواب** خیرات کرنا جائز ہے خواہ ساتھ میت کے ہو یا علیحدہ ہو **سوال ۲۵**
بعد ختم کلام مجید کے تراویح سنت ہے یا نہیں **جواب** بعضوں کے نزدیک سنت رہتی ہے اور بعضوں کے
نزدیک سنت نہیں رہتی **سوال ۲۶** ڈھولک وغیرہ پر راگ سننا کیسا ہے آیا جائز ہے یا حرام **جواب** ڈھولک
وغیرہ کے ساتھ راگ سننا حرام ہے **سوال ۲۷** روزہ میں استنجا کرے اور گوز آجاوے تو روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں
جواب روزہ فاسد نہیں ہوتا واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں۔

سوال ۔ اطفال مؤمنین معصوم ہستند یا نہ **الجواب** عصمت مصطلحہ اہل کلام کہ عبارت از عدم امکان
معصیت از مستعصف بدانست نزد اہل سنت والجماعت خاصہ انبیاء علیہم السلام است و عصمت بمعنی لاعنی محفوظ

سوال مچھلی اور سنگھاڑے جھینگے بانی کے کھانا حلال ہے یا نہیں **جواب** مچھلی جھینگے بانی کی کھانا حلال ہے قال فی الدر المختار
ولا یحل حیوان مائی الا السمک الذی مات بآفة ولو متولدا فی ماء نجس اور اسی روایت سے ظاہر ہے کہ سنگھاڑا جھینگے بانی کا
بھی جائز ہے اور بھی تاتارخانیہ اور عالمگیری وغیرہ میں مذکور ہے کہ مری ہوئی مرغی کے پیٹ سے جو انڈا نکلے اور
مری ہوئی بکری کے تھن سے جو دودھ نکلے اسکا کھانا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نجاست پانیکی
مانع حلت سنگھاڑے کی نہیں اور جزئیہ بھی حلت سنگھاڑیکا کہیں دیکھا تھا اسوقت نظر میں نہیں آتا فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ
الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سلطان روم خلد اللہ ملکہ خلیفہ اور امام المسلمین ہے یا نہیں اگر ہے
تو زید معترض ہے کہ خلافت میں شرط قریشی ہونیکی ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے الائمة من قریش والناس تبع
لقریش فی ہذا الشان ولا یزال ہذا الامر فی قریش ما بقی منہم اثنان وان ہذا الامر فی قریش لا یعادیہم احد الا اکبہ اللہ
علی وجہہ ما اقاموا الدین حالانکہ سلطان روم قریشی نہیں پس کیونکر انکو خلیفہ کہتے ہیں ماورائے این اگر سلطان خلیفہ ہیں تو
کیوں نام نامی انکا موافق شرع شریف کے بروز جمعہ وعیدین خطبہ میں ملک ہند اور دیگر املاک میں نہیں پڑھا جاتا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

سلطان روم ایدہ اللہ تعالے لنصرة الدین بلا شبہ خلیفہ ہیں اور امام مسلمین ہیں اور وہ جو معترض نے بعض احادیث
سے یہ ثابت کیا ہے کہ امام وخلیفہ میں قریشی ہونا شرط ہے جواب اسکا یہ ہے کہ فی الواقع یہ احادیث صحیح ہیں اور بموافق
اسکے قرشیت بلکہ بمقتضائے بعض احادیث اخر کی اجتہاد وعدالت وذکورت اور شجاعت وغیرہ بھی شرط ہیں خلیفہ
میں لیکن معنے اشتراط کے یہ ہیں کہ خلیفہ حقیقی اور مستحق امامت وہ ہے جو جامع اس شرائط کا ہو اور کبھی غیر مستحق
بھی اس منصب کو لیلیتا ہے اور مومنین کو بضرورت دفع فتنہ کے تسلیم کرنیکا حکم کیا جاتا ہے اور باصطلاح شرع اسکو
خلیفہ اور امام کہا جاتا ہے تو ایسے خلیفہ میں تحقق شرط قرشیت وغیرہ ضروری نہیں ہے قال العلامة ابن الہمام فی
مسایرة یثبت عقد الامامة اما باستخلاف خلیفہ ایاہ کما فعل ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ واما ببیعة جماعة من العلماء
او من اہل الرای والتدبیر انتہی ثم قال بعد ذلک لو تعذر وجود العلم والعدالة فیمن تصدی للامامة وکان فی صرفہ عنہا
اثارة الفتن والاختلاف والنزاعات بین المسلمین ولہذا حکمنا بانعقاد امامة کیلا یکون کمن یبنی قصرا ویہدم مصرا واذا
تغلب آخر علی المتغلب وقعد مکانہ انعزل الاول وصار الثانی اماما ویجب طاعة الامام عادلا کان او جائرا اذا لم
یخالف الشرع فقد علم انہ یصیر اماما بثلاثة امور لکن الثالث فی امام المتغلب وان لم یکن فیہ شروط الامامة وقد یکون
بالتغلب مع المبایعة وہو الواقع فی سلاطین الزمان نصرہم الرحمان انتہی نقلا عن الشامی وقال فی شرح العقائد
نجلالیة قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخلافة بعدی ثلثون سنة ثم یصیر ملکا عضوضا والمراد الخلافة الکاملة

وہی الخلافۃ الحقیقیۃ فلا ینافی ذلک تسمیۃ الائمۃ من اہل الحل والعقد وبعض من بعدہم خلیفۃ ولا ما ذکرہ الفقہاء من انہ یجوز اطلاق خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی السلطان انتہی اور یہ جو کہا کہ اگر سلطان خلیفہ ہیں تو نام انکا خطبہ میں کیوں نہیں پڑہا جاتا تو جواب اسکا یہ ہے کہ خطبہ میں پڑہنا نام خلیفہ کا واسطے دعا کے فرض یا واجب یا سنت نہیں بلکہ مستحب بھی نہیں فقط ایک امر جائز ہے کما قال فی الدر المختار ویندب ذکر الخلفاء الراشدین بالتعیین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی پس علماء ہند نے اس جائز امر کو نہیں اختیار کیا اس سے خلافت میں نقصان نہیں آتا اور ملک عرب میں اور مصر اور شام اور روم وغیرہ میں خطبوں میں انکا نام پڑہا جاتا ہے اور دعا واسطے انکے کیجاتی ہے فقط ہذا ما ظہر لی فی الجواب واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مرض چیچک کے واسطے ٹیکا لگانا قبل چیچک نکلنے کے کہ قبل مرض کے علاج کرنا ہے جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو ٹیکا لگانا بموجب رواج کے کہ ایک کا پانی یا پیپ لیکر دوسرے کے جسم میں لگاتے ہیں جائز ہے یا نہیں

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ٹیکا لگانا واسطے دفع مرض چیچک کے جائز ہے اگرچہ یہ علاج قبل مرض کے ہے لیکن علاج میں واقع ہونا مرض کا ضروری نہیں بحفظ صحت اور دفع مرض آئندہ کا بھی علاج کیا جاتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا استعمال ادویہ مسہلہ قبل وقوع مرض کے فرمایا ہے کما لا یخفی اور امر بھی فرمایا ہے کما روی ابن ماجۃ عن ابراہیم ابن ابی عبلۃ عن عبد اللہ ابن حرام یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالسناء والسنوت فان فیہما شفاء من کل داء الا السام الحدیث وقال فی زاد المعاد قواعد طب الابدان ثلثۃ حفظ الصحۃ والحمیۃ عن المؤذی واستفراغ المواد الفاسدۃ انتہی باقی رہا یہ امر کہ لگانا پانی یا پیپ کا جو نجس ہے دوسرے کے بدن کو واسطے علاج کے جائز ہے یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ جائز ہے قال فی رد المحتار اذا سال الدم من انف انسان ولا ینقطع حتی یخشی علیہ الموت انہ لو کتب فاتحۃ الکتاب او الاخلاص بذلک الدم علی جبہتہ ینقطع فلا یرخص لہ فیہ وقیل یرخص کما رخص فی شرب الخمر للعطشان واکل المیتۃ فی المخمصۃ وہو الفتوی انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام کا ذکر جو قرآن مجید میں آیا ہے وہ زندہ ہیں یا نہیں اور بعض اولیاء اللہ تعالے نے بعض مقام پر مثل حضرت غوث الثقلین وغیرہم کے ملاقات کی ہے

کی خشک پاک ہے بعد تر ہونیکے طاہر نہیں رہتی ورنہ ہر نجاست سوختہ کی خاک پاک ہو جاوے جیسے انسان یا خنزیر کی
انکی نجاست بعد تر ہونیکے طاہر نہیں رہتی عورت اگر مرد کی طرح اور مرد عورت کیطرح اگر تشہد میں بیٹھے تو نماز درست
ہوگی یا نہیں بعض لوگ مراتب حدیث کے کوئی تعزیہ دونوں میں نہیں کرتے زکوٰۃ ان لوگوں پر واجب ہے یا نہیں کفلہ
سے جو نمایاں ہوتی ہیں انکا بدلہ دنیا میں حق تعالےٰ انکو دیگا یا آخرت میں بقدر اس کے تخفیف عذاب ہو جاویگی
نکاح میں یہ شرط کرنا کہ بعد عقد کے اپنی زوجہ کو اپنے گھر سے باہر نجانے دونگا حتی کہ والدین کے گھر کی بھی شرط کرلی
اور اسپر والدین منکوحہ کے راضی بھی ہو گئے آیا نکاح صحیح ہے یا فاسد اور یہ شرط عند القاضی معتبر ہوگی یا نہیں اور عند اللہ
کیا حکم ہے جو حوض دہ دردہ سے کم ہو اور پانی کل کا نیچے جنبہ کا جو دریا سے اس میں آتا ہے اور اکثر اوقات باوجود
بھرجانے کے بھی جنبہ جاری رہتا ہو تو اس کا کیا حکم ہے ہر وقت پانی پاک جاری کا حکم ہے یا وقت جاری ہونیکے
پانی پاک اور وقت رک جانیکے ناپاکی سے ناپاک ہو جاویگا فقط اور ایسے حوض میں جو کوئی غسل کرے تو وہ پانی
مستعمل طاہر غیر مطہر ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جنکا ذکر قرآن شریف میں ہے زندہ ہیں اور اکثر اولیاء اللہ تعالےٰ کی ملاقات جواب سوال اول
انسے منقول ہے اور فوائد کثیرہ اور برکات عظیمہ کو ان سے حاصل ہوئے قال فی تفسیر روح البیان تحت قولہ تعالےٰ فوجدا
عبدا من عبادنا الآیۃ الجمہور علی ان الخضر وعلی انہ نبی غیر مرسل وفی تفسیر البغوی اربعۃ من الانبیاء احیاء الی یوم البعث
اثنان فی الارض الخضر والیاس واثنان فی السماء ادریس وعیسیٰ علیہ السلام وقال الہروی ان الخضر قد جاء الی النبی علیہ السلام
مرارا وما ذکرہ علیہ السلام لو کان حیا لزارنی فلا یصح وقوع الروایۃ بعدہ انتہی وقال ایضا اختلفوا فی حیاتہ والاکثر علی
انہ موجود بین اظہرنا وہذا متفق علیہ الصوفیۃ لان حکایاتہم انہم رأوہ فی المواضع الشریفۃ وکلموہ اکثر من ان یحصیٰ فقد
الشیخ الاکبر فی الفتوحات المکیۃ وابو طالب المکی فی کتبہ والحکیم الترمذی فی نوادرہ وغیر ذلک من المحققین من سادات الامۃ
الذین لا یتصور اجتماعہم علی الکذب والافتراء انتہی مختصرا جواب سوال دوم خاک یا کچھ شئی کی بلکہ جمیع نجاسات کی مختلف
فیہ ہے صحیح مفتی بہ یہ ہے کہ پاک ہے خواہ خشک ہو یا تر قال فی شرح المنیۃ ولو احرقت العذرۃ او الروث فصار کل منہما
رمادا او ماتت الحمار فی المملحۃ وکذا ان وقع بعد موتہ وکذا الکلب والخنزیر لو وقع فیہا فصار ملحا زالت نجاستہ
وطہر عند محمد خلافا لابی یوسف واکثر المشائخ اختار وا قول محمد وعلیہ الفتوی فعلم ان الحکم عند محمد عدم فساد البئر لو وقع
ذلک الرماد انتہی مختصرا اور ظاہر ہو گیا کہ یہ قول کسی شخص کا کہ خاک انسان یا خنزیر کی بعد تر ہونیکے طاہر نہیں ہے خلاف
مفتی بہ اور غلط ہے۔ جواب سوال سوم اگر عورت مرد کیطرح اور مرد عورت کیطرح جلسہ تشہد میں بیٹھے تو نماز بکراہت
[illegible]

نماز میں کراہت ہوگی قال فی شرح المنیۃ فاذا رفع المصلی راسہ من السجدۃ الثانیۃ فی الرکعۃ الثانیۃ افترش رجلہ الیسری
وجلس علیہا ونصب رجلہ الیمنی نصبا ووجہ اصابعہ ای اصابع رجلہ الیمنی نحو القبلۃ ہذہ کیفیۃ القعود المسنون فی القعدتین عند
نا وعند مالک التورک کما قلنا فی المرءۃ انتہی وقال ایضا ویقعد فی القعدۃ الاخیرۃ مثل ما قعد فی القعدۃ الاولی
والمرءۃ تقعد علی الیتہا الیسری فی القعدتین الاولی والاخیرۃ وتخرج کلا رجلیہا من الجانب الآخر انتہی وقال
فی التلویح ترک السنۃ المؤکدۃ قریب من الحرام انتہی جواب سوال چہارم زکوۃ نوٹ پر واجب ہے اس لئے کہ
نوٹ منجملہ عروض تجارت ہیں اور عروض تجارت پر بشرائط زکوۃ زکوۃ واجب ہے قال فی الدر المختار وفی عروض التجارۃ
قیمتہ نصاب وربعہ عشرہ انتہی جواب سوال پنجم کفار جو اعمال خیر کرتے ہیں اوس کا بدلہ دنیا میں ہے نہ آخرۃ
میں بلکہ اعمال اُنکے بالکل محبوط اور ضائع ہوتے ہیں قال اللہ سبحانہ تعالی اولئک الذین حبطت اعمالہم فی الدنیا
والآخرۃ الآیۃ قال فی تفسیر روح البیان حبطت اعمالہم التی کانوا یستحقون بہا الاجر لو قارنت الایمان مثل الانفاق
فی وجوہ الخیر وصلۃ الرحم وغیر ذلک ای ضاعت وبطلت بالکلیۃ ولم یترتب علیہا اثر فی الدنیا والآخرۃ انتہی جواب
سوال ششم جو شخص نکاح میں مثلا یہ شرط کی کہ بعد عقد کے اپنی زوجہ کو اپنے گھر سے باہر نجانے دوں گا یہ نکاح صحیح
ہے اور شرط باطل ہے نزد القاضی اصلا معتبر نہوگی قال فی الدر المختار لا یبطل النکاح بالشرط الفاسد وانما
یبطل الشرط دونہ یعنی لو عقد النکاح مع شرط فاسد لم یبطل النکاح بل الشرط انتہی جواب سوال ہفتم جو حوض
دہ در دہ سے کم ہے اور اس میں منبع سے پانی آتا ہے اور جاتا ہے تو وہ حوض وقت جاری ہونیکے پاک ہے
اور حکم آب جاری کا رکھتا ہے اور جب آمد پانی کی موقوف ہوجاویگی تو حکم اس کا مثل راکد ہے نہ جاری کا اس وقت
نجاست قلیل پڑنے سے نجس ہوجائے گا قال فی الدر المختار والحقوا بالجاری حوض الحمام لو الماء نازلا
والغرف متدارک کحوض صغیر یدخلہ الماء من جانب ویخرج من آخر انتہی قال علیہ فی رد المحتار وکذا حوض غیر
الحمام لانہ فی الظہیریۃ ذکر ہذا الحکم فی حوض اقل من عشر فی عشر انتہی اور اس حوض میں اگر کوئی غسل کرے تو بلاشبہ
پانی اُس کا مستعمل طاہر غیر مطہر ہوگا واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ بسم اللہ العلی الاکبر ما قولکم ایہا العلماء الکرام رحمکم اللہ قرآن مقدس کا ترجمہ کرنا بدون نقل الفاظ ونظم
قرآن مقدس کے کسی زبان انگریزی ہو یا مرہٹی ہو یا سنسکرت محض بغرض اشاعت دین جائز ہے یا نہیں
فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ترجمہ کرنا قرآن شریف کا کسی زبان ...

عن الکافی ان اعتاد القرءة بالفارسیة اوارا دان یکتب مصحفا بہا یمنع وان فعل فی آیة وآیتین لا فان کتب القرآن وتفسیر کل حرف وترجمتہ جاز انتہی وقال ایضاً والظاہر ان الفارسیة غیر قید انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علمار دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مثلاً کوئی شخص ظہر کی سنت کی دوسری رکعت پڑہتا ہوا ور فرض کیواسطے تکبر تکبیر کہے تو وہ شخص نماز توڑ کر شامل ہوجاوے اور دو رکعت پوری کرے حکم از روے شرع کیا ہے مسئلہ ثانی بعد نماز فرض کوئی شخص یا چند اشخاص درود شریف پڑہتے ہوں اس طرح پر صلی اللہ وسلم علیک یا رسول اللہ اس کے واسطے کیا حکم ہے درست ہے یا نادرست اور اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے سننے کے وقت انگوٹھوں کا چومنا اور آنکھہ سے لگانا مستحب ہے یا نہیں حدیث اس کی ضعیف ہے یا موضوع چومنے والوں کو بدعتی کہنا درست ہے یا نہیں گنہگار اس کا کہنے والا ہوتا ہے یا نہیں اور درود شریف مذکور کے کہنے والیکو مشرک اگر کوئی کہے اس کا کیا حکم ہے اور کھڑا ہونا وقت ذکر ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درست ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو شخص سنت ظہر پڑہتا ہو اور امام نماز ظہر بجماعت شروع کرے تو سنت ظہر پڑہنے والے کو چاہیے کہ چار رکعت سنت پوری کرے اور سنت کو نہ قطع کرے اور نہ دو رکعت پڑھکر سلام پھیرے اور اگر دو رکعت پڑھکر سلام پھیر کر شریک جماعت ہوجائے گا تو جب بھی مضائقہ نہیں قال فی الدر المختار والشارع فی النفل لا یقطع مطلقا ویتمہ رکعتین وکذا سنة الظہر وسنة الجمعة اذا اقیمت او خطب الامام یتمہا اربعا علی القول الراجح انتہی اور درود شریف صلی اللہ وسلم علیک یا رسول اللہ پڑہنا درست ہے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگانا وقت کہنے موذن کے اشہد ان محمد رسول اللہ مستحب ہے قال فی رد المحتار یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادة صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیة منہا قرة عینی بک یا رسول اللہ ثم یقول اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفر الابہامین علی العینین کذا فی کنز العباد وفی کتاب الفردوس من قبل ظفر ابہامیہ عند سماع اشہد ان محمد رسول اللہ فی الاذان انا قائدہ ومدخلہ فی صفوف الجنة عن المقاصد الحسنة للسخاوی انتہی مختصرا اور حدیث اس باب میں جو وارد ہے ضعیف ہے موضوع نہیں کما لیظہر من تذکرة الموضوعات لمولانا محمد طاہر اور چومنے والیکو جو بدعتی کہتا ہے وہ شخص برا کرتا ہے اور اسی طرح درود شریف پڑہنے والیکو مشرک کہتا ہے بہت گنہگار ہوتا ہے اور کھڑا ہونا ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ　　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص کے یہاں مجلس میلاد ہی اوس نے اپنے احباب اہل اسلام کو بذریعہ فرد اسم الصلاۃ دی اور پیشانی فرد پر یہ عبارت تھی (نمونہ نقل) المبدالج غریب خانہ پر بعد مغرب مجلس میلاد شریف ہے صاحبان ذیل حاضر مجلس شہنشاہ انبیا علیہ وعلی الہ التحیۃ والثنا ہوکر سماعت ذکر مناقب و ولادت شریف وغیرہ سے فیض یاب ہوں ایک شخص نے اپنے نام پر یہ عبارت تحریر کی ہے کہ ایسی مجلسوں میں اہل سنت نہیں آیا کرتے آیا یہ شخص فاسق العقیدہ ہے یا نہیں اور فساد کس درجہ کا اور اس کے پیچھے اقتدا کیا ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلا شبہ یہ شخص فاسد العقیدہ ہے جو مجلس ذکر مناقب اور ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتا ہے کہ ایسی مجلسوں میں اہل سنت نہیں آیا کرتے نعوذ باللہ سبحانہ منہا قال القاضی فی الشفاء قال ابو ابراہیم التجیبی واجب علی کل مسلم متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع و یخشع و یتوقر و یسکن من حرکتہ و یاخذ فی ہیبتہ و اجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ و یتادب بما ادبنا اللہ بہ لیکن بحسب ظاہر حکم شرع کے یہ متعین نہیں کہ فساد کس درجہ کا ہے البتہ مبتدع ہونا اوس شخص کا متعین ہے اسیطرح مجرد اس کلام سے حکم عدم صحت اقتدا اس شخص کا نہیں کرسکتے نقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہٗ　　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین اندرین مسائل سوال اول اطاعت والدین کی بیٹا بیٹی پر خواہ شوہر دار ہو یا غیر شوہر دار دونوں پر برابر و بلا فرق فرض ہے یا نہیں اور فرضیت اس کی کونسی دلیل شرعی سے ثابت ہے اس کو بہ تفصیل مع دلائل کے بیان فرمائے سوال دوم اطاعت شوہر کی زوجہ پر فرض ہے یا نہیں اس کی فرضیت پر کیا دلیل ہے سوال سوم بیٹی پر بعد شوہر دار ہو جانے اون کے کے فرضیت اطاعت والدین کی اثر سے بسبب فرضیت اطاعت شوہر انکے کے بالکل ساقط ہو جاتی ہے یا بعض باقی رہتی ہے اور بعض ساقط جو شق صحیح ہو اس کو بتوضیح تمام مع الدلیل ارقام فرمادیں سوال چہارم درصورت فرضیت اطاعت والدین و فرضیت اطاعت زوج عورت پر دونوں کی اطاعت برابر ہے یا کم و بیش اور باپ و شوہر کے درجہ میں کیا تفاوت ہے اعلیٰ درجہ کس کا ہے سوال پنجم عاق کرنا والدین کا جو مشہور عوام جہلاء میں ہے بیٹا و بیٹی دونوں پر موثر ہے یا صرف بیٹے ہی پر اور عاق کرنے کا اثر اس پر جو عاق کیا گیا ہے کیا مرتب ہوتا ہے سوال ششم مثلاً زید اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو ایک امر جائز کی جانب　　حکم اس طرح کرتا ہے کہ اگر

تو میرے اس حکم کی تعمیل نکرے گی تو بسبب اس کے کہ یہ عدول حکمی تیری باعث ایذا و تکلیف میرے
دل کی ہوگی میں تجھکو طلاق دیدونگا اور پدر سماۃ مذکورہ کا تعمیل حکم شوہر سے اس طور پر روکتا ہو کہ منع کرتا
ہو کہ اگر تو اپنے شوہر زید کے حکم کی تعمیل کرے گی تو بسبب اس تیرے عقوق کے کہ موجب ایذا و تکلیف میرے
دل کا ہے تجھ سے نہایت ناراض ہونگا اور قیامت میں تیرا دامن گیر ہونگا یا اس کا عکس یعنی باپ بطور مذکور
حکم کرتا ہو اور شوہر بطور مسطورہ مانع ہوتا ہو تو اس صورت میں عورت
کو عقوق باپ اختیار کرنا بہتر ہوگا یا طلاق شوہر سوال ہفتم بعد نکاح کر دینے دختر کے باپ چاہتا ہے
کہ لڑکی ہمارے گھر میں رہے اور شوہر چاہتا ہے کہ ہمارے گھر اور باپ کسیطرح محتاج اس سے خدمت لینے کا
نہیں ہے اور باپ نے ایجاب نسبت میں قبل نکاح کے داماد سے یہ شرط بھی کرالی تھی کہ دختر ہماری گھر میں رہے گی اور
تمکو بھی یہیں رہنا پڑے گا تو اس صورت میں عورت کو باطاعت والدین والدین کے گھر میں رہنا چاہئے یا باطاعت
شوہر شوہر کے گھر اور یہ شرط مذکورہ باپ کا اس عورت کے شوہر کے ساتھ صحیح ہے یا نہیں فقط
سوال ہشتم عورت زیارت والدین و دیگر محارم میں محتاج اذن شوہر کی ہے یا نہیں سوال نہم عورت
خلاف حکم مرضی اپنے زوج کے مکان شوہر سے بارادہ زیارت والدین کے مکان میں کہ مکان میں والدین
کا اس کے محلہ مسکونہ میں ہو یا مثلاً دو کوس پر ہو یا اس سے بھی زیادہ دور ہو جا سکتی ہے یا نہیں اور اگر والدین
عورت مذکورہ کے خواہش کریں کہ اپنی دختر سے اس کے شوہر کے مکان میں اگر ملاقات کریں تو شوہر کو حق
منع کا ہے یا نہیں اور عورت خلاف حکم مرضی اپنے شوہر کے اپنے والدین کو مکان شوہر میں آنے دے سکتی ہے
یا نہیں سوال دہم مثلاً پدر عورت خواہ ماں اس کی کوئی مرض مہلک و قتال میں مبتلا ہوئی اور ایسا ہی اس
کا شوہر بھی مرض مہلک و قتال میں مبتلا ہو گئے اور سوائے عورت مذکورہ کے دونوں کا یعنی پدر و شوہر
مذکورہ کا کوئی خبر گیراں اور خدمت کنندگان نہیں ہے اور اس وقت میں دونوں محتاج شدید خدمت
کے ہیں اور ایسا بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ دونوں کی خدمت اور خبر گیری اس سے انجام پا دے اگر باپ
کی خدمت و خبر گیری کرتی ہے تو ترک خدمت و عدم خبر گیری شوہر کی لازم آتی ہے یا اس کا عکس تو اس صورت
میں اس عورت کو کیا کرنا چاہیے آیا ترک خدمت والدین خدمت شوہر کی کرنا چاہیے یا ترک خدمت شوہر خدمت والدین
کی کرنا چاہئے بینوا بالقرآن واحادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم واستشہدوا باقوال العلماء العقول فقط
بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ثابت ہے نص قطعی سے قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ وقضیٰ ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا قال فی معالم
التنزیل ای امر ربک واوجب قال فی روح البیان ای امر امرا مقطوعا به فاهم الواجبات بعد التوحید
احسانا انتہی وقال الخطیب فی السراج المنیر تحت قوله تعالیٰ ووصینا الانسان بوالدیه ای امرناه ان یبرهما ویطیعهما
ویقوم بهما انتہی اور احادیث کثیرہ بھی اس باب میں وارد ہیں فی المشکوۃ عن عبد اللہ ابن عمرو [illegible] قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رضی الرب فی رضی الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد رواہ الترمذی وعن ابی امامة ان رجلا قال یا رسول اللہ ما
حق الوالدین علی ولدهما قال هما جنتک ونارک رواہ ابن ماجه انتہی لیکن اطاعت مخلوق میں خواہ والدین ہوں یا غیر ان کے
یہ امر شرط ہے کہ معصیت الٰہی نہ ہو ورنہ معصیت الٰہی میں اطاعت کسی کی جائز نہیں فی المشکوۃ عن ابن عمر قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السمع والطاعة علی المرء المسلم فیما احب وکره ما لم یؤمر بمعصیة فاذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة متفق علیہ وعن
علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعة فی معصیة اللہ انما الطاعة فی المعروف متفق علیہ انتہی پس جب
بیٹی شوہردار ہو جاتی ہے تو اطاعت شوہر اس پر فرض ہو جاتی ہے اس حالت میں اسپر اطاعت والدین کی ان
امور میں جو مخالف طاعت مفروضہ شوہر کے ہوں فرض کیا مباح بھی نہیں کما یجیٔ مفصلا فی الاجوبة الآتیة فقط
جواب سوال دوم اطاعت شوہر کی زوجہ پر فرض ہے اور دلیل فرضیت اس کی اولا آیات متعددہ منجملہ ان کے
ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف وللرجال علیهن درجة قال الامام الرازی فی تفسیره فاعلم ان اللہ تعالیٰ لما بین
انه یجب ان یکون المقصود من المراجعة اصلاح حالها لا ایصال الضرر الیها بین ان لکل واحد من الزوجین
حقا علی الآخر ان الزوج کالراعی والامیر والزوجة کالمامور والرعیة فیجب علی الزوج بسبب کونه امیرا و
راعیا ان یقوم بحقها ومصالحها ویجب علیها فی مقابلة ذلک اظهار الانقیاد والطاعة للزوج انتہی مختصرا وفی التفسیرات
الاحمدیة قوله تعالیٰ ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف ایما ای حقوق کل من الزوج والزوجة علی الآخر فحقوق
الزوج علی الزوجة الخدمة والاداب وترک الاعراض عنه والاقبال الیه بالکلیة والانقیاد له وترک المنع
من الوطی متی شاء وکیف شاء انتہی اور ثانیا احادیث کثیرہ صحیحہ منجملہ ان کے حدیث ترمذی عن ابی ہریرة
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها انتہی اور حدیث امام
احمد جو مشکوۃ میں ہے لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها [illegible] ان تنقل من
جبل احمر الی جبل اسود ومن جبل اسود الی جبل ابیض کان ینبغی لها ان تفعل [illegible] حدیث بیہقی [illegible]
فی المشکوۃ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثة لا یقبل اللہ لهم صلوۃ ولا یصعد لهم حسنة العبد
الآبق حتی یرجع الی موالیه فیضع یده فی ایدیهم والمرأة الساخط علیها زوجها والسکران حتی یصحو انتہی
سوال سوم [illegible] عورت پر اطاعت والدین [illegible]

فرض ہوئی والدلیل علیہا مر آنفا توجن امرون میں اطاعت والدین منافی اطاعت شوہر ہوگی اُن امرون میں بمقتضائے
احادیث سابقہ وحدیث صحیح لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق کے اطاعت والدین ساقط ہوجائیگی اور باقی میں
باقی رہے گی قال الامام الغزالی فی الاحیاء النکاح نوع رق فھی رقیقۃ لہ فعلیہا طاعۃ الزوج مطلقا فی
کل ما طلب منہا فی نفسہا مما لا معصیۃ فیہ وقد ورد فی حق الزوج علیہا اخبار کثیرۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم
ایما امرءۃ ماتت وزوجہا عنہا راض دخلت الجنۃ وکان رجل قد خرج الی سفر وعہد الی امرءتہ ان لا تنزل من
العلو الی السفل وکان ابوہا فی الاسفل فمرض فارسلت المرءۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تستاذن فی
النزول الی ابیہا فقال صلی اللہ علیہ وسلم اطیعی زوجک فمات فاستامرتہ فقال اطیعی زوجک فدفن ابو
ہا فارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخبرہا ان اللہ تعالے لہ قد غفر لابیہا لطاعتہا لزوجہا انتہی وقال
امام الرازی فی التفسیر الکبیر واذا ثبت فضل الرجل علی المرءۃ ظہر ان المرءۃ کالاسیر العاجز فی ید الرجل
ولہذا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استوصوا بالنساء خیرا فانہن عندکم عوان انتہی جواب سوال چہارم
جن امرون میں اطاعت زوج کی اوپر زوجہ کے فرض ہے انمیں اطاعت شوہر مقدم ہے اوپر اطاعت
والدین کے نہ باقی امور میں کما ظہر من الاحادیث والروایات المذکورۃ السابقۃ فقط جواب سوال پنجم
عقوق ابنا اور دختر دونوں میں برابر ہوتا ہے اور معنی عقوق کے نافرمانی غیر معصیت میں اور ایذا
رسانی کے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس
والیمین الغموس رواہ البخاری قال فی المرقاۃ عقوق الوالدین قطع صلتہما وقیل ہو ایذاء لا یتحمل مثلہ من
الولد عادۃ وقیل عقوقہما مخالفۃ امرہما فیما لم یکن معصیۃ انتہی اور اثر عقوق کا فاسق ہوجانا ہے عاق
کا جب تک کہ توبہ نکرے فقط جواب سوال ششم ایسی حالت میں عورت کو اطاعت اپنی شوہر کی لازم
ہے نہ اطاعت پدر کی کما ظہر من الاحادیث والروایات المنقولۃ آنفاً اور اس حالت میں
نافرمانی پدر کی حق دختر میں عقوق شرعی نہیں ہے اسواسطیکہ نافرمانی شوہر کی معصیت ہے
اور حرام اور پدر اُس کا امر کرتا ہے اس معصیت اور حرام کا پس معصیت میں اطاعت
والدین کی فرض کیا مباح بھی نہیں والدلیل علیہ قد مر اور ان جوابات سے جواب باقی چار سوالکا
بھی ظاہر ہو گیا یعنی جب اطاعت شوہر مقدم ہوگئی تو عورت کو باطاعت شوہر شوہر کے گھر رہنا چاہیئے
نہ والدین کے گھر اور شوہر والدین کی اپنے گھر رکھنے کی لغو ہے عورت کو بلا اجازت شوہر کے
کسی محرم یا والدین کے زیارت نہیں جانا چاہیئے عورت بلا اجازت شوہر کے والدین کے مکان تک
بالاخانہ سے نیچے تک جاسکتی ہے والدین مریض کیون نہ ہوئین نہیں جا سکتی اسیطرح والدین عورت کے

جواب سوال چہارم

جواب سوال پنجم

جواب سوال ششم

جواب سوال ہفتم و ہشتم و نہم و دہم

عورت سے بغیر مرضی شوہر کے ملاقات نہیں کر سکتی اور شوہر کو ملاقات والدین سے یہ مصلحت حق منع پہونچتا ہے اگر عورت باجازت شوہر والدین و شوہر دونوں کی خدمت کر سکتی ہے تو فبہا ورنہ شوہر کی ہی خدمت کرے گی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ　　　الجواب الجواب محمد عبد الغفار خان عفی عنہ

سوال۔ ما قولکم رحمکم اللہ تعالے اندرینکہ خواندن انگریزی وآموختن آں وتعلیم کنانیدن اطفال خود را قواعد وضوابط زبان انگریزی بر اہل اسلام جائز است یا نہ بینوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ تعالے یوم الجزاء والحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

خواندن انگریزی وآموختن آن برائے مکلفین اہل اسلام وہمچنین تعلیم کنانیدش اطفال مومنین را حرام است زیراکہ خواندن وآموختن وممارست آں موجب مناسبت واختلاط ومورث مودت وارتباط است بنصرانیان بلکہ مقصود اصلی خوانندگان وتعلیم کنانندگانش ہمیں است واختلاط بانصرانیان وارتباط بانہا وہمچنین موجبات واسباب آن حرام است واجتناب ودوری گزیدن تا مقدور ازانان واجب است بنصوص صریحہ واحادیث صحیحہ قال اللہ سبحانہ تعالے لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ قال علیہ فی الکشاف والغرض بہ انہ لاینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد علی مبالغۃ فی النہی عنہ والزجر عن ملابستہ والتوصیۃ بالتصلب فی مجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والاحتراس عن مخالطتہم ومعاشرتہم وزاد ذالک تشدیدا وتاکیدا بقولہ ولو کانوا آباءہم ولقولہ اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وبمقابلہ قولہ اولئک حزب الشیطان وبقولہ اولئک حزب اللہ فلا تجد شیئا ادخل فی الاخلاص من موالاۃ اولیاء اللہ ومعاداۃ اعدائہ بل ہو الاخلاص بعینہ انتہی ودر محل دیگر حضرت حق سبحانہ میفرماید یاایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم الآیۃ قال علیہ فی الکشاف لا تتخذوہم اولیاء تنصرونہم وتستنصرونہم وتواخونہم وتصافونہم وتعاشرونہم معاشرۃ المومنین ثم علل النہی بقولہ بعضہم اولیاء بعض اے انما یوالی بعضہم بعضا لاتحاد ملتہم واجتماعہم فی الکفر فما لمن دینہ خلاف دینہم ولموالاتہم ومن یتولہم منکم فانہ منہم من جملتہم وحکمہ حکمہم وہذا تغلیظ من اللہ وتشدید فی وجوب مجانبۃ المخالف فی الدین واعتزالہ کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تتراءی ناراہما ومنہ قول عمر رضی اللہ عنہ لابی موسی الاشعری فی کاتبۃ النصرانی لا تکرموہم اذ اہانہم اللہ ولا تامنوہم اذ خونہم ولا تدنوہم اذ اقصاہم اللہ وروی انہ قال لہ ابو موسیٰ لا قوام للبصرۃ الا بہ فقال

مات النصرانی والسلام ینبغی هب انه قد مات فما کنت تکون صانعا حینئذ فاصنع الساعة ما تصنع فیه انتهی و تحقیق است
و تفسیر کبیر و نیشاپوری وغیره من کتب التفسیر قال بیضاوی لا تتخذوا الیهود والنصاری اولیاء ای فلا تعتمدوا
علیهم ولا تعاشروهم معاشرة الاحباب بعضهم اولیاء بعض ایماء الی علة النهی فانهم متفقون علی خلافکم یوالی
بعضهم بعضا لاتحادهم فی الدین واجتماعهم علی مضادتکم ومن یتولهم منکم فانه منهم ای من والاهم منکم فانه
من جملتهم وهذا تشدید فی وجوب مجانبتهم کما قال علیه السلام لا تتراءی ناراهما انتهی و در مسلم الثبوت وغیره
من کتب الاصول مرقوم است که تحصیل اسباب واجب واجب است وتحصیل اسباب حرام حرام است کما قال ایضا فی
تحصیل اسباب الواجب واجب وتحصیل اسباب الحرام حرام بالاجماع انتهی و در احیاء العلوم مسطور است که انبساط و معاشرت
و دوستانه از کافر حرام است ونصه فان کان الفاسق کافرا کان محاربا فهو مستحق للقتل والاسر ولیس بعد هذین الامرین اهانة
واما الذمی فانه لا یجوز ایذاءه الا بالاعراض عنه والتحقیر له باضطراره الی اضیق الطریق وبترک المفاتحة بالسلام
والکلام والکف عن مخالطته ومعاملته ومواکلته فاما الانبساط معه والاسترسال الیه کما یسترسل الی الاصدقاء فهو مکروه
کراهة شدیدة یکاد ینتهی ما ینتهی منه الی حد التحریم قال الله تعالی لا تجد قوما یؤمنون الخ وقال الله تعالی
لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء الخ وقال علیه السلام المسلم والمشرک لا تتراءی ناراهما انتهی وآنچه بعض علماء
در فتوای خود می‌نویسند خواندن و آموختن زبان انگریزی که لسان سلطان وقت است بمقدار فهمیدن
گفتگوی انگریزان و قدرت فهمیدن نوشته ایشان وبمقدار قوت کتابت قرطاس متعلقه شان که امور
معاش تعلق قوی بآن دارد بغیر آن نقصان مال وعزت است که اکثر کار وبار سررشته انگریزان بران
موقوف است که انگریزان با غیر انگریزی زبان بتجارت مخاطب نمی‌شوند و در بارگاه خود بار نمی‌دهند
یا به نیت مقابله قسیسین و رهبانان او شان درباره اثبات حقیت دین اسلام جائز و مباح است
الخ جوابش اینکه اولا این امر اصلا صحیح نیست که بغیر دانستن انگریزی نقصان مال وعزت است هزاران
کس درین بلاد نا آشنای محض اند از انگریزی و هیچ نقصان مال وعزت شان نیست و این امر ظاهر
و عیان است ومن ادعی فعلیه البیان ثانیا علی التسلیم احتمال نقصان مال وعزت مجوز اختیار اسباب اختلاط
ومودت با کفار نمیتواند شد حاطب ابن بلتعه رضی الله تعالی عنه که از اصحاب جلیل القدر ومهاجرین واز
اصحاب بدر بودند اهل وعیال شان در مکه معظمه که در آن وقت دار الحرب بود و بقبضه کفار گرفتار
بودند وصحابی موصوف بتوقع محافظت وعدم تعرض کفار باهل وعیال واموال خود شان رسم مراسلت
مکتوب باهل مکه نموده بودند حضرت حق در آیه کریمه یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم
اولیاء الآیة نهی ابلغ از رسوم مودت وموجبات مودت کفار فرمود پس نقصان مال وعزت بلا احتمال

ائتلاف جانہا ہم بجز اختیار اسباب مروت وارتباط کہ خالی از خرابی نباشد ردی البخاری باسنادہ عن علی رضی اللہ تعالے عنہ یقول بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا والزبیر والمقداد فقال انطلقوا حتی تأتوا روضۃ خاخ فان بہا ظعینۃ معہا کتاب فخذوہ منہا فذہبنا تعادی بنا خیلنا حتی اتینا الروضۃ فاذا نحن بالظعینۃ فقلنا اخرجی الکتاب او لتلقین الثیاب فاخرجتہ من عقاصہا فاتینا بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا فیہ من حاطب ابن ابی بلتعۃ الی ناس من المشرکین ممن بمکۃ یخبرہم ببعض امر النبی علیہ السلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما ہذا یا حاطب قال لا تعجل یا رسول اللہ انی کنت امرأ من قریش ولم اکن من انفسہم وکان من معک من المہاجرین لہم قرابات یحمون بہا اہلیہم واموالہم بمکۃ فاحببت اذ فاتنی من النسب فیہم ان اصطنع الیہم یدا یحمون قرابتی وما فعلت ذلک کفرا ولا ارتدادا عن دینی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد صدقکم فنزلت فیہ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم الآیۃ انتہی مختصرا وقال فی المدارک تحت قولہ تعالے لا تجد قوما الآیۃ من الممتنع ان تجد قوما مؤمنین یوادون المشرکین والمراد انہ لا ینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال مبالغۃ فی الزجر عن مجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والاحتراز عن مخالطتہم ومعاشرتہم وزاد ذلک تاکیدا وتشدیدا بقولہ ولو کانوا آباءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم انتہی وحال نیست مقابلہ فیمین درینا نان انیکہ اولا تراجم ہمہ کتب مذہبیہ انگریزان بزبان اردو وغیرہ موجود است ردکنندگان نصاری ہیچ احتیاج دراثبات حقیقت اسلام وادلہ موجبہ الزام بآموختن زبان انگریزی نمیدارند چنانچہ رئیس المناظرین نصاری مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر مکہ اکثر کتب در تردید این فرقہ نوشتہ اند ومناظرہا باین فرقہ در بلاد ہند وبلاد روم فرمودہ گوئی سبقت واثبات حقیقت از میدان مناظرہ ربودہ اند وازانگریزی حرفی نیاموختہ ونشنودہ اند وعلی التسلیم این نیست از اہل این کار کہ علماء وصلحاء واخیار وسالکین مناظرہ ودفع اشرار اند معتبر ومفید جواز میتواند شد نہ از عوام الناس واطفال کہ بذریعہ خواندن وآموختن انگریزی دمار است عقائد وطرق ایمان ودین وملت خود درباختہ وکفر والحاد واہانت اسلام واہل اسلام شعار ودثار خود ساختہ اند وہو مما لا یخفی علی ذوی الابصار وآنچہ میگوید کہ حکم این حکم صناعاتست مانند کتابت وغیرہ کدامی نہی از جانب شارع درباب آموختن لسان اقوام وارد نیست حاصلش اینکہ مراد از علم صناعات کہ در کلام فقہاء وارد است صناعات محتاج الیہا است کہ بدون آن قوام معاش وتمدن صورت نہ بندد کما قال فی تبیین المحارم واما فرض الکفایۃ من العلوم فہو کل علم لا یستغنی عنہ فی قوام امور الدنیا کالطب والحساب واصول الصناعات والفلاحۃ کالحیاکۃ والسیاسۃ والحجامۃ انتہی مختصرا پس لسان انگریزی کہ محتاج الیہ اقوام اہل ہند است ... [illegible]

مائل شود وعلی التسلیم اگر از علوم صناعات علمی موجب مفاسد دینیه ومنافی نصوص صریحه کتاب وسنت
باشد وحرمت آن تا حال ثابت نشده کما قال فی المنطق والنجوم وغیره قال الامام الغزالی فی الاحیاء
واعلم ان العلم لا یذم لعینه وانما یذم فی حق العباد لاحد اسباب ثلاثة احدها ان یکون مؤدیا الی ضرر ما
اما لصاحبه او لغیره کما یذم علم السحر والطلسمات الثانی ان یکون مضرا لصاحبه فی غالب الامر کعلم النجوم انتہی
مختصرا وقال ایضا اما القسم المذموم قلیله وکثیره وهو ما لا فائدة فیه فی دین ولا دنیا او فیه ضرر یغلب نفعه
کعلم السحر والطلسم والنجوم فبعضه لا فائدة فیه اصلا ومنه ما فیه ضرر یربی علی ما یظن انه یحصل به من قضاء
وطر فی الدنیا فان ذلک لا یعتد به بالاضافة الی الضرر الحاصل منه انتہی وآنچه میگوید که کدام نهی درباب
آموختن لسان اقوام وارد نیست پس بقاعده کلیه الاصل فی الاشیاء الاباحة بر اباحت اصلیه خود باقی ماند
نه حرام نه مکروه که بحث آن دلیل قوی باید انتہی جوابش اینکه اگر مرادش از عدم ورود نهی درین باب
نهی لذاته است تسلیم نمودیم ولیکن لقائلش نیست چه حرمت را نهی لذاته درکار نیست لهذا است که تحریم شیء
را باعتبار عوارض میباشد کما مر من الاحیاء مثلا زبان قومی از کفار واجب الاحتراز که لذاته آموختنش
ممنوع نباشد لیکن بسبب لزوم اختلاط با اهل آن زبان ومناسبت ومودت با آنان که از لوازم
ضروریه آموختن است حکم حرمت آن از کتاب وسنت میتوان کرد واگر مرادش آنست که نهی مطلقا درین باب
وارد نیست پس این امر اصلا صحیح نیست چه نصوص صریحه قرآن شریف واحادیث صحیحه درین باب وارد است
قدر منها منه وآنچه میگوید که رسول الله صلی الله علیه وسلم از اصحاب خود دو کس را جهت آموختن
لغات اهل کتاب از یهود ونصاری امر فرموده بودند انتہی جوابش اینکه اولا قائل این کلام از تصریح اهل
سیر این سخن نقل ننموده پس قابل اعتماد نیست تا نقل عن ثقة ثبت ثانیا اینکه علی التسلیم آموختن آن دو کس زبان مذکور را جهت
مذکوره یک دو کس را مفید بود ومفید این فرقه باشد بجهت دفع شر دشمنان واین ذریعه صیانت عقائد واعمال
خود بمقتضای این نقل جائز خواهد بود نه مطلقا لاسیما درصورت برباد رفتن دین وایمان انگریزی خوانان از اثر
صحبت وتعلیم آنان چنانکه مشاهد ومعلوم است وآنچه میگوید که قاعده فقه است الامور بمقاصدها وقال النبی صلی الله علیه
وسلم انما الاعمال بالنیات یعنی هرگاه نیت وقصد خیر باشد درکارے آن درست ومشروع باشد وفاعل آن
مثاب گردد انتہی بلاشبه درکار مباح اگر نیت خیر باشد آن درست ومشروع است نه در ممنوع وحرام وهرگاه
که حرمت خواندن انگریزی بسبب لزوم اختلاط ومناسبت کفار معلوم شد پس خیر در آن اصلا معتبر نیست ونه مجیب
الا اهل آن که در آموختن درحق او ممنوع نیست اهل اسلام را حق سبحانه توفیق دهاد که بر پرستش انگریزان وعادت
شیطان تنفر کلی حاصل گردد والله سبحانه الموفق وفی هذا القدر کفایة لاهل الدرایة والله ولی التوفیق

واللہ سبحانہٗ اعلم وعلمہ بالصواب ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اچھے فعلوں پر قسمیں کھائیں اور توڑیں اور اُن قسموں کی تعداد بھی شمار یاد نہیں تو پس ان قسموں کا بسبب نیاس اپنے کے جدا جدا کفارہ دے یا ان کل قسموں کا ایک کفارہ دے گا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ایک کفارہ دینے سے سب قسموں کا کفارہ ادا ہو جائے گا ۔ قال فی رد المحتار و فی البغیۃ کفارات الایمان اذا کثرت تداخلت و یخرج بالکفارۃ الواحدۃ عن عہدۃ الجمیع و قال شہاب الائمۃ ہذا قول محمد قال صاحب الاصل ہو المختار عندی مقدسی ومثلہ فی القہستانی عن المنیۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ
الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال ۔ چون احتساب عبارت از امر معروف و نہی منکر فرض کفایہ است و علم از اعرف معروفات وجہل از انکر منکرات کافہ است فقہائی ملت بیضائی اسلام احکام احتساب بہ علماء ومعیدین درس متعلمین در صورت ارتکاب این منکر و اجتناب ازین امر چہ نوشتہ اند وکدام تعزیر معلمین و متعلمین فرمودہ و تبیین و تفصیل این مطالب کجا نمودہ اند بعمل تکمیل بمراعات قواعد احتساب بہ نگارند و مسائل این مسائل بمضمون و نشاگر خواننگارند و اگر بتوانند شرح دہند کہ آیا در عہدی از عوام و ایام سلاطین و حکام اسلام برین ہنجار و گفتار خواص و عوام بودہ وکدامی خلیفہ و امام التزام و اہتمام و انتظام آن نمودہ یا خبر ہیچ مصداق مسلمانی درکتاب و مسلمانان در گور بودہ است و لبس یادہ دعائی حق زیادہ فقط خاکپائے ارباب علوم اصحاب فہوم ملا عبد القیوم ڈپٹی کمشنر انعام صوبہ جنوبی حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن وحوادث الزمن ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

الخ سائل منولید کہ فقہائے ملت بیضائی اسلام احکام احتساب بہ علماء و معیدین درس متعلمین در صورت ارتکاب این منکر و اجتناب ازین امر چہ نوشتہ اند وکدام تعزیر معین فرمودہ اند مالش اینکہ اگر مراد سائل ازین کلام آنست کہ فرقہ علماء و متعلمین اگر ترک احتساب معروف کنند و این ترک امر معروف کہ منکر است ارتکاب نمایند تو بہ سبب باز

اندیگران ساقط شود واگر ہمہ ترک کنند ہمہ آثم شوند و مراتب احتساب بتفصیل احادیث صحیحہ وارد شدہ و چند است
و منوط بشرائط و موانع کثیرہ است . وفی مسلم فی صحیحہ عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای
منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان انتہی پس صور منکرہ ہمہ مسلمانان باوجود اجتماع شرائط
وارتفاع موانع مرتبہ از مراتب احتساب کہ بر ایشان فرض بودہ ترک نمایند آثم خواہند شد و علم این ترک بخصوص از قبیل محالات
عادیہ است چہ اولا احوال ہمہ مسلمانان معلوم نمیتوانند شد ثانیا حکم بتحقق ہمہ شرائط آن و ارتفاع موانع ہمہ دشوار ثالثا حکم بر
آن مرتبہ ضعیف اش کہ بقلب است چگونہ کردہ شود بالجملہ بر تقدیر ارتکاب این منکر بودنش معصیت بتحقق شرائط کہ
اش فقہا حکم تعزیر کہ آن مفوض برائے حاکم است وضمن کلیہ تعزیر فرمودہ اند قال فی الدر المختار یعزر مرتکب کل منکر و
مؤذی مسلم بغیر حق بقول او فعل انتہی واگر مراد سائل آنست کہ علم کہ از اعرف معروفات است و جہل کہ از انکر منکرات است اگر
علما و متعلمین ارتکاب این منکر نمایند یعنی جہل اختیار کنند پس در حق ایشان احکام احتساب چیست پس جوابش اینکہ از کلیہ مذکورہ
فقہا و یعزر مرتکب منکر الخ تعزیر بودنش منکر ظاہر است و در زمانہ سلاطین سلف ضبط احکام احتساب شدہ است چنانچہ
ملا ضیاء الدین سنامی در زمانہ سلاطین تغلقیہ محتسب بودند کتابی در غایت متانت وخوبی مسمی بہ نصاب الاحتساب
تصنیف نمودہ اند و ہمچنین در زمانہ سلطان عالمگیر وغیرہ محتسبین بودہ اند و تفصیل این از کتب تواریخ سلاطین معلوم میتواند
شد و توضیح این مرام در کتب امام غزالی مثل احیاء العلوم و کیمیاء سعادت و شرح عین العلم للملا علی القاری صاحب
ان موجود است فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

السید المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال ۔ چہ میفرمایند آن حضرت اندرین مسئلہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ مجتہد بودند یا نہ و در محاربہ کہ
از وشان با حضرت علی کرم اللہ وجہہ واقع شد خطائے اجتہادی بود یا چہ و دریں باب عقیدہ آنجناب و دیگر بزرگان
آنحضرت و محققین حضرت ایشان چیست فقط بینوا توجروا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی از محمد ارشاد حسین عفی عنہ بمحبی و مخلصی مولوی [illegible] اللہ خان وفقہم اللہ سبحانہ
الی المرضاۃ پس از دعا و سلام مسنون مطالعہ نمایند رقیمہ شما رسیدہ کاشف مندرجہ شد اینکہ اختلاف اقوال مردم بجانب
حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ از تشنید حالش اینکہ موافق مذہب جمہور اہل سنت و جماعت ہمین است کہ حضرت معاویہ
رضی اللہ تعالی عنہ مجتہد بودند و در منازعات و محاربات شان با حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالی
عنہ از وشان خطائے اجتہادی واقع شد موافق ہمین است عقیدہ فقیر و دیگر بزرگان فقیر و برائے تحقیق
آن مطلب دو کلام است مختصر اینکہ شیخ [illegible]

والجماعة انہ یجب علی کل احد تزکیۃ جمیع الصحابۃ باثبات العدالۃ والکف عن الطعن فیہم والثناء علیہم انتہی مختصرا وقال ایضا ان

الصحابۃ افضل من جمیع الخلائق بعدہم وہذا مذہب کافۃ العلماء ممن یعتمد علی قولہ ولم یخالف فیہ الا شذوذ من المبتدع

وقد قال امام عصرہ ابو زرعۃ الرازی وہو من اجل شیوخ مسلم اذا رأیت الرجل ینتقص احدا من اصحاب الرسول صلی اللہ علیہ

وسلم فاعلم انہ زندیق وسئل عبد اللہ بن المبارک وناہیک بہ جلالۃ وعلما ایہما افضل معاویۃ او عمر بن العزیز فقال

الغبار الذی دخل انف فرس معاویۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر من عمر ابن عبد العزیز کذا کذا مرۃ ومن اعتقاد اہل السنۃ

والجماعۃ ایضا ان معاویۃ رضی اللہ تعالی عنہ لم یکن فی ایام علی خلیفۃ وانما کان من الملوک غایۃ اجتہادہ انہ کان لہ اجر واحد علی اجتہادہ اما علی فـ

لہ اجران اجر علی اجتہادہ و اجر علی اصابتہ بل عشرۃ اجور انتہی مختصرا وقال ایضا فالحق ثبوت الخلافۃ وانہ امام بعد ذلک لمـ

حینئذ یعنی بعد تسلیم الامام الحسن رضی اللہ تعالی عنہ لہ الخلافۃ وانہ لبعد تلک خلافۃ حق وہو امام صدق کیف وقـ

اخرج الترمذی وحسنہ عن عبد الرحمن ابن عمیرۃ الصحابی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللہم اجعلہ ہادیا

مہدیا واخرج احمد فی مسندہ عن العرباض ابن ساریۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہم علم معاویۃ الکـ

والحساب وقہ العذاب واخرج ابن ابی شیبۃ فی المصنف والطبرانی عن عبد الملک ابن عمیر قال معاویۃ ما زلت

اطمع فی الخلافۃ منذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معاویۃ اذا ملکت فاحسن فتأمل فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ

فی حدیث الاول بان اللہ یجعلہ ہادیا مہدیا والحدیث کما علمت فہو مما یحتج بہ علی فضل معاویۃ وانہ لا ذم یلحقہ بـ

الحروب لما علمت انہا کانت مبنیۃ علی اجتہادہ وان لم یکن لہ الا اجر واحد لان المجتہد اذا اخطاء لا یلام علیہ ولا ذ

یلحقہ بسبب ذلک لانہ معذور انتہی مختصرا فقط واللہ سبحانہ الموفق۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ   الجواب الصحیح محمد عبد الغفار خان

مخدوم و مطاع لمواہت فضائلہم - پس از ادائی مراسم تحیت و تسلیم آنکہ لاذ ان عالی کو معلوم ہوگا کہ بہت عرصہ ﺩ

سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری لکھ رہا ہوں جس کیلئے میں نے بہت سے مواد تاریخی فراہمـ

اسوقت جو چیز زیر تحریر ہے وہ اُن کے فتاوے ہیں عقود الجمان میں اُن کے چند فتاوے مذکور ہیں لیکن

مجکو خلجک پیدا ہوا اس لئے ان کو عرض کرتا ہوں کہ تشفی فرمائی جاوے اصل عبارت لکھکر شبہ لکھتا ہوں قـ

ابو حنیفہ یا ابا الخطاب ما تقول فی رجل غاب عن اہلہ اعواما ونعی الیہا فنکحت امراتہ اخری سیت فتزوجت ثم قدم زوجـ

الاول وقد ولدت ولدا فنفاہ الاول وادعاہ الثانی ایکل واحد منہما قذفہا ام الذی انکرہ فقط فالجواب فیہا اس پـ

شبہ یہ ہے کہ دونوں زوجوں میں کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کے کیا معنے باقی یہ امر کہ ولد بمـ

کے ادعا اور انکار سے ضمنا فہم لازم آتا ہے۔ اس پر دو سوال ہیں (۱) کیا ایسی دلالت التزامی سے قذفـ

داخل ہے ایسا تفصیلی جواب عنایت ہو جو اصل مسئلہ کو حل کر دے اور امام صاحب کے اس سوال کی حقیقت کھولدے
دوسرا فتوی یہ لکھا ہے کہ چند آدمی ایک جگہ بیٹھے تھے ایک شخص پر سانپ آگرا اُس نے دوسرے پر پھینک دیا
اسیطرح تین چار آدمی تک نوبت پہنچی آخیر میں اس نے ایک شخص کو کاٹ لیا اور وہ مرگیا۔ امام صاحب نے
فتوی دیا کہ اگر گرنے کے ساتھ سانپ نے کاٹا تو اخیر پھینکنے والے پر دیت لازم آئے گی اور اگر دفعۃً ہوا تو
کسی پر نہیں۔ اسپر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص نے پھینکا یہ اس کا اضطراری فعل تھا اس اضطراری فعل پر
وہ کیوں ماخوذ ہو فقہ میں اس کے متعلق کیا امر قرار دیا ہے جواب جلد تر مرحمت ہو ورنہ میرا حرج ہوگا فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی از محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ مولوی صاحب محبی ومخلصی مولوی محمد شبلی صاحب وفقہم اللہ سبحانہ لمرضاتہ پس از سلام مسنون مطالعہ نمایند رقیمہ کریمہ بورود مسعود باعث مسرت وکاشف مندرجہ شد حال کم فرصتیہائے فقیر آن مخلص را معلوم است پس بقدر ضرورت جواب و رفع اشتباہ کلمۂ چند نوشتم وتفصیل آن بوقت ملاقات وحصول فرصت موقوف است.

یہ شبہ جو کیا کہ صورت مذکورہ میں دونوں زوجوں میں سے کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کے کیا معنی اس کا جواب یہ ہے کہ تحقق قذف میں صراحۃً لفظ زانیہ کہنا نہیں لازم ہے بلکہ جو لفظ ایسا ہو کہ اوس سے مقذوف پر تہمت زنا وارد ہو وہ شرعا قذف مصطلح ہے قال فی تفسیر روح البیان والقذف بالزنا ان یقول العاقل لمحصنۃ یا زانیۃ یا ابن الزانی یا ابن الزانیۃ یا ولد الزنا او لست لابیک یا ابن فلان انتہی وقال فی الدر المختار ویحد قاذف المسلم البالغ العاقل العفیف بصریح الزنا وبقولہ زنأت فی الجبل او لست لابیک او لست یا ابن فلان لابیہ المعروف بہ انتہی اور جب یہ واضح ہوا کہ انکار ولدیت والد معروف سے قذف متحقق ہوجاتا ہے کما قال لست یا ابن فلان پس یہ کہنا کہ ولدیت کے انکار سے ضمنا قذف ہوتا ہے صحیح نہوا بلکہ انکار ولدیت صراحۃً منجملہ الفاظ قذف ہے پس سوال اول مندفع ہوا اس لئے کہ یہ دلالت التزامی نہیں ہے بلکہ موافق وضع شرعی کے دلالت مطابقی ہے اور حکم قذف اُس سے ثابت اور وہ جو سوال ثانی میں کہا وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں جواب اس کا یہ ہے کہ وہ عورت زانیہ نہیں ہوئی بلکہ موطوءہ بالشبہ ہوئی اور موطوءہ بالشبہ شرعا زانیہ نہیں ہوتی قال فی رد المحتار ان الزنی فی اللغۃ والشرع واحد وہو وطء الرجل المرأۃ فی القبل فی غیر الملک وشبہتہ انتہی اور تحقق شبہۂ ملک کا اس محل میں بسبب تحقق نکاح ثانی کے بعد سننے خبر انتقال شوہر اول کے ظاہر ہے وقال فی الہدایۃ من تزوج امرأۃ لا یحل لہ نکاحہا فوطئہا لا یجب علیہ الحد عند ابی حنیفۃ لکن یوجع

نادر و نایاب کتب شائع کرنے کا شرف حاصل کرنے والا

ادارہ دار العلوم عباسیہ بارویہ طاہر آباد ضلع لیہ

پر ایک نظر دار العلوم عباسیہ بارویہ کا سنگ بنیاد 20 جون 1996 کو پیر طریقت پیر احمد حسن صاحب حسنی مجددی سواگ شریف نے رکھا اس دار العلوم کی سرپرستی پیر طریقت ولی کامل خواجہ الحاج فقیر محمد الباروی نقشبندی مجددی بارو شریف فرما رہے ہیں۔ اس کی نگرانی میرے والد محترم صوفی فتح شیر قادری فرما رہے ہیں۔

دار العلوم ریگستان کے پسماندہ علاقہ طاہر آباد واقع جہاں بنیادی سہولتیں موجود نہیں ہے اس کے باوجود ادارہ میں کافی تعداد میں طلباء دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اب ادارے فیصلہ کیا ہے جو نادر و نایاب کتابیں ہیں ان کو شائع کیا جائے تو سب سے پہلے کتاب عمدۃ المحققین سراج الفقہا، حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین احمدی مجددی نقشبندی رام پوری کا۔

فتاویٰ ارشادیہ حصہ اول

شائع کیا ہے اور فتاویٰ ارشادیہ حصہ دوئم عنقریب شائع کر دیا جائے گا۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں دین و دنیا میں کامیاب فرمائے۔

الحمد للہ کافی نایاب کتابیں مل چکی ہیں

جو کہ وسائل کی کمی کے پیش نظر شائع نہیں ہوئیں

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے نایاب تحفے شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین

غلام عباس باروی نقشبندی مجددی

خادم دار العلوم ھذا

تہمت زنا اس پر قائم ہوئی اور قذف اُس کے حق میں متحقق اور نسب اس ولد کا شوہر اول سے ثابت ہے
قال فی العالمگیری غاب عن زوجتہ ونعی الیہا زوجہا فاعتدت وتزوجت بآخر فولدت عند الامام للاول لفاہ
الاول اوادعاہ اوادعاہ الثانی او نفاہ لاقل من ستۃ اشہر او اکثر من سنتین وللزوج الثانی ان یرفع الزکوۃ اسم
وتقبل شہادتہم لہ کذا فی الوجیز للکردری انتہی اس سبب سے توہم اس کا پیدا ہوا کہ زوج ثانی نے دعوت ولد کرکے
اُس پر تہمت زنا لگائی اس لئے کہ فی الواقع وہ عورت بحکم شرع زوجہ ہے شوہر اول کی اور نسب ولد کا بھی
اس سے ثابت ہے پس دعوت زوج ثانی کا یہ مفاد ہے کہ میں نے اُس سے زنا کیا اب واضح ہوا کہ احتمال
قذف محصنہ کا دونوں شوہروں کی جانب سے ساتھ نفی ولد کے اول سے اور ساتھ دعوت ولد کے ثانی
سے قائم ہے پس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے امتحان قتادہ کے دعوی فقاہت میں یہ سوال کیا
یعنی قتادہ اگر احدہما کو قاذف قرار دینگے تو دیدہ تحقق قذف کی جانب ثانی سے پیش کی جائے گی اور اگر دونوں
کو قاذف ٹھہرائیں گے تو دلیل صوری نفی قذف کی کہ وہ صورت تحقق زنا سے ظاہر کیجائے گی اور اگر کسیکو قاذف
نہ کہیں گے تو دلیل تحقق قذف ہر ایک کی گزاری جائے گی اس صورت میں دعوے فقہ شناسی کا صدق یا کذب
واضح ہو جائے گا اور جواب سوال ثانی کا یہ ہے کہ اول تو پھینکنے والا سانپ کا پھینکنے میں اور جلیبی کے مضطر
نہیں ہو ممکن تھا کہ علیحدہ جلیبی سے پھینکتا بس پھینکنا جلیبی پہ باختیار ہوا اور علی التسلیم لزوم دیت میں فعل اختیاری
شرط نہیں ہو البتہ قصاص میں اختیار اور عمد شرط ہے اسیواسطے قتل شبہ اور خطا میں مثلاً سونے میں کسی نے
کروٹ لی یا گر گیا اور اس سے کوئی شخص دبکر مر گیا تو دیت دینا لازم آئے گا یہاں فعل اختیاری کہاں ہے
بالجزئیت کہ ضمان بالمال ہے اسمیں اختیار شرط نہیں ہے وہو ما لا یخفی علی الماہرین فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان عفی عنہ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کھانا نیاز حاضری حضرت عباسؓ جو کہ اکثر محرم میں ہوتا
جائز ہے یا نہیں جو کہ بر جہ شربت وغیرہ نیاز ہوتا ہے اس کا کھانا کیسا ہے فقط یہ جو دستور ہے کہ شب ہفتم ماہ محرم
کو جبکہ تعزیہ چوک پر رکھا جاتا ہے تو اس کے سامنے ایک برتن میں حلوا نیاز کرا کے تمام شب تعزیہ کے نیچے رکھا
رہتا ہے اور دہم محرم کو جب تعزیہ مدفون ہونے کو جانے لگتا ہے تو وہ حلوا اور شاکر معتقدین اُس کے تبرکاً
تقسیم کرتے ہیں اور کسی بچہ کو نہ کھانے دیتے ہیں اور نہ چھونے دیں کھانا اس حلوے کا شرعاً کیسا ہے
فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

کرنا فاتحہ کا جو کہ حاضری حضرت عباس کی کہتے ہیں اور محرم میں ہوتی ہے شرعاً اس میں کچھ قباحت نہیں ہے

اس لئے کہ مقصود اس ست یہ ہو کہ کھانا لوجہ اللہ تعالے محتاجین کو دے کر ثواب اس کا روح پر فتوح حضرت عباسؓ کو پہونچا دیں پس اس قدر میں کچھ ممانعت شرعی نہیں یہ فعل بھی جائز اور وہ کھانا بھی حلال ہے اسیطرح حال ہے شربت وغیرہ کا یعنی اگر خالصا لوجہ اللہ تعالے تقسیم کرکے ثواب اس کا روح پر فتوح حضرت سید الشہدا کو پہونچا دیں تو اس میں مضائقہ نہیں لیکن اگر اس میں تقرب بطرف تعزیہ کے کریں گے تو حرام ہوگا اور وہ جو لوگ شب دہم محرم کو بھی تعزیہ کے نام شب رکھکر فجر کو اس کو تبرک کرکے کھاتے ہیں یہ فعل بھی حرام اور کھانا بھی حرام اس لئے کہ ظاہر اس میں تقرب ہے طرف تعزیہ کے اور اس کو موجب تبرک سمجھنا دونوں امر حرام ہیں اور وہ کھانا یا حلوا بھی حرام ہے قال فی الدر المختار وما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصد وا صرفہا لفقراء الانام وقد ابتلی الناس بذلک ولا سیما فی ہذہ الاعصار وقد بسطہ العلامۃ قاسم فی شرح درر البحار انتہی وکذا فی رد المحتار مع زیادۃ بسط۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ مے فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسائل مفصلۂ ذیل مسئلہ اول یعنی در کتابی نوشتہ است کہ در حدیث شریف آمدہ کہ انچہ زیور ہا کہ بوقت رفتن زنان یا جانوران خرد باشند یا کلان آواز میدہند اگر بخانہ پوشیدہ باشند یا فقط نہادہ فرشتہائے رحمت بخانۂ مذکور نمی آیند تا وقتیکہ بہیئت دگر نکنند کہ بوقت رفتن آواز ندہند یا بیرون خانہ نبرند بلکہ مقامہا ئیکہ مع زیور ہائے میروند در آن مقام ہم ہمین امر بالا پیدا میکنند ہمچنین بوقت درآمدن سگ یا سوئے آن بخانہ نیز تا وقتیکہ بیرون نبرند فرشتہائے رحمت نیز نیایند ونیز مسطور است کہ تصویر ہائے جاندار برائے زینت یا غیر آن اگر در خانہ باشند کہ بنظر غائب باشند تا وقتیکہ شکستہ یا دریدہ شوند یا بیرون خانہ برند فرشتہائے رحمت ہرگز نیایند آیا این اقوال مذکورۂ بالا صحیح ہستند یا غلط شرح بیان فرمایند کہ اجر خواہد شد فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلا شبہہ در باب اشیاء مذکورہ یعنی جرس وسگ وتصویر جاندار در احادیث وارد است کہ فرشتہائے الٰہی در جائیکہ این چیز ہا مے باشد داخل نمے شوند چنانچہ بروایت صحیح ابو داؤد وارد است سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ جرس انتہی وبروایت بخاری ومسلم وارد است قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر انتہے وشارحین بخاری وغیرہ مے نویسند کہ مراد از ملائکہ سوائے حافظین ہستند یعنی ملائکہ حافظین بشہادت احادیث دگر بلا تامل داخل میشوند البتہ سوائے ملائکہ حافظین بحکم این احادیث در خانہائے مذکورہ داخل نمیشوند واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار

گھنا ... تقصیر کہ مذمت ان زیورات کی اس حدیث مذکور سے ثابت نہیں ...

سوال ماتولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ ایک طبیب خاندانی سالہا سال سے ایک شہر میں علاج بیماران شہر اور اُس کے متعلقات کا کرتا ہے اور قدیم الایام سے یہ رسم جاری ہے کہ جو کوئی بیمار اپنے مکان پر واسطے معائنہ مریض کے بلاتا ہے یا بعض وقت میں خود آکر اُس طبیب کو بطیب خاطر اپنے نقد یا جنس حسب حیثیت اپنی نذر کرتا ہے وہ طبیب اسکو قبول کر لیتا ہے فی الحال یہ طبیب اُسی شہر میں سرکار انگریزی کی جانب سے واسطے علاج بیماران شہر و دیہات کے مقرر ہوا اور تنخواہ اُسکی متعین ہوئی اور حاکم کی طرف سے یہ امر ہوا کہ فیس کسی قسم کی نہ لیجائے اور حال یہ ہے کہ فیس ایک تعداد مقررہ کا نام ہے کہ جو بالجبر لیجا دے اگر کوئی شخص اُسکے دینے سے انکار کرے تو لینے والا فیس کا حاکم وقت کے یہاں نالش کر کے لے سکتا ہے پس اس صورت میں طبیب حسب عادت قدیم اپنی اہل اپنے شہر والوں کے نقد یا جنس بیماران سے بغیر اپنی استدعا کے لیوے تو شرعاً درست ہے یا نہیں یا یہ لینا اُس کا داخل رشوت ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں طبیب مذکور کو لینا اُس شئے کا جو مریض اپنی طبیب خاطر سے بغیر استدعا اور تعیین اور شرط کے دیتا ہے جائز ہے اور وہ شئ مصداق فیس کا جو سوال میں کیفیت اُس کی مرقوم ہے نہیں ہے اسواسطے کہ فیس موافق تفسیر مذکور کے بمعنے اجرت کے ہے وھو ما یستحق علی عمل الخیر کذا فی الدر المختار وغیرہ من کتب الفقہ اور چونکہ اجرت شئ مستحق کو کہتے ہیں پس مطالبہ اُس کا عند الحاکم ہو سکتا ہے اور فیس کا بھی یہی حال ہے اور وہ شئے جو مریض بطیب خاطر اپنی طرف سے بغیر استدعا اور تعیین اور شرط کرنے طبیب کے دیتا ہے نہ وہ مشروط ہے نہ متعین نہ معروف نہ مطالبہ اُس کا عند الحاکم ہو سکے پس وہ داخل فیس اور اجرت میں نہیں ہے اور ممانعت حاکم اخذ فیس سے اُسکو شامل نہیں ہے اس سبب سے لینا اُس شئے کا جو کسی کو بعد کرانے امور ممنوع شرعیہ مثل گانے یا ناچنے یا نوحہ وغیرہ کے بلا شرط اور بلا عرف دیجائے جائز ہے قال فی الدر المختار لا تصح الاجارۃ لعسب التیس وھو نزوہ علی الاناث ولا لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاہی ولو اخذ بلا شرط یباح انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ گروہ روافض آذان میں اور خارج آذان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں خلیفۃ بلا فصل کہتے ہیں نعوذ باللہ عن قولہم) اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ کلمہ تبرّا ہے یا نہیں اور اس کا سننا اُنکو مثل تبرّے سننے کے ہے

ہوگا یا نہیں اور جو اس کے رد کرنے میں کوشش بلیغ و مدد کرے اس کیلیے ثواب عظیم ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاشبہ لفظ مذکور تبرا ہے اور مشعر ہے نفی استحقاق خلافت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اور ان کا سننا اہل سنت والجماعۃ نصرہم اللہ سبحانہ وکثرہم کو مثل سننے تبرائی کے ہے اور اگر سننے والے اہل سنت والجماعۃ اس کلمہ سے رافضہ کو نہ روکیں تو گنہگار ہونگے اور در صورت روکنے کے ماجور فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علماے دین در باب پڑھنے والے ختم غوثیہ کے جس میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھا جاتا ہے ایسا پڑھنے والا اس کا کافر و مرتد ہے یا مسلم بینوا توجروا فقط؟

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ختم غوثیہ کی ماہیت نہیں معلوم کہ اس میں کیا پڑھا جاتا ہے بعد معلوم ہونے کے اس میں کلام کیا جائے گا البتہ جملہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کے پڑھنے والے کو مطلقا کافر نہیں کہہ سکتے اگرچہ باعتبار نیت فاسدہ خوانندہ کے احتمال کفر کا بھی ہو سکتا ہے لیکن وہ احتمال کفر راجع طرف نیت فاسدہ کے ہے نہ طرف جملہ مذکورہ کے تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر اس ندا کرنے میں نیت قائل یہ ہے کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالے عنہ حاضر اور ناظر ہیں اور میرے پکارنے کو ختما سنتے ہیں ہر حال اور ہر محل میں استقلالا بغیر سنا دینے حق تعالے کے تو بلاشبہ یہ عقیدہ شرک ہے اور موجب کفر لیکن اہل اسلام سے ایسا عقیدہ نہایت مستبعد ہے اور اگر استقلال نیت میں نہیں ہے بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ جس طرح حق تعالی ان کو سنا دیتا ہے تو سنتے ہیں یا کچھ نیت میں نہیں ہے فقط الفاظ مذکورہ بطور عمل کے یا بقصد تبرک کے پڑھتا ہے تو اس میں کچھ قباحت نہیں لیکن ترک اس کا اولے ہے اسیطرح حال ہے شیئاً للہ کا اگر اس کو بایں معنے پڑھتا ہے کہ اللہ تعالے کیواسطے کوئی چیز عطا کرو تو یہ معنے فاسد ہیں کہ اس میں توہم حق تعالے کے محتاج ہونیکا پیدا ہوتا ہے اور اگر مقصود یہ ہے کہ بسبب اکرام الہی کے کچھ دو تو یہ معنے صحیح ہیں اور اس میں کسیطرح کی ممانعت نہیں اور بلا قصد ولحاظ معنے فاسد وصحیح بطور عمل وتبرک کے بھی جائز ہے لیکن ترک اولی ہے بہر حال حکم کفر کا بمجرد پڑھنے ان کلمات کے خلاف حق ہے قال فی الدر المختار ناقلا عن شرح الوہبانیہ کذا شیئ للہ قیل بکفرہ انتہی وقال علیہ فی رد المحتار لعل وجہہ انہ طلب شیئا للہ تعالے واللہ تعالے غنی عن کل شیئ والکل مفتقر ومحتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت اطلب

شیئا اکراما لله تعالی انتہی شرح الوہبانیۃ قلت فینبغی او یجب الاحتراز عن ہذہ العبارۃ وقد مران ما فیہ خلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح لکن ہذا الخان لا یدری ما یقول اما ان قصد فالظاہر انہ لا باس بہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔ الراقم المجیب ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

الجواب ہو الصواب سید محمد گوہر علی ۔

سوال حامداً ومصلیا باسمہ تعالی الحمد آنجناب درباب گز شرعی ارقام فرمودہ بودند کہ در معتبر در عمامہ شرعی گز شرعی کہ دو شبر بباشد مقبول است معلوم نیست کہ شبر از خنصر تا ابہام معتبر است یا بانگشت دیگر ونیز بہ پیمائش شبر کدام معتبر است چرا کہ کسی شبر درازے باشد وکسی خورد بہ تصریح مرقوم فرمایند کہ اجر خواہد شد فقط

الجواب

شبر از خنصر تا ابہام است وشبر بزرگانہ متوسط گرفتہ خواہد شد یعنی شبر شخص متوسط القامۃ متوسط الید معتبر خواہد شد قال فی مجمع البحرین الشبر بالکسر ہو مساحۃ ما بین فی الخنصر والابہام بالتفریج المیعاد انتہی وقال فی الدر المختار ذراع الکرباس سبع قبضات فقط قال الشامی والمراد بالقبضۃ اربع اصابع مضمومۃ فہو ذراع بین ذراع الید لانہ ست قبضات وشیئ ذلک شبران انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ الحمد آنجناب قبل ازیں یک استفتائی بوقت ملاقات برادری وغیرہ بہ تجمل وبہ ہیئت ووقار شریک بودن وملاقات کردن مسنون نبشتہ قلمی فرمودہ ازیں عبارت بہ مردان اختلاف ہمین گردید بعضی بعضی میگویند کہ مراد بہ تجمل وبہ ہیئت ووقار ازان خواہد بود کہ لباسے کہ بوقت خواندن نماز می پوشند ہمان ہیئت شریک بودن باشد مذکور نہ اینکہ لباس دیگر از نماز بہتر باعتبار قیمت یا وضع سفیدی یا درخت وغیرہ اگرچہ مسنون مثل حقد وغیرہ باشد وبعضے میگویند کہ مراد بہ تجمل وبہ ہیئت ووقار ہمین است کہ بوقت شرکت امر مذکور لباس دیگر بہتر باعتبار مذکورہ پوشیدن آیا ازیں ہر دو اقوال مذکورہ کدام صحیح است وکدام غیر صحیح قلمی فرمایند فقط بینوا توجروا ۔

الجواب

لباس تجمل کہ مفید ہیئت ووقار است مقید بآن نیست کہ در نماز ہمچنین باشد بلکہ عام است ازینکہ در حین نماز ہم این چنین باشد یا نباشد قال فی الکشف اعلم ان الکسوۃ منہا فرض وہو ما یستر العورۃ ویدفع الحر والبرد والاولی کونہ من القطن او الکتان او الصوف علی وفاق السنۃ ومستحب وہو الزائد لاخذ الزینۃ

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر پر بموجب کتب اصول مجتہد مقید کی تعریف صادق آتی ہے یا نہیں بینوا توجروا ؟

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت امام ابن الہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مرتبہ مجتہد مقید کا رکھتے ہیں اور تعریف مجتہد مقید کی اُن پر صادق آتی ہے قال المحقق الشامی وقد منا غیر مرۃ ان الکمال من اہل الترجیح کما افادہ فی قضاء الجواہر بل صرح بعض معاصریہ بانہ من اہل الاجتہاد ولاسیما وقد اقرہ علی ذلک فی البحر والنہر والمنح وزمز المقدسی وانکر وہم اعیان المتاخرین انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل مفصلہ ذیل میں بینوا بسند الکتاب
مسئلہ اول زید نے بکر کو حالت تکرار اور غصہ میں کافر کہا اور بکر نے جو ذی علم اور واقف مسائل ضروریہ فقہ متعلقہ ارتداد و اسلام سے ہے اس کو اس قول مذکور پر جنگ و جدال نہیں کیا بلکہ بنظر دفع فساد خصومت و عناد کے یہ جواب دیا کہ اگر ہم کافر ہیں تو تمہاری بلا سے کافر ہیں تم اپنا کام دیکھو جو امر ہتیں ہے اُس کو طے کر دیا یہ کہ بکر نے زید کے قول پر صرف سکوت کیا کوئی جھگڑا اور لڑائی نہیں کی یا یہ کہا ہم کافر ہی سہی تم زیادہ قصہ نکرو اور جس کام کو آئے ہو اس کام کو انجام دیو خواہ کوئی دوسرا قول ایسا بکر نے کہا جس کے سبب سے رفع خصومت ہووے اور کافر کہنے کے قصے سے لڑائی نہ بڑھنے پاوے ایسی حالتوں میں بکر کا یہ اعراض عن الخصومۃ موجب تسلیم کفر کا اوس کے سمجھا جاوے گا اور بکر کا یہ سلوک خواہ قول مذکور موجبات کفر سے ہو گا اور اس پر فتوے کفر کا ہو گا یا ایسی صورت اصلا ارتداد بکر نہیں ہو سکتی اور اگر یہ سکوت بکر کا اور مفہوم ہونا رضا بکر کا اس تکفیر پر موجبات ارتداد سے بھی سمجھا جاوے تب بھی باوصف اس کے بمقتضائے عبارات مفصلہ ذیل تاویل احسن اوس کی کر کے تکفیر کرنا لازم نہیں یا کیا قال فی الاشباہ والکفر شیٔ عظیم فلا اجعل المومن کافرا متی وجدت روایۃ انہ لا یکفر انتہی وقال الحموی وقولہ متی وجدت روایۃ انہ لا یکفر ای یفتی ولو کانت تلک الروایۃ لغیر اہل مذہبنا ویدل علی اشتراط کون ما یوجب الکفر مجمعا علیہ الی قولہ وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشیٔ منہا وقال الحموی والغبا فی مقام آخر فقالت کنت ظننت ان اللہ تعالیٰ فی السماء کفرت یعنی انکانت تعلم

الطحطاوی فی کتاب الطہارۃ قال لو وجد سبعون روایۃ متفقۃ علی تکفیر المومن وروایۃ ولو ضعیفۃ بعدمہ یاخذ المفتی والقاضی
بہا دون غیرہا قال فی شرح العقائد النسفی ومن قواعد اہل السنۃ والجماعۃ ان لا یکفر احد من اہل القبلۃ بہر
کیف مسئلہ میں دو سوال ہیں اول یہہ صورت مذکورہ بالا موجبات ارتداد وکفر سے ہے یا نہیں دوم فتویٰ
تکفیر دینا چاہیئے یا نہیں مسئلہ دوم جس حالت میں بکر مذکور الصدر سے کوئی فعل اور قول دوسرا موجب ارتداد
صادر نہیں ہوا ہے اور بکر ضروریات دین پر قائم ہے اور حسب روایات بالا اسلام اس کا ثابت اور متحقق
متصور رہی تب صرف بوجہ قصۂ مذکورہ کے بکر کی تکفیر اور دیانت وحقیقت کی موجب کفر تکفیر کرنیوالا ہوگا یا
نہیں اور جس شخص نے بکر کی خصومت کی بر بنیاد قصۂ مندرجہ مسئلہ اولیٰ کے کافر کہتا ہے اور تکفیر مسلم کا
طرف تکفیر کے عود کرے گا یا نہیں مسئلہ سوم اکثر جہال جو بوجہ لاعلمی کے رسومات ممنوعہ میں مبتلا ہو کر شادی اور
اکثر معمولات میں ایسا فعل کرتے ہیں کہ جسکی نسبت مسائل اربعین وغیرہ میں حکم کفر کا لکھا ہے اون جہال کی تکفیر
کا فتویٰ لکھنا اور اُن کی اولاد کو ولد الحرام اور اُن کے ازواج کو بائن ہونا چاہیئے یا فقط حرام اور ممنوع اور قبیح
ٹھہرانا اور منع اور تہدید کرنا واسطے ترک ایسے رسومات کے کافی ہے مسئلہ چہارم جو عالم براہ خصومت
کسی مسلم کی تکفیر میں اہتمام کرے جس مسلم کا حال مثل بکر مذکور الصدر کے ہو اُس عالم کی نسبت بنظر مواعید
علم دیانت کے جو کتاب سے معلوم ہو شریعت سے ثابت ہو کیا کرنا چاہیئے بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول کا یہہ ہے کہ قول مذکور بکر کا موجبات کفر ارتداد سے نہیں اور قطعاً رضا بالکفر اس سے
مفہوم نہیں ہوتی پس بمجرد قول مذکور فتویٰ تکفیر بکر نہ دینا چاہیئے جواب سوال دوم کا یہہ ہے کہ اگر زید نے
فقط غصہ سے بطور رسم کے بکر کو کافر کہا تھا اور واقع میں بکر کافر نہ تھا تو فی الواقع زید گنہگار ہے اور وبال
تکفیر مسلم کا اُس پر وارد ہے لیکن حکم کفر زید پر کیا نہ جائیگا اور یہہ حدیث بخاری ومسلم الحاصل قال
لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما انتہی معروف اور اگر بحکم مسئلہ کے اگرچہ فی الواقع وہ محل نہیں اپنے زعم میں قول بکر
کو رضا بالکفر وغیرہ موجبات ارتداد سے جانکر زید نے حکم کفر کا کیا ہے تو زید اس میں عاصی اور مجرم
نہیں البتہ زید نے غلطی کی جواب سوال سوم کا یہہ ہے کہ رسومات ممنوعہ اگر موجبات ارتداد سے ہیں
تو مرتکبین پر حکم کفر کا کیا جاوے گا اور جب ارتداد سے نہیں ہیں تو حکم کفر کا نہ کیا جاوے گا
الغرض جب تک تفصیل رسومات معلوم نہو حکم حتمی کفر یا فسق وغیرہ کا ہم کر نہیں سکتے اور مسائل اربعین وغیرہ میں
حکم کفر کا لکھنا لیاقت حجت وصلاحیت تعویل اور اعتقاد نہیں رکھتا اور جواب مسئلہ رابعہ کا یہہ ہے کہ جو عالم
براہ خصومت کسی مسلم کو بلا وجہ کافر قرار دے وہ سخت گنہگار ہے اور زمرۂ اہل دیانت وعلم سے خارج ہے

ایسی حرکات سے اس کو توبہ کرنا چاہیے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال شخصے برائے کار خیر مثل بنائے مسجد یا مدرسہ یا شفاخانہ مساکین وایتام یا پاسبانی کتب خانہ عمومی یا کتب خانہ عمومی وغیرہم من امور المصالح العامۃ میخواہد سرمایہ معتد بہ جمع سازد وبرائے اجتماع آں ایں حیلہ می تراشد کہ از ہر کسے کہ اعانت شود بنام آنہا از جملہ راس المال بر نسخے یا ثلثے کہ منقسم بحصص مساوے یا غیر مساوی باشد قرعہ اندازد و بخشے بنام ہر کس از معاونین کہ بر آید بدو بخشد و باقی را بآں کار خیر صرف میکند آیا از روئے شرع جمع کردن مال بدیں وجہ درست خواہد بود یا نہ وصرف آں مال مجتمعہ بدیں حیلہ در آں کار خیر وہم اعانت معاونین خیر بودہ است ومال مجتمعہ بالسعیت کہ برضائے کل مقید نزد بعض آنہا است وچوں ہر یکے از معاونین در نفس اعانت مساوے اند لابد برائے ترجیح قرعہ انداختہ حق بعض را بر بعض راجح ساختہ کہ در تساوی حقوق بوئے ترجیح ایں عمل مسنون ومشروع است دگیر آنکہ بخش بقرعہ برآمدہ چوں راجع بصدقہ خودش نیست کہ مالیکہ بدو رسید ظاہر است کہ از دیگران است نہ از دے وہم نیت وقصد او را در آں دخلی نیست تا رجوع لازم آید وہم از تبدیل تبعہ صدقہ نماند وبلکہ بدیہہ است لہذا ممنوع نخواہد بود ونیز ربا نمی تواند شد زیرا کہ در آں عین ومقدار تزاید در گرفتن آں ہر دو معین ولازمی نباشد بر وجہ دین ومعاہدہ ودر ینجا ہر دو نیست بلکہ محض اتفاق است کہ برآید یا نہ اگر برآید ہم معلوم ومعین نیست کہ چہ برآید ہیچ نمی وشرط مفضی الی النزاع وفاسد نیست تا ابطال عمل لازم آید یا محذور شرعی داشتہ باشد وہم ایں صورت میسر وقمار واز لام نیست کہ بر آں حکمش مترتب گردد چنانکہ ظاہر است بلکہ ازیں عمل تحریص معاونین خیر است وترغیب اعمال خیر سبیل تر وجہے صورت بندد یا فی الجملہ اعمال ممنوع شرعیہ ہماں تواند بود کہ مفضی الی النزاع شوند یا ضرر سی اہم از نیکہ نفسی باشد یا مالی یا عرضے بنفس خودش یا بدیگرے رساند ویا مخالف اخلاق بودہ باشد یا مبائن معانی نص صریح ونظائر ہم دریں امر ہیچ چیز ازیں یافتہ نمی شود پس جوابیکہ حاوی ایں جملہ مراتب باشد تحریر گردد بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

درصورت مسئول عنہا جمع نمودن مال بحیلہ مذکورہ امر جائز نیست زیرا کہ ایں صورت داخل میسر وقمار است کہ بزمانِ جاہلیت مروج بودہ حق تعالے در نص صریح منع بلیغ ازاں فرمودہ است قال اللہ سبحانہ وتعالے انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون وآنچہ در سوال نوشتہ اند کہ ایں صورت میسر وقمار واز لام نیست بفہم ناقص قریب بصواب نیست چہ در اصطلاح شرع میسر میگویند برابری را کہ در آں خطر

تلف مال وحصول آن بلا عقد شرعی باشد واین معنی در اکثر نرد بخوبی متحقق است قال فی الکشاف المیسر القمار مصدر من یسر کالموعد والمرجع من فعلهما یقال یسرته اذا قمرته واشتقاقه من الیسر لانه اخذ مال الرجل بیسر وسهولة من غیر کد ولا تعب او من الیسار لانه سبب یساره وعن ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما کان الرجل فی الجاہلیة یخاطر علی اہلہ ومالہ فان قلت کیف صفة المیسر قلت کانت لهم عشرة اقداح وهی الازلام والاقلام الفذ والتوام والرقیب والحلس والنافس والمسبل والمعلی والمنیح والسفیح والوغد لکل واحد منها نصیب معلوم من جزور ینحرونها ویجزؤنها عشرة اجزاء لا لثلثة وهی المنیح والسفیح والوغد للفذ سهم وللتوام سهمان وللرقیب ثلاثة وللحلس اربعة وللنافس خمسة وللمسبل ستة وللمعلی سبعة یجعلونها فی الربابة وهی خریطة ویضعونها علی یدی عدل ثم یجلجلها ویدخل یده فیخرج باسم رجل رجل قدحا منها فمن خرج له قدح من ذوات الانصباء اخذ النصیب الموسوم به ذلک القدح ومن خرج له مالا نصیب له لا یاخذ شیئا وغرم ثمن الجزور وکل فی حکم المیسر انواع القمار من النرد والشطرنج وغیرهما عن ابن سیرین کل شئ فیه خطر فهو من المیسر انتهی مختصرا فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ غلام غوث وغلام پیر وغلام نبی وعبد النبی وعبد الرسول وغیرہ نام رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مخفی نزد راقم آنست کہ تسمیہ بایں اسماء روا وافضل نیست جائز است خلاف اولے زیرا کہ اضافت عبد طرف غیر حق تعالے در اسمائے صحابہ کرام موجود است وآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنرا تغیر نفرمودند پس از تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواز آن ثابت است بلکہ آں صحابی برادر زادہ در عم زادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند وحدیث از وشان در صحیح مسلم مرویست ودر مشکوة از مسلم می آرد عن عبد المطلب ابن ربیعة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہذہ الصدقات انما ہی اوساخ الناس الخ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک مقدمہ میں قاضی کے روبرو عدالت کے اندر شہادت بحلف شرعی جھوٹی ادا کی اور جب گواہی اوس کی جھوٹی ثابت ہوئی تو زید نے شہادت کاذبہ سے روبرو قاضی کے توبہ کر لی پس شرعاً مواخذہ جرم ادائے شہادت کاذبہ کا بعد تائب ہونے کے زید پر ہو سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مرا خذہ جرم شہادت کاذبہ کا ایک اثم ہے اللہ تعالےٰ کا تو وہ بلا تامل توبہ سے جاتا رہیگا قال اللہ تعالیٰ سبحانہ ان اللہ یقبل التوبۃ عن عبادہ ، و یاخذ الصدقات فان اللہ ہو التواب الرحیم اور ایک تعزیر و تشہیر ہے عند القاضی سو وہ بھی توبہ سے ساقط ہے قال فی الفتاوی عالمگیری قال الحاکم الامام ابو محمد الکاذب ان رجع فی سبیل التوبۃ والانابۃ والندامۃ لا یعزر من غیر خلاف انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ جسطرح ادائی شرط جمعہ کے لئے فرقۃ اتفاق مسلمین کا قائم مقام سلطان کے ہوتا ہے اسیطرح فیصلہ قضایا میں باوجود ہونے حاکم وقت کے اور رجوع لانے مقدمات مذہبی و غیر مذہبی سائر قوم شرفا امرا کے اتفاق ایک قوم خاص کا عوام جہال ہیں سے کہ محض ناواقف احکام شرعیہ اور ضوابط قانونیہ سے ہیں بلا ضرورۃ قائم مقام سلطان کے ہو سکتا ہے اور امور اہم منصبی سلطان کا جیسے اپنی دار القضا ظنی میں کسیکو بالجبر طلب کر کے اپنی رائے سے عداوۃ مجرم ٹھرا کر اوس سے بچاس روپیہ جرمانہ لینا یا تعذیر دینا انکا درست ہوگا یا نہ بر تقدیر ثانی اس قوم کے حق میں اور مال جرمانہ کی حلت و حرمت میں حکم شرعی کیا ہوگا بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں اگر حاکم وقت کافر ہے اور اجرائے احکام متخاصمین خلاف شرع کرتا ہے اور مصداق ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ کا تو مسلمان کو اس کی طرف نسبت خصومات میں رجوع کرنا بطور ع و اختیار اپنے ہرگز نہ چاہئے اس تقدیر پر اگر اہل اسلام باہم اتفاق کریں اوپر اجراء احکام شرع کے بتدبیر و رائے ایک جماعت کے بیچ حوادث اپنی کہ تو یہ اتفاق بطرز تحکیم شرعی ہوگا اور جس طرح احکام محکم کے اوپر متخاصمین متفقین علی التحکیم کے بشرط موافقت شرع کے نافذ ہوتے ہیں اسیطرح احکام اوس جماعت کے بشرط مذکور نافذ ہوں گے خواہ وہ جماعت جہال ہو یا اہل علم اور در صورت مخالفت شرع کے قابل نفاذ شرعی نہیں ہیں اگرچہ متخاصمین کو بشرط عدم تعلق حق غیر کے اختیار ہے کہ اپنے اوپر اس احکام غیر شرعیہ کو ترضی نافذ مان لیں لیکن جرمانہ کہ عبارت ہے تعزیر بالمال سے شرعاً اصلا جائز نہیں اور وہ مال جرمانہ حرام ہے کما قال فی رد المحتار ان المذہب عدم التعزیر باخذ المال و سیذکرا شارح فی الکفالۃ انتہی اور وہ لوگ جو اپنی رائے سے خلاف شرع کے احکام نافذ کرتے ہیں آثم و گنہگار ہیں سخت اور اگر نہ باز آئیں تو عجب نہیں کہ مصداق

الفقیر مجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں ۱ فی زماننا تجارت سرتی یعنی تماکو خوردنی کی اس طرح ہوتی ہے کہ جب سوکھ کر طیار ہوگئی تو اس پر پانی ایسے خم یا سبو سے جس کی نجاست میں کوئی شبہ نہیں ہوتا لیکر چھڑکا جاتا ہے اور جب پانی پڑنے سے ملایم ہوجاتی ہے تو گٹھر باندھکر آڑہت میں بھیجی جاتی ہے پس ایسی سرتی کو خرید کر چونا اس میں ملاکر کھانا درست ہے یا نہیں اور تماکو پینا اور کھانا درست ہے یا نہیں شرعاً سادی یا کیا ۲ درود تاج کا وظیفہ کرنا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء والوباء والمرض والموت والقحط والالم وغیرہ لکھا ہے جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے کسی دوسری درود کا جو احادیث سے ثابت ہوں اور ان میں اس قسم کے لفظیں نہوں پڑھنا افضل یا ایسی کا ۳ اگر کوئی ایسے سخت عارضہ میں مبتلا ہوگیا جس کا علاج حکما نے یہہ تجویز کیا کہ ہمیشہ علی الصباح تھوڑی شراب انگوری پی لیا کرے ورنہ مرجائے گا تو پینا شراب کا جائز ہوگا یا نہیں ۴ اگر کوئی شخص ایسا کشتہ کھا گیا ہی جس کے سبب سے شہوت اس کی اس قدر زیادہ ہوگئی کہ روزانہ کم سے کم ایک بار جماع کئے بغیر نہیں رہ سکتا ورنہ اس کی کھوپڑی شق ہوجاوے اس خیال سے اپنے چار بیبیاں کیں مگر اتفاق سے ایسا ہوا کہ ان چاروں کو ایک ہی دن حیض شروع ہوگیا اس سبب سے اس شخص نے چاہا کہ ایک کو طلاق دیکر اس کے عوض میں دوسری عورت سے نکاح کرلیوے مگر بروقت کوئی عورت دوسری ملتی نہیں ہے پس ایسی حالت میں وہ شخص کیا کرے اور کس طرح اپنی جان بچاوے آیا حالت حیض ہی میں جماع کرے یا جلق لگاوے یا کیا کرے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوالِ اول جب تماکو میں حسب بیان سائل کے نجس پانی مختلط کیا جاتا ہی تو وہ تماکو نجس ہے کھانا اس کا جائز نہیں اور پینا اس تماکو کا یا اور پاک تماکو کا اگر نشہ نہ کرے اور دہن میں تعفن نہ پیدا کرے تو بلاکراہت جائز ہے اور برتقدیر نشہ کرنے کے مثل اشیائے منشیہ کے حرام ہے اور درصورت پیدا کرنے تعفن کے مکروہ ہے قال فی رد المحتار فالذی ینبغی للانسان اذا سئل عنہ ان یقول ہو مباح لکن رائحتہ تستکرہہا الطباع فہو مکروہ طبعا لا شرعا انتہی مختصرا وفی الحدیث حرمت الخمر بعینہا والسکر من کل شیء انتہی جواب سوالِ ثانی پڑھنا درود تاج کا جائز ہے اور وہ درود جو حدیث صحیح سے ثابت ہے پڑھنا اس کا افضل ہے درود تاج سے بحیثیت تبرک الفاظ حدیث کے قال فی شرح المنیۃ والاتیان بما فی الاحادیث الصحیحۃ اولی انتہی جواب سوالِ ثالث پینا شراب کا واسطے مریض کے بقول اطباء جائز نہیں ہے۔

قال فی درالمختار ولا یجوز بہا التداوی علی المعتمد انتہی قال فی ردالمحتار قدمنا فی الحظر والاباحۃ ان المذہب انہ لا یجوز التداوی بالمحرم انتہی جواب سوال رابع شخص مذکور کو ایسی حالت میں جلق بھی جائز ہے اور اگر اپنی زوجہ کے ہاتھ سے انزال کرالے تو وہ بھی جائز ہے اسیطرح اگر اپنی زوجہ کے پیٹ وغیرہ میں سرخ کرکر کے انزال کرلے تو یہ بھی درست ہے قال فی الدرالمختار وکذا الاستمناء بالکف ونحاف الزنا یرجی ان لا وبال علیہ انتہی قال فی ردالمحتار الاستمناء حرام ای بالکف اذا کان لاستجلاب الشہوۃ اما اذا غلبتہ الشہوۃ ولیس لہ زوجۃ ولا امۃ ففعل ذلک لیسکنہا فالرجاء ان لا وبال علیہ انتہی وقال فی الجوہرۃ النیرۃ الاستمناء حرام وفیہ التعزیر ولو مکن امراتہ اوامتہ من العبث بذکرہ فانزل کرہ ولا شئ علیہ انتہی و فی ردالمحتار ویجوز ان یستمنی بید زوجتہ وخادمتہ انتہی فقط۔

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ سرکہ یعنی انچہ مردمان گلچگان یا مالیدہ عرق برآوردہ بلا جوش یا بجوش نیز نباردت گل وغیرہ برائے ساختن سرکہ می نہاوند مگر تا وقتیکہ سرکہ تیار نمی شود بوہائے گوناگون وہ عرق مذکور پیدا می شود الا از تجربہ او کہ بوئے مثل شراب ہم پیدا می گردد لہذا دریں صورت مذکور نجوردن عرق مذکور بوقت بودن بوئے شراب یا بوقت بودن سرکہ نیز چہ حکم میدارد بینوا توجروا۔ فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

خوردن عرق مذکور اگر مسکر نباشد جائز است خصوصاً ہنگامیکہ سرکہ گردد لیکن خوردنش وقت تعفن مکروہ است مثل پیاز و لہسن خام قال فی فتاوی عالمگیری والاشربۃ بالتغیر لا یحرم کذا فی خزانۃ الفتاوی انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص یہ لفظیں کہکر مرغی ذبح کرے کہ کرکرات ہے کاہے مرمرات ہے کاہے برا یا دانہ کہاتے ہے کاہے تجے آئی قیامت مجھے آئی نعمت بسم اللہ اللہ اکبر بسم اللہ اللہ اکبر بسم اللہ اللہ اکبر تو کہانا اس مرغی کے گوشت کا جائز ہے یا نہیں اور وہ گوشت حرام ہوگا یا مکروہ تحریمی یا حلال یا کیا فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں کھانا مرغی مذکور کا جائز ہے اسواسطے کہ تسمیہ جو شرط تزکیہ ہے ذابح سے متحقق ہو گیا۔ قال فی الدر المختار و تشترط التسمیۃ من الذابح انتہی۔ اور یہ الفاظ مہمل و لغو جو پہلے تسمیہ سے واقع ہوئے اس سے خلل ذبح میں نہیں ہوتا لیکن ایسے الفاظ لغو کو ترک کرنا چاہئے فقط واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبدالغفار خان

سوال۔ چہ میفرمایند علمائے متبحرین دین متین دریں مسئلہ کہ ترجمہ کنز اصل المسائل اور مفتاح الجنۃ وغیرہ میں قربانی کے بارہ میں بدھیا کو درست کہا ہے اور لنگڑہ لولا کانا وغیرہ قربانی میں نہیں لیتے ہیں پس بدھیا بیل کے درست ہونیکا کیا سبب ہے دوسرے یہہ کہ میت کے دفن کو قبرستان میں جاتے ہیں اور بعد دفن میت کے قبر پر فاتحہ پڑھکر چالیس قدم چلتے ہیں اس کے بعد فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس طرف کا یہہ رسم ہے کہ اول فاتحہ میت کو دفن کر کے قبر پر پڑھتے ہیں اور دوسرا فاتحہ چالیس قدم چلکر قبرستان کی حد سے باہر نکل کر پڑھتے ہیں اور تیسرا فاتحہ خیر میت کے مکان پر جاکر پڑھتے ہیں پس اس طریقہ کی فاتحہ میں کچھہ قباحت ہے تیسرا یہہ کہ نماز میں التحیات کے اندر اشہد ان لا الہ الا اللہ پر انگشت شہادت اٹھانا جائز ہے یا نہیں اگر اٹھانا جائز ہے تو کہاں تک اٹھانا سلام تک کھڑے رکھنا یا الا اللہ پر اٹھا کر پھر اپنی جگہ پر رکھدینا فقط چوتھا یہہ کہ جس وقت کہ پروردگار نے کل ارواحوں کو پیدا کیں تو ارواحوں اور خالق کے درمیان کیا کیا عہد و پیمان ہوئے ہیں ہر ایک کی شرح سے مطلع فرمادیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب پہلے سوال کا یہہ ہے کہ بدھیا ہونا بیل کا عیب نہیں ہے بلکہ بدھیا ہونیسے قیمت بیل کی زیادہ ہوتی ہے اور گوشت بھی عمدہ ہو جاتا ہے اور لنگڑا لولا کانا ہونا عیب ہے قربانیکا اور اس عیب سے قیمت بھی اس کی کم ہو جاتی ہے لہذا قربانی اس کی ناجائز ہے جواب دوسرے سوال کا یہہ ہے کہ فاتحہ قبر میت پر اور پھر قبرستان سے چالیس قدم نکل کر اور پھر اقرباؤں میت کے مکان پر پڑھنا شرع میں ممنوع نہیں البتہ ان خصوصیات کو سنت یا مستحب نہ سمجھنا چاہئے جواب سوال سوم کا یہہ ہے کہ التحیات میں انگشت شہادت اٹھانا مستحب ہے اور کلمۂ لا الہ پر اٹھانا اور الا اللہ پر انگشت کو گرا دینا چاہئے اور بعد اس کے ہاتھہ کو کھولدینا چاہئے اخیر تک فقط جواب سوال چہارم یہہ ہے کہ اللہ تعالے نے ارواح سے عہد وحدانیت کا اور اپنی ربوبیت کا لیا تھا جیسا کہ قرآن شریف میں ... [illegible]

واللہ سبحانہٗ اعلم وعلمہٗ اتم ؎

المجیب المصیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہٗ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسائل مفصلہ ذیل بینوا بالدلائل من مذہب الحنفیہ من کتبہم المعتبرۃ توجروا الثواب بغیر حساب فقط المسئلۃ الاولیٰ مثلاً کسی کافر کا دین بحیثیت مالگذاری مقرری ودوامی کسی موضع کی ذمہ زید وغیرہما مومنین کے واجب الادائے ہو اور بعد گذرنے چند سال بوجہ تمادی قانونی کے وہ کافر مجبور ومایوس ہو کر وصول مبالغ سے اپنی سرکار کمپنی کے محکمہ میں مقدمہ بدعوی اصل مال وسود وتاوان سالانہ واخراجات کے مصالحہ کریں یا بحکم وفیصلہ حاکم مرتوعہ الیہ اصل مال وغیرہ مذکورہ بلا کوادا کریں یہ سود اور تاوان واخراجات جو فاضل از اصل زر باقی ہے ہر دو صورت یا یکے غیر معین ادا کرنا حرام وناجائز شرعاً ہوگا یا نہیں اور دہندہ اس فاضل کا مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوگا۔ یا نہیں المسئلۃ الثانیہ مثلاً زید نے ایک موضع مملوکہ اپنے کو بدست عمر معاہدہ بحبۃ مقرری ودوامی بعوض مالگذاری صدر روپیہ سالانہ کے مقرر وتعمیل یا رجسٹری کر دیا من بعد زید نے بعلت ضرورت اخراجات اپنے کے ادسے عمرو دیگر شخص سے ہزار روپیہ مثلاً قرض بنام نہاد بخشش کی اس معاہدہ پر لیا کہ دس برس تک دس دس روپیہ سالانہ اس سو روپیہ مالگذاری سے وصول ہوا کریگا باقی نوسو روپیہ تم لوگوں کا بعد دس برس کے ہم وصول کر دینگے پس باقی نو سئے روپیہ ہر سال دس برس تک عمر وغیرہ کو جو نفع بلا عوض کسی شئے کے ہوا کیا یہ سود درباشرعاً حرام ہوگا یا نہیں اور اجارہ باطل واجب الفسخ ہے یا نہیں المسئلۃ الثالثہ مونچھ ریش کس قدر رکھنا فرض وواجب وسنت ومستحب وناجائز مکروہ ہے المسئلۃ الرابعۃ قبل تحصیل مسائل دینیہ ضروریہ کے علم انگریزی پڑھنا یا کسی عزیز کو پڑھوانا حرام ہے یا حلال ہدایت ہے یا ضلال المسئلۃ الخامسۃ حقوق الناس محل خوف زیادہ ہے یا حقوق رب الناس بر تقدیر اول حقوق مومن اخوف ہیں یا حقوق کافر المسئلۃ السادسۃ لکل یوم لیلۃ وللجمعۃ لیلتان صحیح ومستند ہے یا غلط وموضوع وبر تقدیر صحت میت مومن ہر دو لیل کو درجۂ شہادت ودخول جنت بغیر حساب نصیب ہے یا صرف میت لیل قبل الجمعۃ کو المسئلۃ السابعۃ روز جمعہ بعد نماز عصر سے اگر بہ نیت صوم مفطرات صوم سے تا غروب محفوظ رہے شرعاً ثواب صوم حاصل ہوگا یا نہیں بلکہ بدعت ہے یا کیا ؎

الجواب واللہ سبحانہٗ الموفق للصواب

جواب سوال اول بلاشبہہ مدیونین جو بخوف ڈگری مدعی سے ادائے اصل مال پر مع سود وغیرہ کی صلح کریں جیسا بلفظ ادا اسود کا حرام ہے ایسا صلح کرانی صورت میں برضا واختیار با کھلانا ہوا ور دو

حرام ہے غیر جائز قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ رواہ مسلم البتہ اگر حاکم جبراً سود
دلوا دے تو وہ لوگ گنہگار نہوں گے فقط جواب سوال ثانی وہ نو سے روپیہ جو عمرو غیرہ کو نو برس تک ملے ہیں جنہیں
احتیاطاً اس کا نہ لینا بہتر ہے لیکن بحکم فتوا اس کو ربا نہیں کہہ سکتے اسواسطے کہ بیع اجارہ موضع مذکورہ کا
بعوض دس روپیہ سالانہ کے جو منجملہ ہزار روپیہ قرض کے سال بسال مجرا ہوگا ممکن ہے جواب سوال ثالث مونچے
ریش بقدر یک قبضہ یعنی ایک مشتی کے رکھنا واجب ہے ہر طرف سے پس اس مقدار سے کم کرانا مکروہ تحریمی
ہے روی الشیخان باسنادہما عن ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا
الشوارب انتہی وروی محمد ابن الحسن فی کتاب الآثار اخبرنا ابو حنیفۃ عن الہیثم ابن ابی الہیثم عن ابن عمر انہ کان یقبض علی لحیتہ ثم یقص
ماتحت القبضۃ انتہی وقال فی الدر المختار واما الاخذ منہا وہی دون ذلک کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال
فلم یبحہ احد انتہی جواب سوال رابع قبل سیکھنے مسائل ضروریہ دین کے پڑھنا انگریزی کا حرام ہے اور بعد
بلکہ سیکھنے مسائل ضروریہ کے بعد بھی بغیر کسی غرض صحیح شرعی کے وبال ہے اور نکال اس لئے کہ اس کے
پڑھنے میں مناسبت اور مخالطت ہے کفار سے اور بمقتضائے احادیث صحیحہ اور نصوص قطعیہ کے مجانبت
اور احتراز ان سے واجب ہے پس اختلاط اور مخالطت ان سے حرام ہے قال اللہ سبحانہ وتعالی لاتجد قوما
یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءہم وابناءہم او عشیرتہم الآیۃ
قال فی الکشاف والغرض بہ انہ لاینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال مبالغۃ فی النہی عنہ والزجر
عن ملابستہ والتوصیۃ بالتصلب فی مجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والاحتراس عن مخالطتہم ومعاشرتہم انتہی وقال
ایضا تحت قولہ تعالی یاایہا الذین آمنوا لاتتخذوا الیہود والنصاری اولیاء الآیۃ وہذا تغلیظ وتشدید فی
وجوب مجانبۃ المخالف فی الدین واعتزالہ کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتتراءی ناراہما ومنہ قول
عمر رضی اللہ عنہ لابی موسی فی کاتبہ النصرانی لاتکرموہم اذ اہانہم اللہ ولا تامنوہم اذ خونہم اللہ ولا تدنوہم اذ اقصاہم
اللہ انتہی جواب سوال خامس حقوق ناس اخوف ہیں حقوق اللہ سے روی البیہقی فی شعب الایمان عن
عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدواوین ثلاثۃ دیوان لایغفر اللہ الاشراک
باللہ ودیوان لایترک اللہ ظلم العباد فیما بینہم حتی یقتص بعضہم من بعض ودیوان لایعبأ اللہ بہ ظلم العباد فیما بینہم
وبین اللہ فذاک الی اللہ ان شاء عذبہ وان شاء تجاوز عنہ انتہی نقلا عن المشکوۃ اور اس تقدیر پر حقوق کا
بہت سخت ہیں اسواسطے کہ اگر ذمہ مومن پر حقوق مومن ہوگا تو حسنات اس ظالم کے مظلوم کو دیئے جاویں گے
اور جب حسنات نرہیں گے تو سیئات مظلوم کے ظالم پر ڈالے جائیں گے روی مسلم عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ما المفلس قالوا المفلس فینا من لادرہم لہ ولا متاع فقال ان المفلس من

امتی من یاتی یوم القیامۃ بصلوۃ وصیام وزکاۃ ویاتی قد شتم ہذا وقذف ہذا واکل مال ہذا وسفک دم ہذا وضرب ہذا
فیعطی ہذا من حسناتہ وہذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاہم فطرحت علیہ ثم طرح
فی النار انتہی اور جب کافر قابل لینے حسنات کے بروز قیامت نہیں ہے تو لا محالہ سئیات اوس کی سر کن
ظالم پر پڑینگی اور کوئی احتمال بچنے کا نہوگا جواب سوال سادس لکل یوم لیلۃ وللجمعۃ لیلتان حدیث نہیں ہے
غلط ہے اور مومن فقط ایک شب جمعہ کو جو قبل از جمعہ ہے عذاب قبر سے محفوظ رہیگا اور اسیطرح تمام روز
جمعہ میں نہ اس شب میں جو بعد الجمعہ ہے قال فی رد المحتار وہو خیر ایام الاسبوع ومن مات فیہ او فی لیلۃ
امن من فتنۃ القبر وعذابہ انتہی مختصرا۔ جواب سوال سابع بروز جمعہ بعد نماز عصر اگر بہ نیت صوم مفطرات صوم
سے تا غروب محفوظ رہے تو یہہ فعل اس کا موجب ثواب نہیں بلکہ اگر اس کو ثواب سمجھکر عمل میں لا دے
تو بدعت سئیہ ہے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال. واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرع متین اس
صورت میں کہ ایک شخص مسمی زید جس کی خلقت میں گانے بجانے کا گویا خمیر ملا ہے اپنے تمام اعمال بد سے
نادم ہو کر بعض علمائے گرامی کے روبرو تائب ہوا چندروز کے بعد پہلی توبہ سے منحرف ہو کر ہر قسم کے کار
بد کو علانیہ رائج کیا اور بعض عورات کو ورغلا کر بھگا لے گیا اس میں اہل اسلام کو غیرت آئی اسکو برادری
سے نکال کر حقہ پانی بند کر دیا اور اپنے پاس تک بیٹھنے کو بھی منع کیا اس معاملہ میں بعض اہل اسلام
ذی علم و ذی وقار بھی شریک تھے ان کی شان میں اوسنے کلمات ناشایستہ کہے لیکن بعد چندروز
کے پھر تائب ہوا مسلمان اس کے ساتھہ مثل سابق کے برتاؤ کرنے لگے ابھی توبہ کئے ہوئے
کچھہ دن نگذرے تھے جو مسلمانوں نے اسکو ایک کافر عیاش کے پاس رنگی پچولہ گاتے دیکھا اور طرہ یہہ ہے
کہ جب ان اہل اسلام نے اپنی برادری میں آکر اس کا تذکرہ کیا تو اور چند مسلمانوں نے اس قول
کی تائید کی یعنی یہہ بیان کیا کہ تم نے اس کو آج دیکھا ہے ہم اس کو متواتر مدت سے ایسے ہی دیکھتے
ہیں اور ہر قسم کے ناچنے گانے والوں کی تعریف خواہ عورت ہو یا مرد یا لڑکا حد سے زیادہ کرتا ہے
اور ان کی تعریف کو اپنا فخر سمجھتا ہے داڑہی منڈاتا ہے نماز بھی کم پڑہتا ہے اور وہ شخص جواب میلاد
شریف پڑھا کرتا ہے اس وجہ سے عوام کے عقیدے بدل گئے اور اغلب کہ اور زیادہ بدل جاوین
اب اس صورت میں یہہ شخص زید اپنے ساتھہ میلاد شریف پڑہوانیکے قابل ہے یا نہیں اور اہل اسلام
اس کی توبہ کا کس طرح یقین کریں [illegible]

توبہ کا یقین کامل ہو اور ایسی توبہ کا کیا نام ہے درصورت توبہ کرنے یا نہ کرنے کے اس کو اپنی ساتھ میلاد کمیٹی
بزم ہوایا جاوے یا نہیں اور ایسے شخص کا سلام لینا یا اس پر السلام علیک کرنا چاہیے یا نہیں اور جو شخص نامحرمون
کے ساتھ خواہ عورت ہو یا مرد تخلیہ میں ہنسی مذاق کرتا ہو اس کا کیا حکم ہے للہ کل امورات کا جواب مفصلا
موافق شرع شریف کے ارشاد فرمائے بینوا توجروا وما علینا الا البلاغ فقط۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

شخص مذکور نے السوال فاسق معلن ہے اور اس کی توبہ کا کچھ اعتبار نہیں جب تک علامات صالحین اس
میں ظاہر نہوں پس ایسے شخص سے سلام علیک کرنا اور مولد شریف پڑھنے میں اس کو شریک کرنا اور اس
سے اختلاط اور صورت کرنا ممنوع ہے قال اللہ سبحانہ وتعالے لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر
یوادون من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ قال فی تفسیر روح البیان المراد بمن حاد اللہ ورسولہ المنافقون والیہود
والفساق والظلمۃ والمبتدعۃ والمراد بنفی الوجدان نفی الموادۃ علی معنے انہ لا ینبغی ان یتحقق ذلک وحق ان
یمتنع ولا یوجد بحال وقال فی کشف الاسرار اخبران الایمان یفسد بموادۃ الکفار وکذا بموادۃ من فی حکمہم
وعن سہل ابن عبد اللہ التستری قدس سرہ من صحح ایمانہ واخلص توحیدہ فانہ لا یانس الی مبتدع
ولا یجالسہ ولا یواکلہ ولا یشاربہ ولا یصاحبہ ویظہر من نفسہ العداوۃ والبغضاء انتہی بقدر الحاجۃ واللہ
سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماے دین اس صورت میں کہ سود لینا کافرون سے دار الحرب میں جائز ہے
یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

دار الحرب میں کافرون سے سود لینا جائز ہے اور حقیقت میں وہ سود ہی نہیں ہے بلکہ مال کافرون کا
واسطے اہل اسلام کے مباح ہے سوائے غدر کے جس طرح سے لیا جاوے جائز ہے قال فی الدر المختار
لا ربا بین حربی وبین مسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار ثمۃ لان مالہم مباح فیحل برضاہم مطلقا بلا غدر
انتہی وفی السیر الکبیر وشرحہ اذا دخل المسلم دار الحرب بامان فلا باس بان یاخذ اموالہم بطیب انفسہم بای
وجہ کان لانہ انما اخذ المباح علی وجہ عری عن الغدر فیکون ذلک طیبا لہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان
الجواب صحیح محمد عبد القادر   الجواب صحیح محی الدین عبد القادر   تصحیح الجواب محمد امداد حسین مجددی   الجواب صحیح حمید اللہ خان عفی عنہ

سوال چہ میفرمایند علماے دین اندرین کہ بلاد ہندوستان مثل مرادآباد و بریلی و فرخ آباد و مین پوری وغیرہ دار الحرب است یا دار الاسلام موافق قول مفتی بہ و روایت قویہ مذہب حنفی بیان نمایند فقط بینوا توجروا

الجواب والله سبحانہ الموفق للصواب

بلاد مذکورہ ہندوستان وغیرہ آن ہمہ از بلاد الاسلام است دار الحرب نیست چہ دار حرب اصلی است یا غیر اصلی اصلی آنکہ گاہے حکومت اسلام در آنجا نشدہ وہندوستان بدین معنی اصلا دار حرب نیست وغیر اصلی آنکہ وقتے در آنجا حکومت اسلام گردید پس ازاں کفار بر آن غالب شدند پس نزد امام ابی حنیفہ بمجرد غلبہ کفار برائے دار حرب بودنش کفایت نمیکند سہ شرط درکار باشد اول اینکہ اجرائے احکام شرک علی الاشتہار در آنجا باشد و حکمے از احکام اسلام جاری نماند ثانیا اینکہ متصل شدہ باشد بدار حرب اصلی ثالثا اینکہ باشندگان آنجا از مسلمین و کافرین کہ بامان سابق بودند بدان عہد امان نماند بلکہ عہد جدید از کافران شدہ سکونت ورزند قال فی الدر المختار لا تصیر دار الاسلام دار حرب الا بامور ثلثة باجراء احکام اهل الشرک قال فی الہندیة ای علی الاشتہار وان لا یحکم فیہا بحکم اہل الاسلام ظاہرہ انہ لو اجریت احکام اہل الشرک لا یکون دار حرب انتہی وباتصالہا بدار الحرب وبان لا یبقی فیہا مسلم او ذمی امنا بالامان الاول انتہی در مختار و فی جامع الرموز والامصیرة نہا دار الحرب نعوذ باللہ منہا عندہ لشروط احدہا اجراء احکام الکفر اشتہارا بان یحکم الحاکم بحکمہم ولا یرجعون الی قضاة المسلمین کما فی الحرة والثانی الاتصال بدار الحرب بحیث لا یکون بینہما بلدة من بلاد الاسلام یلحق المدد ومنہا الثالث زوال الامان ای لم یبق مسلم او ذمی فیہا امنا بامان الکفار ولم یبق الامان الذی للمسلم بالاسلام وللذمی بعقد الذمة قبل استیلاء الکفار وعندہما لا یشترط الا الشرط الاول قال الشیخ الاسلام والامام الاسبیجابی ان الدار محکومة بدار الاسلام ببقاء حکم واحد فیہا کما فی العمادیة وغیرہ فالاغنیا ما ان یجعل ہذہ البلاد دار الاسلام والمسلمین والمخالفت للملاعین فی الظاہر لغو لا الشیاطین کما فی المستصفی وغیرہ و مراد از احکام اسلام مثل جمعہ و اعیاد است کما فی الدر المختار پس ظاہر است کہ بلاد ہندوستان بر مذہب امام بدین معنی ہم دار حرب نخواہد شد زیرا کہ شرط ثالث در بلاد ہندوستان اصلا موجود نیست ولشرط ثانی تحقق دیگر شرائط جمعہ و اعیاد وغیرہ در آن صحیح خواہد شد. وکسانیکہ خلاف این فتوی دادہ اند از راہ حق دور افتادہ و نزد الحق احق بالاتباع فقط واللہ سبحانہ تعالی اعلم بحقیقة الحال وعلمہ اتم بوجہ الکمال ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال. ما قول العلماء الحنفیة فی ان مسلما ارسل وکیلہ الی دار الحرب لیقرض الحربی من جانب موکلہ ویحصل فیہ الربا من هذا الحربی هل یجوز التوکیل ویطیب للموکل ہذا الربا ام لا بینوا توجروا فقط ۔

الجواب والله سبحانه الموفق للصواب

يجوز التوكيل ويطيب للموكل ما حصل من الربا اما جواز التوكيل فلما في الكنز وغيره من معتبرات الفقه انه اقامة الغير مقام نفسه في التصرف الجائز ممن يملكه والاقراض للحربي تصرف يملكه الموكل فيصح به التوكيل قال في البحر ناقلا عن البزازية يصح التوكيل بالاقراض لا بالاستقراض انتهى واما اخذ الربا من الحربي في دار الحرب فلانه يجوز اخذ اموالهم في دار الحرب بأي طريق كان سوى الغدر ولعدان يكون برضاهم قال في الدر المختار ولا ربا بين مسلم وحربي مستامن ولو بعقد فاسد وقمار ثمة لان ماله مباح ثمة فيحل برضاه مطلقا بلا غدر انتهى وقال في فتح القدير ان مالهم مباح وانما يحرم على المسلم اذا كان بطريق الغدر فاذا لم ياخذ غدرا فبأي طريق ياخذه حل بعد كونه برضا انتهى واما انه يطيب للموكل فلان الوكيل لما اضاف العقد الى الموكل وقبض الربا نيابة عنه دخل الربا في ملكه ابتداء لقبض نائبه وهو الوكيل فلما وصل الى الموكل وصل ماله الذي ملكه بيد نائبه فلا يكون الموكل حينئذ آخذ الربا في دار السلام بل في دار الحرب بيد نائبه ومما دل عليه دلالة واضحة ما قال العلامة محمد عابدين في حاشية على الدر المختار في جواز اخذ مال السوكرة نعم قد يكون للتاجر شريك حربي في بلاد الحرب فيعقد شريكه هذا العقد مع صاحب سوكرة في بلادهم وياخذ منه بدل الهالك ويرسله الى التاجر فالظاهر ان هذا يحل للتاجر اخذه لان العقد الفاسد جرى بين حربيين في بلاد الحرب وقد وصل اليه مالهم برضاهم فلا مانع من اخذه انتهى ووجه الدلالة ان الشريك الحربي نائب ووكيل للتاجر بحكم الشركة فاذا قبض مال السوكرة الذي هو ربا وارسل الى التاجر ووصل اليه ما ملكه بيد نائبه فان قلت اطبق الحنفية على ان كل عقد جاز ان يعقده الانسان بنفسه جاز ان يوكل به غيره ويلزم من مفهوم المخالف ان ما لم يجز للانسان ان يعقده لم يجز ان يوكل به غيره والمسلم الذي في دار الاسلام لم يجز له ان يعقد عقد الربا مع الحربي فلم يجز له ان يوكل به غيره قلت اولا ان المراد من جواز العقد المذكور في كلام الفقهاء الجواز في الجملة لا يصح من الانسان ان يفعله بأي وجه كان لا انه يجوز منه بكل وجه كما سيظهر من كلام المحقق ابن الهمام وغيره واخذ الربا من الحربي في دار الحرب جائز للمسلم فعلى هذا يصح به التوكيل ثانيا ان هذا ضابطة لا حد ولا يصح ابطال الضوابط بابطال العكس بل انما يكون ابطاله بابطال الطرد قال العلامة ابن الهمام في فتح القدير على قول الهداية كل عقد جاز ان يعقده الانسان بنفسه جاز ان يوكل بغيره هذا ضابط لا حد فلا يرد عليه ان المسلم لا يملك بيع الخمر ويملك توكيل الذمي به لان ابطال القواعد بابطال الطرد لا العكس ولا يرد على طرده عدم توكيل الذمي مسلما ببيع خمره هو يملكه لانه يملك التوصل به الذمي فصدق الضابط لانه لم يقل كل عقد يملكه يملك توكيل احد به بل التوصل به في الجملة انتهى وفي البحر بحث العقده بنفسه بيان الضابط الموكل فيه ليس حدا فلا يرد عليه ان المسلم لا يملك بيع الخمر ويملك توكيل الذمي انتهى وفي الزيلعي لا يرد جواز توكيل المسلم الذمي ببيع الخمر ونحوه لانه عكس والنقض لا يكون الا في الطرد انتهى وما قيل ان من شرط الوكالة ان يكون الموكل ممن يملك

التصرف واذا قد كان الموكل في دار الاسلام لا يملك اخذ الربا فلا يصح توكيله فجوابه اولا بان المراد
بملك التصرف ان يملكه في جملة المالك بكل وجه وفي كل مكان ومدعي العموم مطالب بالبيان ولما كان المسلم يملك اخذ
الربا في بلاد الحرب صدق عليه انه يملك التصرف فصح منه التوكيل وثانيا انه اراد بالتصرف اصل التصرف لا التصرف فيما وكل به
قال في جوهرة النيرة وليس المعتبر ان يكون الموكل مالكا للتصرف فيما وكل به انما المعتبر ان يكون ممن يصح منه التصرف في الجملة لانهم قالوا
لا يجوز بيع الآبق ويجوز ان يوكل ببيعه انتهى وقال في الدر المختار ممن يملكه اي التصرف نظرا الى اصل التصرف وان امتنع في بعض الاشياء لعارض
بعارض النهي انتهى فان قيل سلمنا صحة التوكيل لكن لا يبيح اخذ الربا للموكل اذ الاغراض من العقود والتي ترجع حقوقها الى
الموكل ابتداء والوكيل فيها سفير محض واذا كان كذلك فكان الموكل باشر بنفسه اخذ الربا في دار الاسلام قلنا ولما اذا كان
الحقوق في الاغراض ترجع الى الموكل والوكيل سفير محض فالعقد الذي جرى بين الوكيل والحربي كأنما جرى بين مسلم وحربي
في دار الحرب ودخل الربا في ملكه هناك فلا مانع من صحة اخذه وثانيا ان عدم جواز اخذ الربا للمباشر في دار الاسلام حقيقة مسلم
ومصرح في كلام الفقهاء واما عدم جوازه للمباشر حكما ومشابهة فغير مسلم ولا مصرح بل نقول لما ارسل الموكل وكيلا الى دار الحرب و
اخذ الربا هناك فالموكل ملك الربا هناك على يد نائبه ووصل اليه ما ملكه بيد نائبه فيجوز اخذه ومن الله سبحانه التوفيق ومنه
الوصول الى التحقيق وهو سبحانه اعلم وعلمه اتم كتبه العبد المجيب محمد ارشاد حسين احمدي عفي عنه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الهادي الى سواء السبيل وهو حسبي ونعم الوكيل والصلوة والسلام على سيدنا محمد المبعوث رحمة للعالمين
وعلى آله وصحبه والمقتفين آثارهم من العلماء العاملين اما بعد فان هذا الجواب مشحون بتحقيق وتدقيق مسلم المضمون وهو
بالقبول حقيق نهاية ما في كتب المذهب النعماني صحة ما ذكر من العقود وحل الانتفاع بالارباح الحاصلة بها وكلام
العلماء وان كان ناظرا الى الصحة اولا وبالذات يفيد الحل ثانيا وبالتبع كما لا يخفى على الفقيه النبيه قال صاحب الدر المختار
والحاصل ان الربا حرام الا في مسائل منها ان يكون بين مسلم مستأمن وبين حربي في دار الحرب ونص السير الكبير واذا دخل
المسلم دار الحرب بامان فلا بأس بان يأخذ منهم اموالهم بطيب انفسهم باي وجه كان لانه انما اخذ المباح على وجه عري
عن الغدر فيكون ذلك طيبا له والاسير والمستأمن في ذلك سواء حتى لو باعهم درهما بدرهمين او باعهم ميتة بدراهم او
اخذ مالا منهم بطريق القمار فذلك كله طيب له انتهى كلام السير الكبير للامام محمد بن الحسن الشيباني ترجمان المذهب
النعماني وذلك لان مالهم مباح ثم خلافا لابي يوسف في المسلم المستأمن دون الاسير فبهذا اعلم ان هذا الجواز عند
الامام الاعظم والامام محمد ومسئلة القرض من المسائل التي لا بد فيها من الاضافة الى الموكل ولو معنى
كما في الدر المختار وحواشيه فالوكيل فيها سفير محض فلا يتعلق به شيء من حقوق العقد كما هو مصرح به

التصرف لان الوكيل يستفيد ولاية التصرف منه وقيل هذا على قولهما فاما على قوله يعني الامام فالشرط ان يكون التوكيل حاصلا بما يملكه الوكيل فاما كون الموكل مالكا للتصرف فليس بشرط حتى يجوز عنده توكيل المسلم الذمي ببيع الخمر وقيل المراد به ان يكون مالكا للتصرف نظرا الى اصل التصرف وان امتنع في بعض الاشياء لعارض النهي انتهى وهذا جواب اهل القول الاول فقد افاد مفتي الثقلين ان الكلام في هذا التصرف لا في كل تصرف ما وكلام العلماء يشهد بهذا وقال السيد الطحطاوي اي من حيث انه لا يعارضه غيره فيه من غير نظر الى حكم شرعي فيدخل فيه توكيل المسلم ذميا ببيع خمر وخنزير والمحرم حلالا ببيع صيد انتهى والاحسن ان يقال ان الاصل في كلام العلماء يطلق على ما هو الغالب وعلى ما كان سابقا لكن هذا مبني على القول بان الاصل في الاشياء الاباحة وبه صرح المحقق الكمال في التحرير الاصولي حيث قال ان المختار ان الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية انتهى وتبعه تلميذه العلامة قاسم وجرى عليه في الهداية من فصل الحداد وفي الخانية نسبه الى اكثر الحنفية لا سيما العراقيين قالوا واليه اشار محمد فيمن هدد بالقتل على اكل الميتة او شرب الخمر فلم يفعل حتى قتل بقوله خفت ان يكون آثما لان اكل الميتة وشرب الخمر لم يحرما الا بالنهي عنهما فجعل الاباحة اصلا والحرمة لعارض النهي انتهى وممن نقل انه قول اكثر اصحابنا واصحاب الشافعي الشيخ اكمل الدين في شرح اصول البزدوي فمن قال هو راي المعتزلة فقد سهى وهنا نافع فيما سكت عنه الشارع فانه يبقى على اباحته الاصلية وقد نص في التحرير على ان المباح يطلق على متعلق الاباحة الاصلية كما يطلق على متعلق الاباحة الشرعية وما ذكرناه هو المتعين في الجواب ولا يصح ما قاله الكمال والشيخ زين والزيلعي في عبارة تنوير الابصار ونحوها وهي التوكيل صحيح وهو اقامة غيره مقامه في تصرف جائز ممن يملكه فان فقد الشروط لا سبيل اليها والشرط ما يلزم من عدمه العدم ولا يلزم من وجوده وجود ولا عدم لذاته وايضا مفهوم المخالفة معتبر عندنا فيما عدى النصوص سواء كان مفهوم صفة او غيرها كما هو مصرح به في كتب الاصول وكتب الفروع نعم ما اشرنا اليه من ان شرط التعريف ان يكون مطردا ومنعكسا بخلاف الضابطة والقاعدة نحو كل فاعل مرفوع فلا يقال المبتدأ مرفوع ايضا لكن هذا الكلام في هذا المقام مما تنفر عنه الطباع وتمجه الاسماع فلهذا لم يعرج عليه العلامي ولا محشو كتابه وايضاح قضية السؤال ان التوكيل صادر في دار الاسلام لشخص لعقد الربا في دار الحرب فظرف التوكيل دار الاسلام واما دار الحرب فهو ظرف عقد الربا واخذه وهو يجوز للموكل اذا كان في دار الحرب ولا وجه لاعتبار كون هذا العقد في دار الاسلام باعتبار الموكل وهو لا يقول به عاقل فضلا عن عالم لان صدوره حقيقة في دار الحرب وهذا هو ما يسره الله تعالى وقدم على عجلة مع شغل البال وتكدر الفهم السقيم ومن الله صلاح الحال وفوق كل ذي علم عليم وهو الاقرب الى الصواب لا يعتريه شائبة لا ارتياب امر برقمه شيخ العلماء والمدرسين بمدينة سيد المرسلين الشيخ يوسف الغزي الحنفي عفي عنه

بسم الله الرحمن الرحيم

لك الحمد يا من نحت العلماء كرائم عرائس المعاني على منصة البيان وسخت بها على الفقهاء لتشييد اساس الدين فكانت ذللت في ميادين البيان ولك الشكر ان ميزت اهل العلم بمرتبة انما يخشى الله من عباده العلماء وطلعت في عزهم شموس العلماء بورثة الانبياء ومن جودك اتم الصلوة وازكى السلام على من خص بحقائق المثاني وسواطع البرهان فاعجز بالفصاحة كل منطيق له في حلبة الفضل ميدان دار دان وعلى آله الذين هم خلاصة الوجود وانسان عين كل انسان وعلى اصحابه الذين هم كالنجوم فمن اقتدى بهم اهتدى وفاز بالامن والرضوان وعلى الائمة المجتهدين وسائر ائمة الدين خصوصا الامام الاعظم ابا حنيفة النعمان وانظمنا اللهم في سلكهم تفضلا منك يا جواد يا كريم يا رحمن اما بعد فقد اطلعنا على ما حرر من الجوابين السادرين عن الحبرين اللوذعيين فوجدنا كل واحد منهما بعد التامل ثابت المضمون لا يعتري شمس صحته افول ولا تخالطه الظنون بسبدانه بحر تفاذت موجه بالدرر او نهر فائق يستخرج منه كنز دقائق الغرر مشتمل على ما عليه الاعتماد من النقول معززة لكل طرد اشم من الائمة الفحول موشحة بما عليه الفتوى كل من المذهب جديرة بان تنتظم زواهر جواهرها في سلك من ذهب ويؤيده ما في المجتبى من العبارة التي لا غبار عليها في هذا المقام مسلمين من اهل دارنا مسلما كان او ذميا في دارهم او من اسلم هناك باشر معهم من العقود التي لا تجوز فيما بيننا كالربويات وبيع الميتة جاز عندهما خلافا لابي يوسف وهذا هو الصحيح اه ومنه ما اذا باع منهم خمرا او خنزيرا او قامرهم واخذ المال كما في منح الغفار وما وقع من سهو لصاحب البحر في نقله عن المجتبى فقد نبه عليه صاحب رد المحتار واما كون المال [illegible] ليطيب للموكل كما ذكر في معتبرات الفقه قاطبة تشير اليه فلا حاجة الى الاطالة بذكره لعدم ما سطر في الجوابين من البسط مع التطويل ناطق بذلك كثرة النقل وجمع الاقاويل وما قيل المتون التوكيل صحيح لنفسه كل ما يباشره الموكل بنفسه بمجرد ضابط وليس في عبارته ما يفيد الحصر كما نبه عليه غير واحد وبالجملة فما حرره هو الصواب الجدير بالاتباع وعليه التعويل بلا شبهة ولا نزاع هذا ونسئله تعالى ان يسلك بنا سواء السبيل ويوفقنا لحسن الحال كيف لا وان الفقه امانة معلقة في اعناق الرجال ولنتبرك بذكر حديث ورد عن صاحب الشريعة مما يناسب ذلك فنقول اخرج الامام البخاري في صحيحه والامام النووي في رياض الصالحين عن ابي موسى رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ان مثل ما بعثني الله به من الهدى والعلم كمثل غيث اصاب ارضا فكانت منها طائفة طيبة قبلت الماء فانبتت الكلاء والعشب وكان منها اجادب امسكت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا واصاب طائفة منها اخرى انما هي قيعان لا تمسك الماء ولا تنبت الكلاء فذلك مثل من فقه في دين الله تعالى ونفعه بما بعثني الله به فعلم وعلم ومثل من لم يرفع بذلك رأسا ولم يقبل هدى الله الذي ارسلت به انتهى وفي هذا القدر الكفاية من التصديق مقنع لمن كان يريد من الحق والله سبحانه وتعالى هو الهادي وعليه معولي

واعتقادی فقط امر برقمه الفقیر الیه عز شانه محمد امین مالی مفتی الاحناف بالمدینة المنورة عفی عنه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خص من شاء بما شاء والعلم والعمل والصلوٰة والسلام علی سید الانبیاء وہو خیر من اوتی الحکمة وفصل الخطاب وعلی جمیع اخوانہ وآلہ والاصحاب اما بعد فما حررہ مولینا المجیب قدوة اہل التحقیق والتدقیق فصحیح مقبول و بالاعتماد علیہ حقیق والاجمال مغن عن التفصیل واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل رقمہ خادم العلماء بالمدینة المنورة محمد مظہر

احقر البریہ کان اللہ له

الجواب صحیح علی مذہب الامام رضی اللہ عنه الملک العلام

محمد مظہر احمدی

واللہ النبی واتم نفقر ...

سوال اول کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جو جانور ماکول اللحم ذبح کیا جاوے بقصد تعظیم وخوشنودی غیر اللہ تعالی اگرچہ ذابح نے وقت ذبح کے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا گوشت اسکا حلال ہے یا حرام سوال دوم کسی شخص نے ایک جانور ماکول اللحم بقصد تعظیم وتقرب غیر اللہ پرورش کیا جیسا کہ مروجہ جہلائے ہند ہے یعنی ایک بکرا کسی نے پرورش کیا بہ نیت تقرب کسی ولی یا غیر ولی کے جیسا شیخ سدو کا بکرا یا گائے میاں کبیر کی یا مرغا شیخ مدار کا یا خوف ضرر یا باتید نفع بدیں عقیدہ کہ اگر کوئی شخص عوض اس بکرے کے دوسرا ایک بکرا یا دو بکری اس سے بہتر یا بالعوض اس کے گوشت سبہ لا دیا جاوے تو بکر بیکار پاتے والا بخوف شیخ سدو وغیرہ کی راضی نہیں ہوتا ہے یہ سمجھکر کہ سوائے بکرہ منذورہ کے دوسرا قبول نہ ہوگا اور وہ شخص اسی عقیدہ پر قائم رہا یہانتک کہ بسم اللہ کہکر وہ بکرا ذبح ہوا ایسی گوشت اسکا حرام ہے یا حلال سوال سوم شیخ سدو کا بکرا ہو یا کسی ولی کا بکرا ہو بعقیدہ مذکورہ سوال دوم حکم دونوں کا واحد ہے یا نہیں یعنی دونوں حلال ہیں یا حرام یا دونوں میں کچھ فرق ہے پس بندی مفصلہ بطریقہ حنفیہ سے موافق طریقہ امام اعظم رحمة اللہ علیہ جواب باصواب عنایت فرمایا جاوے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول یہ ہے کہ جو جانور ماکول اللحم ذبح کیا جاتے واسطے تعظیم اور خوشنودی غیر اللہ تعالیٰ کے اسکے دو حال ہیں ایک یہ کہ تعظیم اور خوشنودی غیر اللہ تعالیٰ ساتھ نفس فعل ذبح کے یعنی اراقہ دم کے منظور ہو دوسرے یہ کہ ساتھ گوشت ذبیحہ کے مقصود ہو نہ ساتھ اراقہ دم کے یعنی یوں قصد کیا کہ یہ جانور واسطے نذر غیر اللہ تعالیٰ کے معین کیا باینطور کہ گوشت اسکا بعد ذبح کے کسی کو دیں گے یا کھلا دینگے بنام اس غیر اللہ تعالیٰ کے تاکہ وہ ہم سے راضی ہو اور عظمت اس کی ظاہر ہو پھر اس کے دو حال ہیں ایک یہ کہ کھانا

یا دینا گوشت ذبیحہ کا فقط واسطے خوشنودی اور تقرب غیر اللہ تعالیٰ کے ہو بدون قصد تقرب حق تعالیٰ کے
دوسرے یہ کہ اُسمیں تقرب حق تعالیٰ مقصود ہو اور بعد اُسکے خوشنودی اور تقرب غیر اللہ تعالیٰ بھی ہو خواہ بایصال ثواب
یا بدون اسکی شق اول میں ذبیحہ مردار اور حرام ہے کما قال فی الدر المختار وغیرہ ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء
یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ انتہی اور صورت ثانیہ میں اگر وقت ذبح کی نام اللہ تعالیٰ کا بطور معہود
تو ذبیحہ مذکّٰی اور طاہر ہے لیکن کھانا اُسکا حرام ہے اسواسطے کہ اُس گوشت میں تقرب غیر اللہ مقصود ہے اور جس چیز میں تقرب
غیر اللہ تعالیٰ کا منظور ہو وہ حرام کما قال فی العالمگیری مایوخذ من الدراہم ونحوہ وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا
الیہم فحرام بالاجماع مالم یقصد بصرفہا الفقراء الاحیاء انتہی وہکذا فی الدر المختار قال علیہ فی رد المحتار قولہ مالم یقصد الخ
ای بان تکون صفۃ النذر للہ تعالیٰ للتقرب الیہ ویذکر الشیخ مرادا بہ فقراءہ کمامر انتہی اور صورت ثالثہ میں ذبیحہ بھی
مذکّٰی ہے اور گوشت بھی حلال ہے کما قال فی الدر المختار ولو ذبح للضیف لایحرم لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام
الضیف اکرام اللہ تعالیٰ انتہی وقال فی رد المحتار واعلم ان المدار علی القصد عند ابتداء الذبح فلا یلزم انہ لو قدم
للضیف غیرہا ان لاتحل لانہ حین الذبح لم یقصد تعظیمہ بل اکرامہ بالاکل منہا وان قدم الیہ غیرہا ویظہر ذلک الخ
فیما لو ضافہ امیر فذبح عند قدومہ فان قصد التعظیم لاتحل وان اضافہ بہا وان قصد الاکرام تحل وان اطعمہ غیرہا
الخ انتہی جواب سوال دوم یہ ہے کہ جو بکرا وغیرہ واسطے تعظیم غیر اللہ تعالیٰ کے پرورش کیا اُسمیں ہی تین احتمال بموجب جواب
سوال اول میں مذکور ہوئے بر تقدیر احتمال اول اور ثانی کی حرمت میں کچھ تامل نہیں اور بر تقدیر احتمال ثالث کی
حلت ذبیحہ کی ظاہر ہے اور جب تھا اس احتمال ثالث کا یہ ہوا کہ اراقت دم اور گوشت ذبیحہ میں تقرب اللہ تعالیٰ
کا مقصود ہے اگرچہ بعد اسکے تقرب یا تعظیم غیر اللہ تعالیٰ کے بایصال وغیرہ بھی ملحوظ ہو پس امید دفع مضرت یا
جلب منفعت مانع حلت نہیں ہو سکتی اسیطرح نہ بدلنا پالنے والے کا اُس جانور کو بخوف اس بات کے کہ
سوا اس جانور منذور کے اور مقبول نہ ہوگا منافی حلت نہیں اس واسطے کہ شرائط حلت ذبیحہ
سب متحقق ہوئے اس خیال سے گو یہ فاسد ہے حرمت ذبیحہ لازم نہیں آتی کما لایخفی علی الماہر
اور جواب سوال سوم یہ ہے کہ شیخ سدو یا بھوانی وغیرہ کی بکری میں اور اولیاء اللہ تعالیٰ
کی بکری میں فرق ہے وہ یہ کہ شیخ سدو وغیرہ تمہارے معروضہ مشرکین ہیں اُن کا قصد
تعظیم و اکرام ساتھ تقرب الٰہی جلشانہ کے نہیں جمع ہوتا اسلئے ان کی تعظیم کرنے والا مشرک
ہے پس نیت تقرب اللہ تعالیٰ کے ان کے نام کی بکری میں معتبر نہیں ہو سکتی پس ذبیحہ
ان کے نام کا حرام ہے اور بکرا بنام اولیا کے موافق احتمال ثالث جواب اول کے ساتھ

تقرب الٰہی کے جمع ہو سکتا ہے اسواسطے کہ اکرام اولیا داخل اکرام الٰہی جلشانہ ہے پس ذبیحہ
مسں الورکا بنام اولیاء کرام کے حلال ہے کما قال فی التفسیرات الاحمدیہ من ہہنا علم ان البقرۃ
المنذورۃ للاولیاء کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیہا وقت الذبح وان کانوا
ینذرونہا لہ انتہی وقال فی المنحیۃ واما حبیب النذراء فقد تقرر ان النذر لغیر اللہ تعالیٰ حرام ونذر
الاولیاء ما دلۃ بان النذر للہ وثوابہا لہم انتہیٰ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین رحمہم اللہ تعالیٰ جو کچھ کہ از قسم طعام پختہ و خام و میوہ وغیرہ بتوں کی یا مندر کے
نام ہنود مقرر کرکے ہیں یعنی مندر میں چڑھاتے ہیں یا بتو نکو بھوگ لگاتے ہیں مسلمان کو ام شکا کھانا جائز ہے
یا نہیں اور چڑھاوہ مندر اور بتوں کا کسی کے ملک شرع میں ہوتا ہے یا نہیں اور خرید کر کھانا بھی اس چڑھاوے
کا درست ہے یا نہیں اور بیع اسکی قیم مندر کر سکتا ہے یا مثل چڑھاوہ مسجد ہی کہ بوریا وغیرہ مسجد کا قیم مجاز
بیع نہیں کتب معتبرہ فقہ سے جواب ارقام فرما دیں فقط اور اکثر ہنود سے پوچھا تو وہ یہ کہتے ہیں کہ مطعومات
تے مندر میں ہم واسطے محتاجین سکنہ مندر و آیندگان مندر کے لیے چڑھاتے ہیں اور سونے چاندی
کی چیزیں زینت مندر کے لیے کسی کو مالک نہیں کرتے ہیں ہاں پوجاری کسی محتاج کو مطعومات سے کچھ
دیدے تو اجازت ہے اقدمیں سے دینے کا مجاز نہیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو کچھ طعام وغیرہ ہنود مندر میں چڑھاتے ہیں وہ بلا تامل بہ نیت تقرب بتوں کے چڑھاتے ہیں اور جس چیز
میں نیت تقرب غیر اللہ تعالیٰ کی کیجائے وہ حرام ہے قال فی الدر المختار ما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت
ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام انتہی مختصرا قال علیہ فی رد المحتار باطل
وحرام بوجوہ منہا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ لاتکون لمخلوق ومنہا ان المنذور لہ میت
والمیت لایملک ومنہا انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقادہ ذلک
کفر انتہی اور چڑھاوہ مندر وغیرہ کا ظاہر ا ملک مالک چڑھاوہ ہے اسواسطے کہ جبتک کوئی تصرف شرعی مزیل
ملک جانب مالک سے واقع نہوگا تو مال مالک اسکی ملک سے خارج نہوگا اور مندر پر چڑھانا کوئی تصرف شرعی مزیل اور مفید ملک
نہیں ہے اور جب وہ اشیاء حرام قرار پائیں تو خرید کر کھانا اسکا بھی جائز نہوگا قال فی الدر المختار حظر الاشباہ الحرمۃ تتعدی مع العلم
بہا الا فی حق الوارث وقیدہ فی الظہیریۃ بان لایعلم ارباب الاموال انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ زید نے ایک شے حلال ماکول اللحم ایک بت کے نام سے تشہیر کی اور پھر اس کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا تو اس چیز کو کھانا حرام ہے یا حلال دوم نفس نیت یا نفس شے حرام ہے فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

وہ شے ماکول اللحم جو زید نے بت کے نام سے تشہیر کی یعنی مثلاً یہ مشہور کیا کہ یہ بکرا بھوانی کا ہے تو منشا در اس تشہیر سے یہی ہے کہ اسکو تقرب طرف اس بت کے ساتھ معین کرنے بکرے کے بنام اسکے منظور ہے ورنہ بت کے نام پر کیوں مشہور کرتا پھر اس بکرے کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا تو ظاہر یہ ہے کہ فعل ذبح اور اراقت دم میں تقرب اللہ تعالیٰ کا مقصود ہے پس یہاں دو امر جمع ہوئے تقرب طرف بت کے ساتھ نفس بکرے کے اسوجہ سے کھانا اس کا اور یہ نیت دونوں حرام ہیں خلاصہ یہ ہے بندہ حقیر مؤلف کہ معنی روایت کے یہ ہیں کہ تقرب ڈھونڈھنا اور طلب کرنا رضا اولیاء کرام سے دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ کھانا یا نقد مزارات پر لیجاتے ہیں اس نیت سے کہ مزارات پر محتاجین مساکین مجاورین ہوتے ہیں انکو خیرات کرنا مقصود ہے خالصاً لوجہ اللہ اور ثواب پہونچانا اولیاء کرام کو تاکہ ان اولیاء کرام سے تقرب حاصل ہو اور ان کی رضامندی اس صورت کی طرف اشارہ کیا ہے اس قول مالم یقصد صرفہا الفقراء الاحیاء دوسری صورت یہ ہے کہ تقرب مطلوب ہو ساتھ عین ان اشیاء کے خیرات کرنا اسکا لوجہ اللہ اس صورت کو بیان کیا ہے اس قول میں ما ینقل الی الضرائح الاولیاء تقربا الیہم انتہی قول المؤلف قال فی العالمگیری ما یوخذ من الدراہم ونحوہ وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم فحرام بالاجماع مالم یقصد صرفہا الفقراء الاحیاء انتہی وقال فی الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ ولو ذبح للضیف لایحرم لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ والفارق انہ ان قدمہا لیاکل منہا کان الذبح للہ والمنفعۃ للضیف او للولیمۃ او للربح وان لم یقدمہا لیاکل منہا بل یدفعہا لغیرہ کان لتعظیم غیر اللہ فتحرم وہل یکفر قولان بزازیہ وشرح وہبانیہ قلت وفی المنیۃ انہ یکرہ ولا یکفر لانا لانسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی لہذا النحر ونحوہ فی شرح الوہبانیہ عن الذخیرۃ انتہی قال فی رد المحتار علی قولہ انہ یتقرب الی الآدمی ای علی وجہ العبادۃ لانہ المکفر وہذا بعید عن حال المسلم فالظاہر انہ قصد الدنیا والقبول عندہ باظہار المحبۃ فداعنہ لکن لما کان فی ذلک تعظیم لہ لم یکن التسمیۃ مجردۃ للہ تعالیٰ کما لو قال بسم اللہ واسم فلان حرمت ولا ملازمۃ بین الحرمۃ والکفر کما قدمنا انتہی اور امر ثانی یہ کہ یہاں پر ذبح واقع ہوا ساتھ نام مبارک اللہ تعالیٰ کے اور اراقت دم اور فعل ذبح میں تقرب طرف بت کے مقصود نہ تھا بلکہ اس میں فقط الی اللہ تعالیٰ تقرب منظور ہے بخلاف ذبح لقدوم الامیر کے کہ اس میں نفس ذبح میں تقرب الی الامیر منظور ہوتا ہے اور اسی وجہ سے گویا التسمیہ الی اللہ تعالیٰ کا مجرد نہ تھا

کما مرمن رد المحتار پس اسوجہ سے وہ ذبیحہ مرکی ہے میتہ نہیں لیکن بوجہ سابق کہانا اُس کا بجا ہے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک بکری کو بنام شیخ سدو پرورش کیا اور بعد چندے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا اور گوشت اُس کا پکاکر لوگوں کو کھلاویا زہ گوشت پست حرام ہے یا حلال اور اُس کا کھانا کیسا صورت دیگر یوں ہے کہ اگر اُس بکرے کو بنام اللہ پرورش کیا اور بعد چندے اُسکو وقت ذبح شیخ سدو کہکر چھری پھیری اور ذبح کیا پس یہ صورت موافق صورت اولی ہے یا نہیں اور یہ ذبیحہ کیسا آیت ما اہل بہ لغیر اللہ ان دونوں صورتوں پر حکم کرتی ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو بکرا بنام شیخ سدو پرورش کیا اُس میں قصد تقرب کا الی غیر اللہ تعالی ہوا پس کھانا اُس کا حرام ہے قال فی الدر المختار واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصد واصرفہا لفقراء الانام انتہی قال فی رد المحتار قولہ مالم یقصد والخ ای بان تکون صیغۃ النذر للہ تعالی للتقرب الیہ ویذکر الشیخ مرادا بہ فقراءہ کما مر انتہی اورجب اُسکو بنام اللہ تعالے کے ذبح کیا تو فعل ذبح اور اراقت دم بنام اللہ تعالے کے ہوا پس وہ بکرا مذکی اور پاک ہوگیا ہرچند کہانا اُس کا حرام ہے بسبب قصد تقرب کے بجہت تحقق شرط ذکوۃ کے جو وہ تسمیہ اللہ تعالی کا ہے عند الذبح قال فی العالمگیری واما شرائط الذکات فانواع منہا التسمیۃ حالۃ الذکاۃ عندنا انتہی اور اگر اُس بکرے کو بنام شیخ سدو کے ذبح کیا تو مرکی نہوا بجہت نہ ذکر کرنے نام اللہ تعالے کا عند الذبح کہ وہ شرط ذکاۃ تہا۔ پس وہ نجس بھی ہے اور حرام بھی ہے تو یہ صورت موافق صورت اولی کے نہیں اور حکم اس کا آیۃ کریمہ ما اہل بہ لغیر اللہ کے سے ظاہر مستفاد ہے اسواسطے کہ معنے آیۃ کریمہ کے یہ ہیں کہ حرام کیا گیا تم پر میتہ اور دم مسفوح اور لحم خنزیر اور وہ جو چیز پکاری جائے بنام غیر اللہ تعالی کے وقت ذبح کے پس جو چیز وقت ذبح کے نام شیخ سدو کا لیا وہ اس میں داخل ہے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین درین معنی کہ سانڈہ در ملک ہندوستان ہنود قوم بنام آباؤ اجداد بنام بتان میگذارند وانتفاع ازنمی گیرند پس درین صورت خوردن گوشت او مسلمانان را جائز ست یا نہ بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

گاؤ سانڈ کہ مروج کفار ہندست در حکم بحیرہ ووصیلہ است کہ کفار عرب در زعم خود آنرا حرام میساختند

وحکم تحریمش بجناب باری منسوب میکردند پس حضرت حق سبحانه وتعالی بر کنان فرمود بقوله ما جعل الله من بحیر
ولا سائبة ولا وصیلة ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی الله الکذب واکثرهم لا یعقلون ومقصود آیۂ علے
ما فسره صاحب احمدی والکشاف وغیره آنست که مشروع نساخت حضرت حق سبحانه تعالی این اشیاء را و
امر کرد باینها ولکن کافرین افترا کردند بر حضرت حق سبحانه پس نه تصدیق آنان کنید ونه عمل بمفتریات آنان
یعنی این چیزها حرام نیست قال صاحب الکشاف فی تفسیره ما شرع الله ذلک ولا امر بالتبحیر والتسییب وغیر
ذلک ولکن هم بتحریمهم ما حرموا یفترون علی الله الکذب واکثرهم لا یعقلون پس ازین تقریر واضح شد که سا
فی نفسه حرام نیست اما چونکه مالکش مباح الاکل والبیع برائے کسی نه نمود ملکش در آن مانع انتفاع ازان است
همچو مال غصب وگذاشتن مالک آنرا وعدم تعرض بدان دلیل اباحة نیست زیرا که از سانڈه کردن ملک
مالک زائل نمیشود قال فی الدر المختار ولا یخرج باعتاقه یعنی جانور را آزاد کردن از ملک مالک نمیرود
قال محشیه العلامة الشامی فاذا وجد بعضه فی ید غیره له اخذه الا اذا کان قال من اخذها فهی له انتهی الحاصل
سانڈه فی نفسه حرام نیست چنانچه بر حاذقین تفسیر وناظرین آیۂ کریمه مذکوره بالا ظاهر است البته بجهت ملک غیر در ان
حرمت پیدا گردد همچو مال غصب واگر مالک اجازت دهد خوردن او جائز است واگر محرمین آن دعوی
حرمت با دخال آن تحت ما اهل به لغیر الله نمایند پس این معنی از واقفین بس مستبعد است چه جمهور مفسرین
را اجماع است بران که مراد ازان رفع صوت بنام غیر الله وقت ذبح است واگر گویند که حرمتش بجهت
تقرب بدان الی غیر الله است چنانچه در ذبیحه که برای قدوم امیر وغیره میکنند گوئیم که مراد از تقرب الی غیر الله
تقرب بفعل ذبح است کما صرح به الفقهاء والمفسرون ودر گاؤ سانڈه وغیره هرگز مالکش بر ذبح راضی نیست
وتا ذبح آن حرام می انگارد پس بقاعده تقرب الی غیر الله چگونه حرام گردد بالجمله گوشت سانڈه فی نفسه حرام نیست
اگر حرمت است بجهت ملک غیر وعوارض دیگر است واگر عوارض دیگر نباشد در حلت گوشت آن تاملی نیست

والله سبحانه اعلم وعلمه اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنه

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو جانور بنابر تقرب ماسوی اللہ
ذبح کیے جاتے ہیں یا جن زندہ جانور پر نام غیر خدا پکار دیا جاتا ہے مثلاً یہ بکرا بھوانی کا یا شیخ سدو کا
یا اور کسی بت کا ہے یا جو جانور کسی جن یا ستارہ کے نام پر آزاد بطور وقف چھوڑ دیئے جاتے ہیں اگر یہ سب
وقت ذبح کے اللہ تعالے کے نام کے ساتھ ذبح کئے جائیں تو ان کا گوشت حلال ہے یا حرام
بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو جانور بنابر تقرب غیر اللہ تعالیٰ کے ذبح کیا جائے کھانا اُس کا حرام ہے اگرچہ وقت ذبح کے نام اللہ تعالیٰ کا لیا جاوے قال فی الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوہ یحرم لانہ اہل لغیر اللہ تعالیٰ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ ولو ذبح للضیف لایحرم لانہ سنۃ الخلیل واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ انتہیٰ اور جس جانور پر نام غیر اللہ تعالیٰ کا پکارا جاتا ہے مثلاً بھوانی یا شیخ سدو وغیرہ کا اُس کا بھی یہی حال ہے آخنی بجہت تقرب ماسوا اللہ تعالیٰ کے کھانا اُس کا حرام ہے گو وقت ذبح کے نام اللہ تعالیٰ کا لیں اگر زندہ جانور پر کسی ولی یعنی کا نام پکارا جیسے یہ مرغ مثلاً حضرت غوث الثقلین کا تو وہ حرام نہوگا اسواسطے کہ اس صورت میں ذبح اُس جانور کا واسطے تقرب حق تعالیٰ کے ہی اور مقصود نام لینے اُن بزرگ سے ایصال ثواب ہے روح اُن بزرگ کو قال فی التفسیر الاحمدی ومن ہہنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ تعالیٰ علیہا وقت الذبح انتہی وقال فی المنیۃ واما یجب النذار فقد تقرر ان النذر لغیر اللہ تعالیٰ حرام وتقدا الاولیاء ماول بان النذر للہ تعالیٰ والثواب لہم انتہی اور یہی حال اُن جانوروں کا جنکو بنام جن یا کسی ستارہ وغیرہ کے بطور وقف چھوڑتے ہیں کہ اسمیں نیت تقرب غیر اللہ تعالیٰ کے ہوتی ہے پس کھانا اُس کا حرام ہوگا۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال ما قولکم ایہا العلماء الحنفیۃ الکرام فی ہذہ المسئلۃ۔ شہر کلکتہ و دیگر بعض بلاد بنگال میں کھانا نان پاؤ د بسکٹ مخمر بخمیر تاڑی کا جو منجملہ اشربہ مسکرہ ہے بوجہ فتوے حلت دینے بعضے اعیان کے شائع ہے اور اُسکی حلت پر اسقدر اعتماد ہے کہ مانع نہیں کھانیوالا مطعون رہتا ہے اور متعصب سمجھا جاتا ہے مگر مستفتی کو کہ مقلد حنفی المذہب ہے حلت میں اُس کی کلام ہے بدین وجہ کہ ہرگاہ تاڑی بوجہ مسکر ہونے کے بقول امام محمد جو مفتی بہ عند الحنفیہ ہے تحت کلیہ کل مسکر خمر وکل مسکر حرام داخل ہو کر مصداق خمر و حرام و نجس ہوئی پھر جو آٹا اُس میں خمیر ہو کر پکایا جاویگا اُس روٹی کا کھانا عند الحنفیہ کیونکر جائز و حلال ہوگا حسب تصریح معتبرات حنفیہ کھانا اُس روٹی کا جو آرد مخمر بخمیر خمر سے پکائی جاوے حرام و ممنوع ہے مثل اُس روٹی کے جو آرد مخمر بخمیر شراب سے پکی ہو کہ تصریح اس امر کی کتاب الاشربہ ہدایہ و کفایہ و غایۃ البیان و فتاویٰ عالمگیری میں موجود ہے کما لایخفی علی ناظریہا لہذا بحضور علماء دین عرض ہے کہ یہ تقریر مستفتی کی حسب قواعد حنفیہ کرام مقبول راجح و مفتی بہ صحیح اور واجب القبول ہے یا برعکس اور کھانا نان پاؤ و بسکٹ مذکور کا حلال ہے

[illegible] اور بتقدیر ثانی [illegible] حلت خالص اور آخر ہے یا نہیں بہ تفصیل شافی و بسط کافی مدلل مرقوم فرمائیں

تا باعث رفع خلاف والزام وہدایت کافۂ انام ہووے فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

یہ تقریر مستفتی کی درباب حرمت نان پاؤ و بسکٹ کی جس میں تاڑی مسکر پڑتی ہے صحیح اور مقبول ج
اور موافق مذہب حنفیہ مذہب مفتی بہ کے اس کی حرمت میں تامل نہیں ویؤیدہ ما فی الدر المختار وقال
ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام وہو نجس ایضا وبہ یفتی انتہی قال فی رد المحتار اقول الظاہر ان ہذا خاص بالاشر
المائعۃ دون الجامدۃ کالبنج والافیون فلا یحرم قلیلہا بل کثیرہا المسکر وبہ صرح ابن حجر فی التحفۃ وغیرہ
مفہوم من کلام المتقدمین انہم عدوہا من الادویۃ المباحۃ وان حرم السکر منہا ویدل علیہ ایضا قولہ فی عز الاف
وہذہ الاشربۃ عند محمد ومن وافقہ کخمر بلا تفاوت فی الاحکام ولہذا یفتی فی زماننا وظاہر قولہ بلا تفاوت ا
نجاستہا غلیظۃ انتہی پس مفتیان حلت مذہب حنفی میں خاطی ہیں کہ خلاف مفتی بہ فتوی دیا ہے لیکن
الاطلاق آثم نہیں ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ . الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں عفی عنہ

سوال ایک شخص روزگار وہ لاتی پانی کا کرتا ہے یعنی سوڈہ واٹر بناتا ہے اور ایک من پانی میں دو
شراب اسپرٹ دین ڈالی جاتی ہے تو یہ بنانا اور بیچنا جائز ہے یا نہیں اور تیل لیمو کا جو ولایت سے
آتا ہے اُس میں بھی شراب کی لاگ ہوتی ہے اُس کا استعمال درست ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بنانا پانی مذکور کا جس میں شراب پڑتی ہے جائز نہیں اور بیچنا اُس پانی کا جائز ہے اور اسیطرح استع
تیل لیمو کا درست نہیں قال فی الدر المختار لو وقعت قطرۃ منہا فی الماء القلیل الجاری او فی حکمہ نجسۃ وان استہلک
فیہ وصار ماء واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

کتاب ہے مؤلف اسے جمع کرنے والا ان فقرہ شکا کہ یہ حکم مختص ہے ساتھ اُن نان پاؤں اور بسکٹوں کے کہ جہاں تاڑ
ہوتی ہے اور تاڑی مسکر پڑتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ یہ بسکٹ وہی ہیں جنہیں تاڑی مسکر پڑتی ہے ورنہ خ
خمیر کا تاڑی مسکر میں نہیں ہے سوڈا ایک اور ان چیز ہے اس سے بھی خمیر ہو جاتا ہے، تو مطلقا جو نان
اور بسکٹ بازاروں میں فروخت ہوتی ہیں اُن کی حرمت کا حکم نہیں دے سکتے۔ اور یہ قول ام
محمد کا بنی ادیہ [illegible] بیاہا اور فتوی دے گئے ہے ۔ ۔ نہ قول امام اعظم تو یہی ہے کہ غیر خمر میں بعث
اسکار حرام ہے کما ہو مصرح فی کتب الفقہ قولہ الاطلاق آثم نہیں اسی کی طرف
اشارہ ہے، علاوہ بریں روایت صابرین کو تیل پر سے بنا ہوتا ہے وہی تعزیر اور بعد تحقیقات اور بلا علم دلیل حلت کی ہے

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس باب میں جو انگریزی پانی انگریزی کل کی انگریزوں کے واسطے بنتا ہے ایکسائن میں یعنی چالیس سیر میں دو دمڑی بھر شراب پڑتا ہے مسلمانوں کو اُس پانی کا بنانا اور بنوانا اور فروخت کرنا کیا خریدنا مسلمانوں کو اور پینا اُس پانی کا مسلمانوں کو درست ہے یا نہیں اور جملہ ادویہ جو انگریزوں کی ولایت سے آتی ہیں معتمد آدمی کہتے ہیں کہ اُس میں شراب ملی ہے اُس ادویہ کی خرید وفروخت روا ہے یا نہیں اور مسلمان جو شراب بناتے ہیں یا بنواتے ہیں و بیع وشرا اُس کی کرتے ہیں اور اُس شراب خانہ کے کاروبار میں کسی قسم کی نوکری کرتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور شراب بجمیع اقسام حرام یا کچھ فرق مفتی بہ مسئلہ ومحتاط کو نسا ہے فقط بینوا توجروا رحمکم اللہ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

وہ پانی جس میں شراب بحساب فی من دو دمڑی بھر ڈالی جاتی ہے نجس اور حرام ہے قال فی الدر المختار لو وقعت قطرۃ منہا فی الماء الغیر الجاری او مائع حکمہ نجسۃ وان استہلک فیہ وصار بارا انتہی وقال فی الدر المختار وحرم الانتفاع بہا ولو لسقی دواب او لطین او نظر للتلہی او فی دواء او دہن او طعام او غیر ذلک انتہی پس مسلمانوں کو بنانا اور بنوانا اُس کا حرام ہے اور خرید وفروخت کرنا اُس پانی کا جائز ہے اسواسطے کہ جواز بیع مبنی ہے اوپر منتفع بہ ہونیکے اور جب وہ پانی باستعمال کفار منتفع بہ ہے تو بیع وشرا اس کی صحیح ہے جیسی بیع سرگین کی اور مسلمانوں کو پینا اُس کا جائز نہیں اور یہی حال ہے جملہ ادویہ انگریزی کا جن میں شراب پڑتی ہے اور جو لوگ شراب بنانے کا کارخانہ کرتے ہیں اُس کے کام میں نوکری کرنا اور مدد اُس کام کی کرنا موافق قول مفتی بہ کے حرام ہے قال فی الدر المختار وجاز حمل خمر ذمی باجر لا عصرہا لقیام المعصیۃ بعینہ انتہی قال علیہ فی رد المحتار وہذا عندہ وقالا ہو مکروہ زاد فی النہایۃ قولہ قیاس وقولہما استحسان انتہی اور شراب بجمیع اقسام حرام ہے بلا تفاوت قال فی الدر المختار وحرمہا محمد ای الاشربۃ المتخذۃ من العسل والتین ونحوہا مطلقا وبہ یفتی انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ میفرمایند علمائے دین دریں باب کہ زعفران آیا حرام است یا حلال ونجس است یا طاہر بینوا توجروا فقط

تحقیق کہتا ہے مؤلف کہ اسپرٹ شراب نہیں ہے کہ جس کے پینے سے سکر ہو اس کا استعمال واسطے سکر کے کوئی نہیں کرتا ہے بلکہ یہ ایک تیزاب ہے کہ واسطے حل کرنے ادویہ سخت کے استعمال کرتے ہیں اور پانی میں بھی تیزی پیدا کرنیکے لیئے ڈالتے ہیں اسکو اثر یہ مسکرہ سے قرار دینا غلط مشہور ہے اور حکم حرمت کا اوپر تقدیر شراب کہ ہونیکے دیا گیا حسب سوال سائل کے اور عند التحقیق یہ محقق ہوا کہ یہ تیزاب ہے اگر کوئی شخص ایسہ دو لیسہ بھر پی لے تو خوف مرجانیکا ہے فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

زعفران موافق تحقیق اکابر حنفیہ مطلقاً حرام نیست بلکہ قدر مسکرش حرام است وطاہر است مطلقاً قدر مسکر باشد یا کمتر ازان قال فی الدر المختار وکذا تحرم جوزۃ الطیب انتہی قال علیہ فی رد المحتار وکذا العنبر والزعفران کما فی الزواجر لابن حجر المکی قال فہذہ کلہا مسکرۃ ومرادہم بالاسکار ہہنا تغطیۃ العقل لا مع الشدۃ المطربۃ لانہا من خصوصیات المسکر المائع فلا ینافی انہا تسمی مخدرۃ اقول ومثلہ زہرۃ القطن فانہ قوی التفریح یبلغ الاسکار کما فی التذکرۃ فہذا کلہ ونظائرہ یحرم استعمال القدر المسکر دون القلیل کما قدمنا انتہی وقال ایضاً علی قول الدر وقال محمد ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اقول الظاہر ان ہذا خاص بالاشربۃ المائعۃ دون الجامدۃ کالبنج والافیون فلا یحرم قلیلہا بل کثیرہ المسکر وبہ صرح فی التحفۃ وغیرہا وہو مفہوم من کلام المتن لانہم عدوہا من الادویۃ المباحۃ وان حرم السکر منہا بالاتفاق ولم نر احدا قال بنجاستہا ولا بنجاسۃ نحو الزعفران مع ان کثیرہ مسکر ولم یحرموا اکل قلیلہ ایضاً والحاصل انہ لا یلزم من حرمۃ الکثیر المسکر حرمۃ قلیلہ ولا نجاستہ مطلقاً الا فی المائعات لمعنی خاص بہا اما الجامدات فلا یحرم منہا الا الکثیر المسکر ولا یلزم من حرمتہ نجاستہ کالسم القاتل فانہ حرام مع انہ طاہر انتہی مختصراً وکسانیکہ بتحریم آن مطلقاً حکم نمودہ اند مستندات آنان چند است اول حدیث کل مسکر خمر ثانی ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام ثالث ما اسکر الجرۃ منہ فالجرعۃ منہ حرام رابع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن قلیل ما اسکر کثیرہ خامس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر حرام وما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام سادس کل مسکر حرام وما اسکر الفرق فملأ الکف منہ حرام سابع قیاس ہر مسکر بر خمر پس چنانکہ قلیل وکثیر خمر حرام است ہمچنین در ہر مسکر قلیل وکثیر حرام خواہد بود وجواب این مستندات از جانب حنفیہ بوجوہ متعددہ است تفصیل آن بتطویل می کشد مختصر اینکہ حدیث کل مسکر خمر وکل خمر حرام صحیح وثابت نیست قال فی الہدایہ الحدیث الاول طعن فیہ یحیی بن معین انتہی قال فی العینی اراد بہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر روی عن یحیی بن معین الاحادیث الثلثۃ لیس بثابت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدہا لا نکاح الا بولی وشاہدی عدل والثانی من مس ذکرہ فلیتوضأ والثالث کل مسکر خمر حرام انتہی مختصراً وحدیث ثانی وثالث ورابع وخامس وسادس معارض است بحدیث حرمت الخمر لعینہا والسکر من کل شراب وبحدیث زید بن علی قال حدثنی ابی عن جدی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ابتلاکم بہذا النبیذ واحل منہ الذی لا یسکر وحرم منہ السکر وبحدیث ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا شرب تسعۃ اقداح فلم یسکر فلا باس واذا شرب العاشر فسکر فذلک حرام کذا فی العینی وقیاس دیگر اشربۂ مسکرہ بر خمر مع الفارق است چہ خمر بسبب رقت ولطافت قلیل آن داعی طرف شرب کثیر است ودیگر اشربہ نہ چنانست پس قیاس دیگر اشربہ بر خمر

وكل ما ينتن الفم قال ومقتضاه المنع من شربها المنتن لانه ينتن الفم خصوصا اذا كان الزوج لا يشربه اعاذنا الله
تعالى منه وقد افتى بالمنع من شربه شيخ مشائخنا المسيري وغيره اهـ وللعلامة الشيخ علي الاجهوري المالكي
رسالة في حله نقل فيها انه افتى بحله من يعتمد عليه من ائمة المذاهب الاربعة قلت والف في حله ايضا سيدنا العارف
عبد الغني النابلسي رسالة سماة الصلح بين الاخوان في اباحة شرب الدخان وتعرض له في غير من تاليفه الحسان
واقام الطامة الكبرى على القائل بالحرمة والكراهة فانهما حكمان شرعيان لابد لهما من دليل على ذلك فانه
لم يثبت اسكاره ولا تفتيره ولا اضراره بل ثبت له منافع فهو داخل تحت قاعدة الاصل في الاشياء الاباحة
وان فرض اضراره للبعض لا يلزم منه تحريمه على كل واحد فان العسل يضر باصحاب الصفراء الغالبة وربما
امرضهم مع انه شفاء بالنص القطعي وليس الاحتياط في الافتراء على الله تعالى باثبات الحرمة والكراهة الذين
لابد لهما من دليل بل القول بالاباحة التي هي الاصل وقد توقف النبي صلى الله عليه وسلم مع انه هو المشرع
في تحريم الخمر ام الخبائث حتى نزل عليه النص القطعي فالذي ينبغي للانسان اذا سئل عنه ان يقول هو
مباح لكن رائحته تستكرهها الطباع فهو مكروه طبعا لا شرعا انتهى اور ثابت ظاهر ہے کہ حسب موافق قول ان
محققین کے یہ مباح ٹھیرا پس طہارت میں اسکی کچھ کلام نہیں تو دہیا اسکا بلاشبہ کے طاہر ہوگا فقط
واللہ سبحانہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ما قولکم ایها العلماء المکرمون فی المسئلۃ الآتیۃ اسئلکم بحکم الله فاسئلوا اهل الذکر الآیۃ فاجیبوا رحمکم الله

شریک ہونا یا اپنی زوجہ یا دوسرے متعلقین مذکورین بضمن سوال اول کو جو تقبضۂ قدرت واختیار
ہوں جانے دینا شرعاً جائز ہے یا ممنوع وگناہ اور بر تقدیر ثانی گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ ہے اور آیا تقریبا
مذکورہ میں مطلقاً جانا منع ہے اور جانے دینا اپنی زوجہ اور دیگر زنان متعلقات کو باعث معصیت
یا بصورت شرکت کے امر ممنوع و مجلس لہو و سرود میں معصیت ہوگی اور اگر ایک ہی صحن ہے کہ وہاں
و لہو امور ممنوع بھی ہیں اور اصل کس جس کے یہاں تقریب ہے وہ بھی ہے پس وہ شخص مذکور اگر خود
بنظر رفع شکایت و ادائے رسم برادری جاوے اور قدرے بیٹھ کر چلا آوے یا اپنی زوجہ و والدہ
کو اسی طور سے بتاکید عدم شرکت وارتکاب امر ممنوع وہ ایک ساعت یا دو ایک روز کے لیے جانے
تو اس تقدیر پر بھی نظر بغرض حضوری کے ایسے مقام میں اور ایسی تقریب میں مورد الزام شرعی اور خط
ہوگا یا نہیں اور نہیں جانے میں اپنے یا نہ جانے دینے متعلقین میں اگر بوجہ جہالت شخص قرابت مند
اندیشہ قطع رحم اور ترک برادری و رنجش باخود ہا کا ہو تو یہ عذر شرعاً کافی واسطے جواز شرکت ایسی تقریبا
کے ہو سکتا ہے یا نہیں جواب جملہ شقوق کا تفصیلاً بعبارات اردو عام فہم بسند کتاب و حدیث و معتبرات
واصول درکار ہے۔ بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مذکورہ میں جب زوجہ اور والدہ وغیرہ شخص مذکور کی مطیع ہیں اگرچہ امور ناموافق طبع میں کرتا ہو
تو شخص مذکور کو چاہیے کہ مسائل ...

سما و علی السلیة
س ... بت ا س ولایة ولمن منہا فرق فنا التفصیل د
لہ فقول قدر تبا لمحبۃ ثمۃ مراتب ولو لد الحسبۃ بالمرتبتین ولیس لہ الحسبۃ
... دا شہد بہ ولا لیباشروا الضرب انتہی اور جواب سوال دوم یہ ہے کہ جو تقریب شادی
یا غم بانضمام منکرات و رسوم ممنوعہ خواہ اہل قرابۃ نسبیہ یا صہریۃ میں ہو یا اغیار میں اور قبل جانے کے
علم ارتکاب منکرات کا آجائے تو اُس تقریب میں نہ خود جانا چاہیے اور نہ اپنے متعلقین کو جو اُس کے

عن الامام كالاح قبل ان يصير
انتهى اور جو چیز انسان کو ممنوع ہے پس اسکو اپ
ثم کلم رابع : کلکم مسئول عن رعیتہ انتهى اور باقی تفصیل ادلہ کا یہ ہے :
کی فقہ والله سبحانہ اعلم علمہ اتم۔

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں — السید المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ کتے یا خنزیر نے رس میں موہنہ ڈالا پھر اُس رس
کی راب یا گڑ بنایا آیا راب اور گڑ پاک ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب والله سبحانہ الموفق للصواب

اس صورت میں راب یا گڑ پاک ہے اسواسطے کہ رس کو راب یا گڑ بنانے سے قلب عین ہو گیا اور
قلب عین مطہر ہے قال فی الدر المختار وقد انبت فی الخزائن المطهرات الی نیف وثلاثین وغیرت
نظم ابن وہبان فقلت وغسل ومسح والجفاف مطہر ونحت وقلب العین والحفر یذکر وقال فی موضع
آخر لکونہ یزاد قدرونا لازم نجاسة الخبز فی سائر الامصار ولا ملح کان حمارا او خنزیر او لا قذر
: فع فرش فصل حلق الانقلاب العین

الجواب صحیح محمد لطف اللہ الجواب صحیح محمد عبید اللہ الجواب صحیح محمد عبد الحمید الجواب صحیح الجواب هو الصواب
محمد گوہر علی الجواب صحیح محمد امداد حسین عفی عنہ هذا هو الحق والصواب محمد سلامت اللہ ذلک کذلک
ومن قال سوی ذلک فقد قال محالا ابو النعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم کہتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے اس لیے کہ ناپاک رس کی راب یاگڑ بنانے سے ماہیت نہیں بدلجاتی اس لیے کہ رنگت اور شیرینی رس کی ہنوز باقی ہے اور بقاء صفات فنائی ہے ذات کی اور بہت مسائل طہارت ونجاست پانی کے اسی قاعدہ پر مبنی ہیں اور صورت سوال کو قیاس کرنا مسئلہ پر جو کہ نمک میں گر کے نمک بنجاوے عقل مندلیبی لبعید ہے اور مسئلہ صابون وغیرہ ایجاد بعض متاخرین منظور فیہ ہے واللہ اعلم بالصواب۔ محمد امام الدین

بیشک حکم بالا غلط ہے اور جو کچھ حضرت مولانا امام الدین صاحب نے لکھا حق ہے۔ عبد الکریم حمید شاہ حامے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ راب یاگڑ متخذ عصیر حرام سے ہے پس نظر کرنا چاہیے مسئلہ طبخ کو کہ بنایا گیا ہووے عصیر حرام سے تا حرمت متنجسین مذکورین سعال واضح ہووے اور وہ مسئلہ مذکور عالمگیری میں مصرح ہے۔ محمد حسین خاں

نقول وباللہ التوفیق ناپاک رس کی راب یاگڑ ناپاک ہے اور رس کی راب یاگڑ ہو جانے سے انقلاب عین جیسا کہ علمائے رامپور نے سمجھا ہے ممنوع ہے چنانچہ خود شامی میں تصریح اس کی موجود ہے فلیراجعوا خادم شرع محمد ذوالحجہ عفی عنہ خادم شرع شریف عبد الحمید عفی عنہ

یہاں خود مفقود ہے کیونکہ رس کا گڑ ہاؤ کچھ تلاؤ نہیں ہے بلکہ کتو نکا سا بھی حال نہیں ہے کہ عوام
الناس سے اُسکا احتیاط ہو سکے اور جو صرف پک جانے سے انقلاب ہوجایا کرے تو دنیا میں
کوئی چیز ناپاک نرہے گی سرکہ کی ظرف میں چوہا مرا سکنجبین بنالی یا دودھ کو کتے نے پیا اُس کی ربڑی
یا کھیر پکالی ایسی ہی بھاج یا دہی کی کڑہی پک گئی شعر لکا بہ سے شیرے کہ مگش خورد بہر شیر بر بخشش
بیرنج خورش نام دگر گشت حلال است + مخلوق سود اور رشوت خواری اور انواع و اقسام خباثات
و خیانات میں مبتلا ہیں جب اس طرح کے فتوے تغیر نام سے تطہر پائیں گے تو کلب و خنزیر کی طرح
نجاست خور بھی ہو جائیں گے نعوذ باللہ من ہذا المفہوم فقط محمد حسین عفی عنہ

حکم بالا فاضلان رامپور کا غلط ہے اور یہ جو کہ جناب مولوی محمد حسین خاں صاحب نے لکھا ہے صحیح
ہے۔ حررہ العبد الضعیف عبد الکریم عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وبہ التوفیق

رامپور کے بعض فضلا نے حکم دیا کہ جس رس میں سور موہنہ ڈالدے اُس کی راب یا گڑ پاک و حلال ہے
اُنھوں نے اس حکم کی کوئی روایت کسی کتاب سے نہیں لکھی اپنی رائے سے اُسکو حلال بتایا حلت حرام
کی رائے سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ ایسے حکم پر وعید شدید ہے کہ من افتی بغیر علم تلعنہ ملائکۃ السماء
والارض حیث نسب الی اللہ تعالیٰ ان حکم وہو کاذب ابن عساکر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر شرح

... بانقلاب العين واختاره اكثر

المشائخ خلافا لابي يوسف رحمة الله عليه كما في شرح المنية والفتح وغيرهما پس اس تیل ناپاک کا پاک

ہوجانا قطع نظر اس سے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے خلاف اس کا مروی ہے سلف سے مروی

نہیں بلکہ متاخرین نے اسکو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر قیاس کیا ہے کہ انقلاب حقیقۃ سے شئے پاک

ہوجاتی ہے لیکن اسپر یہ شبہ ہے کہ شرح منیہ میں مسطور ہے وعند محمد لا يطهر الدهن بوجہ پس جبکہ

نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ناپاک تیل کسی وجہ سے پاک نہیں ہوتا تو تفریع بعض متاخرین کی

باوجود اس تصریح کے صحیح نہوگی اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ پاک ہوگیا لیکن قیاس راب کا اس صابون

پر بھی درست نہیں کیونکہ راب اور گڑ میں رس منجمد ہے اور صابون خیر تیل بلکہ تیل مستہلک اور منتفی ہوگیا

کیونکہ صابون بنایا جاتا ہے چونہ اور سجی اور شورہ سے انمیں تھوڑا تیل بھی ڈالتے ہیں اور یہ سب چیزیں طاہر

ہیں اور معلوم ہے کہ چونہ مفنی تیل ہے پس تیل لامحالہ مستہلک اور فنی ہوگیا یہی تبدل حقیقۃ ہے اور

قطع نظر اس سے صابون کو ان چیزوں میں بہت سا پانی ڈالکر اور پانی میں پکانا مطہر شئے نجس ہے کما

ہو المذکور فی الکتب اور شرط نہیں تثلیث طبخ نے الماء یعنی تین بار پکانا چنانچہ شامی میں ہے قال

فی الفتاوی الخیریۃ ظاهر کلام الخلاصۃ عدم اشتراط التثلیث وہو مبنی علی ان غلبۃ الظن مجزیۃ عن التثلیث

ابن محمد نصر ابی سیار

بعیر ورتہ الخلاصۃ فی وجہ ووجہ انتہی سیہ حا

الاطعمۃ جمیع ان اذیقتضی ضعیف توجیہ وتوجیہ ہے کیا اعتراض اسپر

المرکبات سائر ہذا وعلی آخر شیئا ورثہ العبیر ظاہر الطعام یکون ان ذلک ونحو دہنا او نجسا لما کان اذا

محمد امام قول جو افتائی اور ترجیح اہل کہ ہے یہ حال اسکا انتہی فسادہ ولایخفی نجسا مفرداتہ بعض کان اذا

کے بلوی عموم اور ضرورت ساتھ سے مخصوص بلکہ ہے نہیں مطلقا تو ہے دیا پر فتوے تعالیٰ اللہ رحمۃ

بہ ویفتی محمد عند مطہر والتغیر تغیر لانہ بطہارتہ یفتی الصابون فی النجس الدہن جعل المجتبیٰ فی قال کما

میں وغیرہ الاطعمۃ جزء پس انتہی للبلوی یفتی بہ کما صابونا بجعلہ تنجس زیت ویطہر المختار الدر فی وقال انتہی للبلوی

اس بچنا اور ہیں مبتلا اسمیں سلمین عامہ یعنی ہے بلوی عموم اور ضرورت اگر ہے پڑا نجس وغیرہ پانی مثلا

عموم میں وغیرہ الاطعمۃ بلاد ان کہ ہے ظاہر لیکن ہیں پاک وہ بلاشبہ کے مذکور قول موافق تو ہے دشوار

وافتا ترجیح ارباب پر قول جس کہ ثانیا اور ہوگا بھی طہارت لزوم پس ہے نہیں ضرورت اور بلوی

اور یہ ... ہے ... شامی ... تطہیر کی دو چیزیں نقل کیں یعنی انقلاب حقیقت اور عموم
بلوی یہاں دونوں میں سے ایک بھی پائی نہیں جاتی اسلئے کہ پتلی چیز گاڑھی ہو گئی فقط اور پتلی چیز گاڑھی ہونے یا
گاڑھی کے پتلی ہونے سے انقلاب لازم نہیں آتا انتہی اسمیں اولاً یہ ہے کہ مجیب نے علت تطہیر کی دو چیزیں ہرگز
نقل نہیں کیں فقط انقلاب عین شامی سے نقل کیا ہے البتہ یہ امر شامی میں مذکور ہے کہ انقلاب عین سے حصول
تطہیر مذہب امام محمد رحمۃ اللہ تعالے کا ہے اور اس قول پر بعلت عموم بلوی کے فتوی دیا گیا ہے کما قال ثم العلۃ
العلۃ عند محمد ہی التغیر وانقلاب الحقیقۃ وانہ یفتی بہ للبلوی کما علم مما مر انتہی وقال فی موضع آخر علی قول
صاحب الدر المختار لایکون نجسا رماد قذر والا لزم نجاسۃ الخبز فی سائر الامصار انتہی ای ان لا نقل انہ لا یکون
نجسا وظاہرہ ان العلۃ الضرورۃ وصریح الدر وغیرہا ان العلۃ انقلاب العین کما یاتی لکن قدمنا من المجتبی ان
العلۃ ہذہ وان الفتوی علی ہذا القول للبلوی فمفادہ ان عموم البلوی علۃ اختیار القول بالطہارۃ المعللۃ بانقلاب
العین فتدبر انتہی ثانیاً یہ ہے کہ مجیب نے یہ کہاں دعوی کیا ہے کہ پتلی چیز کے گاڑھی یا گاڑھی چیز کے پتلی ہونے
کو انقلاب عین لازم ہے کہ معترض یہ لکھتا ہے کہ اس سے انقلاب لازم نہیں آتا مجیب نے تو وقوع انقلاب
کا صورت مخصوصہ میں قول کیا ہے اور لزوم انقلاب میں اور وقوع انقلاب میں عاقل بصیر کے نزدیک فرق بین ہے
اور پتلی چیز گاڑھی ہونے سے وقوع انقلاب میں قطعاً متحقق ہے جیسے خون گاڑھا ہو کر خشک ہو گیا اور نطفہ
گاڑھا ہو کر مضغہ ہو گیا قال فی رد المحتار علی قول صاحب الدر والمسک طاہر حلال لانہ وان کان دما فقد تغیر فیصیر
طاہراً کرماد العذرۃ خانیہ والمراد بالتغیر الاستحالۃ الی الطیبۃ انتہی وقال ایضاً ونظیرہ فی الشرع النطفۃ
نجسۃ وتصیر علقۃ وہی نجسۃ وتصیر مضغۃ فتطہر انتہی اور یہ کہنا کہ پتلی چیز گاڑھی ہونے سے انقلاب لازم نہیں آتا ایسا ہی ہے

وازال النجسية بل حصل له من جوار الملح وسلطانه نشا عن نفسه وجرى صفاته ولتقار بالملح واحكامه مع لقاء الاضافيت
انتهى لقدر الحاجة اب ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مقصود اس کلام سے انقلاب عین ہے لیکن اس کلام میں حصر انقلاب
عین کا بیچ اسی صورۃ مذکورہ کے کہاں ہے پس ممکن ہے کہ جیسے اس محل مذکور میں انقلاب عین ہو گیا اسیطرح
بعض مواقع میں سوا اس نہج کے بھی انقلاب عین ہو جائے قولہ باقی رہا عموم بلوی سو وہ یہاں خود مفقود ہے
کیونکہ رس کا کڑھاؤ کچھ تالاؤ نہیں ہے بلکہ کنوئیں کا سا بھی حال نہیں ہے کہ عوام الناس سے اسکا احتیاط نہوسکے
انتہے اقول یہ کلام اس قائل کا ادل دلیل اور اوضح برہان ہے اوپر رسائی فہم اور فقہ شناسی معترض کے بھلا
ذرا غور تو کرو تالاؤ ہونے یا نہونے کو عوام بلوی اور عدم عموم میں کیا مداخلت عموم بلوی تو عند الفقہا عبارت اس
سے ہے کہ کسی امر میں ابتلاء عام ہو اور بچنا اس سے دشوار ہو پس رس کا کڑھاؤ اگر تالاب ہوتا اور بچنا سہل
ہوتا تو باوصف تالاب ہونے کے بھی عموم بلوی متحقق نہوتا اور اگر رس کا کڑھاؤ تالاب نہیں لیکن اس میں باوصف
اختلاط نجاست کے عامہ مسلمین کو ابتلا ہے اور بچنا اس سے دشوار ہے کما سیظہر تفصیلہ تو باوجود تالاب
نہونے کے عموم بلوی موجود ہے قال فی الاشباہ والنظائر اعلم ان اسباب التخفیف فی العبادات وغیرہا سبعۃ
الاول السفر الثانی المرض الثالث الاکراہ الرابع النسیان الخامس الجہل السادس العسر وعموم البلوی الخ اب محل غور ہے
کہ فقہاء نے جو تغیرات اور انقلاب عین سے حکم طہارت نجاست کا فرمایا تو یہ موافق قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ
کے ہے اور یہ بسبب ابتلائے عام اور عسر احتراز کے اسی قول پر فتوی دیا ہے کما مراد یہ بھی مصرح فرمادیا
ہے کہ یہ حکم مخصوص ساتھ تغیر اور انقلاب معین کے نہیں ہے بلکہ جسجگہ تغیر اور انقلاب متحقق ہو اور عموم بلوی

انتزاعا ینتزعه من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا
بغیر علم فضلوا واضلوا انتہی اور یہ جو کہا کہ تبدل حقیقۃ کی یہ معنے ہیں کہ شئی اول منتفی اور بالکل نابود ہو جائے
جواب اسکا یہ ہے کہ یہ زعم کاسد ہے اس قایل کا اور مخالف ہے تصریح فقہاء متقدمین کے چنانچہ مجیب معینہ
اور نیز ہمنے پیشتر ذکر کردی ہے قال العلامۃ ابن الہمام تنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل یعنی
بعض مفہوم شئے کا منتفی ہو جائیگا تو وہاں حقیقۃ منتفی ہو جائیگی ایسے اگر کل بدلجائے تو بالاولی حقیقۃ بدل جائیگی اب
کہ رس کے مفہوم میں رقت اور سیلان معتبر ہے اسکو ہر عاقل منصف جانتا ہے کہ شکر اور راب اور گڑ کو کبھی
نہیں کہیں گے اور وہ رقت اور سیلان راب وغیرہ میں منتفی ہے پس تبدل حقیقۃ ہو گیا پھر یہ کہنا کہ رس منتفی ا
نہیں ہوا ہمنے ہے قابل اصغا نہیں اور افسوس ہے ہزار افسوس ہے کہ یہ قائل باوجود تصریح ابن الہمام کے یہ نہ سمجھ
بنجانے راب اور گڑ وغیرہ کے باعتبار انتفاء بعض اجزاء مفہوم رس کے جو وہ رقت اور سیلان ہے انقلاب حقی
اور نہ یہ سمجھا کہ مقصود علامہ شامی کا نقل کرنے کلام کسی قائل سے جو قد یقال کر کے نقل کیا ہے اسکا قول مفتی بہ
ہے بلکہ بیان ہے اشتباہ کا ورنہ اکثر روایات فقہ میں اشتباہات وارد ہوتے ہیں اور ان سے قول مفتی
نہیں ہوتا کما لا یخفی علی الماہر اور یہ کہنا کہ مسئلہ طہارت صابون کا سلف سے مروی نہیں بلکہ متاخرین نے اسکو ا
الدبس کے قول پر قیاس کیا ہے جواب اسکا پیشتر ہو چکا کہ نہ یہ قیاس ہے بلکہ تفریع ہے کلیہ پر اور نہ متاخرین نے فقط
بلکہ متقدمین کا بھی یہی مختار اور مفتی بہ ہے گو بعض کا اسمیں اختلاف بھی ہو لیکن فتوی انکے قول پر نہیں ہے کما سلف منا سابقا
معترض نے کہا کہ طہارت صابن پر یہ شبہ ہے کہ شرح منیہ میں مطلوب و منقول ہے لا یطہر الدھن تو جب یہ ... بعض متاخرین کی او

حصہ اوّل دوم

فتاوی ارشادیہ

اور آپ کی علمی و تحقیقی کتاب

انتصار الحق

اس کتاب کا ہر سنی حنفی عالم کے پاس ہونا ضروری ہے

دو سو تہتر علوم پر مکمل دسترس رکھنے والے

عالم علم لدنی حضرت شیخ عبد العزیز پرھاروی

صاحب نبراس کی تفسیر قرآن مجید

لوح محفوظ